روڈی راسکل اپنے کلب کے آفس میں بیٹھی فون پر کسی سے باتیں کرنے میں مصروف تھی۔ اس نے جینز کی پینٹ پر سیاہ چمڑے کی لیڈیز جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ سر کے بال چونکہ وہ شروع سے ہی مردانہ انداز میں رکھتی تھی اس لئے دور سے دیکھنے والا اسے مرد ہی سمجھتا تھا۔ پھر اس کے کرسی پر بیٹھنے اور فون کا رسیور کان سے لگا کر جھک کر باتیں کرنے کا انداز بھی خالصتاً مردوں جیسا تھا۔ وہ باتوں میں مصروف تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا غیر ملکی اندر داخل ہوا۔ اس نے سوٹ پہنا ہوا تھا لیکن چہرے مہرے سے وہ مجرم بہرحال نہیں لگتا تھا۔ دروازے میں داخل ہوتے ہی وہ ٹھٹکا تو ایک لمحے کے لئے ٹھٹکا اور پھر مسکراتا ہوا آگے بڑھا تو روڈی راسکل نے فون پر گفتگو روکنے کی بجائے اسی طرح جاری رکھی۔ البتہ آنے والے کو اس نے ہاتھ کے اشارے سے

ایک سائیڈ پر موجود صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کر دیا اور وہ آدمی خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گیا اور اس انداز میں نظریں گھما کر آفس اور اس کے فرنیچر اور اس کی تزئین و آرائش کو دیکھنے لگا جیسے اندازہ لگا رہا ہو کہ روذی راسکل کی مالی حیثیت کیا ہے۔ اسی لمحے روذی راسکل نے رسیور کریڈل پر رکھا۔

"اپنا تعارف کراؤ"...... روذی راسکل نے اس آدمی کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام کرسٹن ہے اور ابھی تھوڑی دیر پہلے تمہاری بات ڈیوڈ سے ہو چکی ہے۔ میں اس سلسلے میں آیا ہوں"...... اس آدمی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ بولو کیا کام ہے"...... روذی راسکل نے کہا۔

"زیر زمین دنیا میں کام کرنے والے ایک آدمی سے معلومات حاصل کرنی ہیں۔ حتمی معلومات۔ اس بات کی ہمیں پرواہ نہ ہو گی کہ بعد میں وہ آدمی زندہ رہتا ہے یا ہلاک ہو جاتا ہے۔ البتہ معلومات حتمی ہونی چاہئیں اور اس کا ثبوت بھی ہونا چاہئے کہ یہ باتیں اس آدمی نے بتائی ہیں۔ اس کے لئے ہم تمہیں ایک جدید ٹیپ ریکارڈر دے سکتے ہیں جس میں تم اس سے ہونے والی تمام بات چیت خاموشی سے ٹیپ کر سکتے ہو"...... کرسٹن نے جواب دیا۔

"ڈیوڈ تو خود اسلحے کا دھندہ کرتا ہے۔ کیا تم بھی یہی دھندہ کرتے ہو"...... روذی راسکل نے کہا۔

"ایسے ہی سمجھ لو"...... اس آدمی نے مبہم سا جواب دیا اور روذی راسکل سمجھ گئی کہ وہ کھل کر اس بارے میں کچھ بتانا نہیں چاہتا۔ روذی راسکل کو کچھ دیر پہلے اسلحے کے لئے کام کرنے والے اس کے ایک جاننے والے ڈیوڈ نے فون کیا تھا اور ڈیوڈ نے اسے کہا تھا کہ اس نے ایک غیر ملکی پارٹی کو ایک چھوٹے سے کام کے لئے اس کا ریفرنس دیا ہے اور انہوں نے اپنی چیکنگ کے بعد نہ صرف تمہیں اوکے کر دیا ہے بلکہ وہ تمہیں اس کام کے لئے ایک لاکھ ڈالر ادا کرنے پر بھی تیار ہو گئے ہیں اور روذی راسکل نے جب اس سے کام اور اس کی نوعیت کے بارے میں پوچھا تو ڈیوڈ نے کہا کہ اگر وہ رضامند ہے تو پھر ان کا ایک آدمی جس کا نام کرسٹن ہے وہ براہ راست تم سے رابطہ کرے گا اور تم سب باتیں اس سے خود طے کر سکتی ہو اور تمہیں مجھے دس فیصد کمیشن دینا پڑے گا۔ روذی راسکل نے اس لئے حامی بھر لی تھی کہ اس طرح کم از کم کام کی نوعیت اس کے علم میں آ جائے گی۔

"ٹھیک ہے۔ بولو کون ہے وہ آدمی اور کس بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں"...... روذی راسکل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس آدمی کا نام جانسن ہے اور اسے عام طور پر ڈاگ جانسن کہا جاتا ہے کیونکہ وہ انتہائی بے رحم اور ظالم پیشہ ور قاتل ہے لیکن وہ صرف بڑے بڑے ٹاسک لیتا ہے اور زیر زمین دنیا میں اس کی نقل و

حرکت بے حد محدود ہے"...... کرسٹن نے کہا۔

"ڈاگ جانسن۔ یہ نام تو میں پہلی بار سن رہی ہوں جبکہ پاکیشیا کے تمام چھوٹے بڑے پیشہ ور قاتلوں کو میں اچھی طرح جانتی ہوں"...... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو تمہیں ایک لاکھ ڈالر دیئے جا رہے ہیں تاکہ تم اسے ٹریس بھی کرو اور اس سے معلومات بھی حاصل کرو۔ ہمیں ڈیوڈ نے بتایا ہے کہ زیر زمین دنیا کے تمام بڑے بڑے بدمعاش اور قاتل تم سے بے حد ڈرتے ہیں اس لئے تم یہ کام کر سکتی ہو"...... کرسٹن نے کہا تو روزی راسکل کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"تمہیں درست اطلاع ملی ہے۔ زیر زمین دنیا میں رہنے والے میرا نام سن کر کانپنے لگ جاتے ہیں کیونکہ بڑے سے بڑا لڑاکا بھی چند منٹ سے زیادہ میرے سامنے نہیں ٹھہر سکتا"...... روزی راسکل نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہمیں یہی بتایا گیا ہے اور ہم نے جو انکوائری کی ہے اس کے تحت کسی حد تک یہ سچ بھی ہے"...... کرسٹن نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کسی حد تک۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا تمہارا مطلب ہے کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں اور میں نے جو کچھ کہا ہے وہ پورا سچ نہیں ہے۔ یہی کہا ہے نا تم نے۔ اٹھو اور نکل جاؤ اور یہ بھی میں صرف ڈیوڈ کی وجہ سے کہہ رہی ہوں ورنہ اب تک تمہارے جسم کی ساری ہڈیاں ٹوٹ کر تمہارے گلے میں پڑ چکی

ہوتیں۔ نانسنس۔ تم نے میرے لئے کسی حد تک کے الفاظ ادا کئے ہیں۔ جاؤ نکلو۔ دفع ہو جاؤ۔ ابھی اسی وقت گم کرو اپنی شکل۔ میں تمہارے ایک لاکھ ڈالر پر تھوکتی بھی نہیں"...... روزی راسکل نے یکلخت غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی میز پر پڑا ہوا ایش ٹرے کسی گولی کی طرح اڑتا ہوا کرسٹن کے سر کی طرف بڑھا۔ کرسٹن نے بروقت سر ایک طرف کر لیا ورنہ اس کا سر یقیناً دو ٹکڑوں میں تبدیل ہو چکا ہوتا۔

"م۔ م۔ میرا مطلب تھا کہ تم درست کہہ رہی ہو۔ سچ کہہ رہی ہو۔ پورا سچ"...... کرسٹن نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اس طرح بولو۔ خبردار اگر آئندہ تمہارے منہ سے میرے بارے میں یعنی روزی راسکل کے بارے میں کوئی توہین آمیز لفظ نکلا"...... روزی راسکل نے اسی طرح چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا سرخ و سفید چہرہ غصے کی شدت سے قندھاری انار کی طرح سرخ ہو رہا تھا اور آنکھوں میں غصے کی سرخی عود کر آئی تھی۔

"تم تو بہت غصہ ور ہو۔ معمولی سی بات پر اس قدر غصہ"۔ کرسٹن نے چند لمحے لمبے لمبے سانس لینے کے بعد کہا تو روزی راسکل بے اختیار ہنس پڑی اور کرسٹن حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"تم اسے معمولی بات کہہ رہے ہو۔ روزی راسکل کی توہین تمہاری نظروں میں معمولی بات ہے۔ کیوں"...... روزی راسکل نے

ایک بار پھر ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"آئی ایم سوری ۔ بہرحال اس ڈاگ جانسن کو تم نے ٹریس کر کے اس سے معلومات حاصل کرنی ہیں کہ اس نے گزشتہ ہفتے ایک کارمن سپیشل ایجنٹ ڈاکٹر شوابل کو ہلاک کیا ہے ۔ اسے یہ کام کس پارٹی نے دیا تھا"...... کرسٹن نے اب جان چھڑانے کے انداز میں کہا۔

"سوری ۔ یہ کام میں نہیں کر سکتی"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں"...... کرسٹن نے چونک کر پوچھا۔

"پہلی بات تو یہ کہ یہ میرے معیار کا کام نہیں ہے ۔ دوسری یہ کہ کسی پیشہ ور قاتل سے یہ معلوم کرنا ہی حماقت ہے کہ اس کی پارٹی کون تھی ۔ ویسے بھی یہ بات اصول کے خلاف ہے اور تیسری اور آخری بات یہ کہ اتنے معمولی سے کام کے لئے تم ایک لاکھ ڈالر کیوں خرچ کر رہے ہو ۔ اس کا مطلب ہے کہ اندر کی کہانی کچھ اور ہے اور تم مجھ سے جھوٹ بول رہے ہو"...... روزی راسکل نے تیز لہجے میں کہا۔

"ایک لاکھ ڈالر اس لئے دیئے جا رہے ہیں کہ اس ڈاگ جانسن کو ٹریس کرنا بے حد مشکل ہے ۔ صرف اس کا نام لوگوں نے سنا ہوا ہے ۔ ذاتی طور پر اسے کوئی بھی نہیں جانتا ۔ البتہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ اس کا ایک خصوصی فون نمبر ہے جو اس نے نجانے کس طرح

کسی مواصلاتی سیارے سے لیا ہوا ہے ۔ اس نمبر پر اس سے بات ہو جاتی ہے لیکن اس نمبر کے ذریعے اسے ٹریس نہیں کیا جا سکتا ۔ تم نے اسے ٹریس کرنا ہے اور رہی دوسری بات کہ کسی پیشہ ور قاتل سے اس کی پارٹی معلوم کرنا اصول کے خلاف ہے تو واقعی اس حد تک تمہاری بات درست ہے لیکن جہاں ملکی معاملات ہوں وہاں اس اصول کو نہیں دیکھا جاتا"...... کرسٹن نے کہا تو روزی راسکل بے اختیار چونک پڑی۔

"ملکی معاملات ۔ کیا مطلب ۔ کیا تمہارا تعلق کسی سرکاری تنظیم سے ہے"...... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں ۔ میرا تعلق ایک معلومات فراہم کرنے والی تنظیم سے ہے ۔ البتہ ڈاکٹر شوابل نے یورپ کے ایک ملک سلوایا سے خلائی اختیار کا فارمولا چرا لیا تھا ۔ وہ یہ فارمولا شوگران کو فروخت کرنا چاہتا تھا اور اس سلسلے میں یہاں پاکیشیا میں مقیم تھا کہ کسی پارٹی نے ڈاگ جانسن کے ذریعے اسے ہلاک کرا کر وہ فارمولا حاصل کر لیا اور یہ بہرحال ملکی معاملات ہیں ۔ اس پارٹی کے سامنے آنے سے معلوم ہو سکے گا کہ اب وہ فارمولا کس کے پاس ہے ۔ پھر اس سے یہ فارمولا واپس حاصل کیا جا سکتا ہے"...... کرسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فارمولے میں کون کون سے ملک دلچسپی لے رہے تھے" ۔ روزی راسکل نے پوچھا۔

فی الحال شوگران کا نام ہی سامنے آیا ہے۔ ویسے وہ خلائی ہتھیار کی سیریز کا فارمولا تھا اس لئے کوئی ایسا ملک ہی اسے حاصل کرنے میں دلچسپی لے سکتا ہے جو ایسے ہتھیار خود بنا رہا ہو یا ان سے ڈیفنس چاہتا ہو"....... کرسٹن نے کہا۔

"یہ ہتھیار پاکیشیا تو نہیں بنا سکتا"....... روزی راسکل نے کہا۔

"نہیں۔ پاکیشیا ابھی خلائی ہتھیاروں کی رینج میں داخل ہی نہیں ہوا"....... کرسٹن نے جواب دیا۔

"پھر ٹھیک ہے۔ پھر میں معلوم کر لوں گی لیکن معاوضہ پانچ لاکھ ڈالر ہوگا اور یہ بھی میرا کم سے کم معاوضہ ہے۔ اگر ڈیوڈ درمیان میں نہ ہوتا تو میں دس لاکھ ڈالر سے کم نہ لیتی۔ ڈیوڈ نے ایک بار مجھ پر احسان کیا تھا اور میں کم سے کم معاوضہ لے کر اس کا احسان اتارنا چاہتی ہوں۔ اگر تمہیں منظور ہو تو بولو ورنہ"۔ روزی راسکل نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کہہ رہی ہو ورنہ بھاگ جاؤ۔

"ٹھیک ہے۔ ہم تمہیں پانچ لاکھ ڈالر دیں گے"....... کرسٹن نے کہا۔

"تو نکالو اڑھائی لاکھ ڈالر اور وہ اپنا خفیہ ٹیپ ریکارڈر"۔ روزی راسکل نے کہا۔

"تم یہ کام کب تک کر لو گی"....... کرسٹن نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے تک"....... روزی راسکل نے جواب دیا۔

"یہ سن لو کہ ہمارے پاس ڈاگ جانسن کی آواز پہلے سے ٹیپ شدہ ہے اس لئے تم نے اصل ڈاگ جانسن سے ہی معلومات حاصل کرنی ہیں۔ اگر تم نے ہمارے ساتھ کوئی دھوکہ کرنے کی کوشش کی تو پھر اس کا انجام بھی عبرتناک ہو سکتا ہے"....... کرسٹن نے کہا۔

"مجھے دھمکیاں مت دو اور یہ میری لاسٹ وارننگ ہے۔ سمجھے۔ اب اگر تمہارے منہ سے ایک لفظ بھی ایسا نکلا تو تمہاری لاش اس کلب کے سامنے سڑک پر پڑی ہو گی۔ سنا تم نے"....... روزی راسکل نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ صرف وارننگ تھی۔ اگر ہمیں تم پر اعتماد نہ ہوتا تو ہم یہ کام تمہارے حوالے ہی نہ کرتے"....... کرسٹن نے کہا اور پھر اس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکالا اور اسے روزی راسکل کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ روزی راسکل نے اسے اٹھایا اور الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی تو کرسٹن نے اسے اس آلے کو آپریٹ کرنے کا طریقہ بتا دیا۔

"اس میں کیا خصوصیت ہے۔ عام سا ٹیپ ریکارڈر ہے"۔ روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس میں آواز کی کوالٹی خراب نہیں ہوتی اور نہ ہی آواز میں کسی قسم کا فرق پڑتا ہے۔ پھر اس کے اندر لیزر ایئر سسٹم ہے جس کی وجہ سے آواز کو جب تک خصوصی انتظام نہ کیا جائے واش نہیں کیا جا سکتا۔ ایسی ہی اور بہت سی خصوصیات ہیں"....... کرسٹن نے کہا۔

"اچھا۔ حیرت ہے۔ بہرحال وہ رقم دو"...... روزی راسکل نے ٹیپ ریکارڈر کو میز کی دراز میں رکھتے ہوئے کہا تو کرسٹن نے جیب سے ایک چیک بک نکالی۔ اس نے چیک پر اڑھائی لاکھ ڈالر کی رقم لکھی اور پھر دستخط کر کے اس نے چیک روزی راسکل کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ گارینٹڈ چیک ہے"...... کرسٹن نے کہا تو روزی راسکل نے چیک لے کر ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اسے تہہ کر کے اس نے اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب اس ڈاگ جانسن کا فون نمبر بھی بتا دو"۔ روزی راسکل نے میز پر پڑے ہوئے پیڈ کو اپنی طرف کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی پین سٹینڈ سے ایک بال پوائنٹ بھی نکال لیا۔ کرسٹن نے اسے نمبر بتایا تو روزی راسکل نے نمبر لکھ لیا۔

"اب تم اپنا نمبر بتا دو تاکہ تم سے رابطہ کیا جا سکے"...... روزی راسکل نے کہا۔

"تم نے جو بات کرنی ہو وہ ڈیوڈ کو بتا دینا۔ ہم روزانہ ڈیوڈ کو فون کر کے اس سے پوچھ لیں گے لیکن ایک بات کا خیال رکھنا۔ تم نے اپنے علاوہ کسی کو اس بارے میں نہیں بتانا اور ایک ہفتے کے اندر اندر کام بھی کرنا ہے"...... کرسٹن نے کہا۔

"جب میں نے کہہ دیا ہے تو ہو بھی جائے گا۔ روزی راسکل غلط وعدہ نہیں کرتی اور تم بقیہ اڑھائی لاکھ ڈالر ہر وقت اپنی جیب میں

تیار رکھنا"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ تیار ہیں"...... کرسٹن نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"سوری۔ میں مردوں سے ہاتھ نہیں ملایا کرتی۔ تم جا سکتے ہو"...... روزی راسکل نے بڑے روکھے اور سپاٹ سے لہجے میں کہا تو ایک لمحے کے لئے کرسٹن کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھرے لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنا ہاتھ ایک جھٹکے سے واپس کھینچا اور پھر مڑ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا سائنس پر شائع ہونے والی ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا۔ چونکہ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اور نہ ہی فور سٹارز نے اسے کسی معاملے میں کال کیا تھا اس لئے وہ ناشتہ کرنے کے بعد پہلے اخبارات پڑھتا اور پھر کوئی نہ کوئی کتاب پڑھنا شروع کر دیتا تھا۔ آج کل اس کی آوارہ گردی شام کے بعد ہوا کرتی تھی لیکن سارا دن وہ اپنے فلیٹ میں بیٹھا کتابیں اور رسالے پڑھنے میں ہی گزار دیتا تھا جبکہ سلیمان اسے ناشتہ دینے کے بعد برتن سمیٹ کر ایک فلاسک میں چار پانچ کپ چائے اور خالی پیالیاں اس کے سامنے رکھ کر خود شاپنگ کرنے چلا جاتا تھا اور حسب روایت اس کی واپسی دوپہر سے پہلے نہیں ہوتی تھی۔ اس وقت بھی عمران اپنے فلیٹ پر اکیلا ہی موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا لیکن اس کی نظریں کتاب

پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

”حقیر فقیر پر تقصیر ہیچمدان بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) زبان خود بول رہا ہوں“...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں اپنا تفصیلی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”سلطان بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے سرسلطان کی بھاری آواز سنائی دی۔

”بولنے کی بجائے احکام سلطانی جاری فرمایا کریں تاکہ آپ کو واقعی سلطان سمجھا جا سکے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”حکم جاری کیا جاتا ہے کہ علی عمران فوراً آفس پہنچ ورنہ۔ اور ورنہ کے بارے میں بعد میں سوچا جائے گا“...... سرسلطان نے رعب دار لہجے میں کہا اور پھر ورنہ کہہ کر خود ہی بے اختیار ہنس پڑے۔

”ارے۔ ارے۔ یہ تو نادر شاہی حکم ہے۔ مطلب ہے ایسا حکم کہ جسے ہر صورت میں پورا ہونا ہے چاہے بے چارے علی عمران کی جیب میں پٹرول کے پیسے بھی نہ ہوں اور جوتے گھس کر بغیر تلووں کے ہو چکے ہوں۔ کمزوری اور نقاہت کی وجہ سے ٹانگوں نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا ہو۔ آنکھوں کے سامنے دھند چھائی ہوئی ہو لیکن نادر شاہی حکم بہرحال نادر شاہی حکم ہے۔ اس کی تو تعمیل ہونی ہی ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ آپ پہلے کی طرح بول لیا کریں“۔ عمران نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"حکم بہر حال حکم ہوتا ہے چاہے بول کر دیا جائے یا نقارہ بجا کر۔ فوراً پہنچو"...... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور سامنے رکھے ہوئے فلاسک کا بٹن پریس کر کے اس نے پیالی میں چائے ڈالی اور پھر چائے کی پیالی اٹھا کر منہ سے لگا لی۔ وہ بڑے اطمینان بھرے انداز میں چسکیاں لے رہا تھا اور ساتھ ساتھ اس کی نظریں کتاب کے صفحات پر بھی دوڑ رہی تھیں۔ وہ اس طرح اطمینان بھرے انداز میں کتاب پڑھ رہا تھا جیسے سر سلطان نے اسے سرے سے کچھ کہا ہی نہ ہو۔ ابھی چائے کی پیالی ختم ہی ہوئی تھی کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"حقیر فقیر"...... عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے ایک بار پھر اپنے مخصوص تعارف والی بھیرویں شروع کی۔

"کیا بکواس ہے۔ کیا اب میری بات کا تم پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ میں یہاں ایک معزز مہمان کے ساتھ تمہارا انتظار کر رہا ہوں اور تم وہاں بیٹھے حقیر فقیر کا راگ الاپ رہے ہو۔ نانسنس"...... سر سلطان نے اس کی بات کاٹتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر سلطان۔ آپ بہت بڑے افسر ہیں۔ اتنے بڑے افسر کہ پاکیشیا میں آپ کا نام سن کر اچھے اچھے بیورو کریٹس کانپنے لگ جاتے ہیں لیکن میں کیا کروں۔ میرا باورچی آغا سلیمان پاشا آپ سے بھی بڑا افسر ہے۔ اس نے مجھے از راہ مہربانی پانچ چائے کی پیالیاں فلاسک

میں ڈال کر دی ہوئی ہیں اور ابھی میں نے ایک ہی پیالی پی ہے۔ فلاسک میں ابھی چار پیالیاں موجود ہیں۔ اگر میں یہ پیالیاں پیئے بغیر اٹھ گیا تو آپ تو صرف ناراض ہوں گے اور آپ کو منت سماجت کر کے منایا جا سکتا ہے لیکن آغا سلیمان پاشا اگر ناراض ہو گیا تو پھر چائے، کھانا، ادھار سب کچھ بند ہو جائے گا اور وہ ایسا ضدی ہے کہ اسے منانے کے لئے کم از کم ایک لاکھ روپے کا عطیہ دینا پڑتا ہے اور میں مفلس اور قلاش آدمی ہوں"...... عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح رواں ہو گئی۔

"ٹھیک ہے۔ تو پھر تم بیٹھ کر چائے کی پیالیاں پیو۔ میں معزز مہمان سمیت خود آ رہا ہوں"...... سر سلطان نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ میں فلاسک اٹھا کر ساتھ لے آتا ہوں۔ آپ تکلیف نہ کریں۔ میں ابھی آیا"...... عمران نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے کرسی میں لاکھوں وولٹیج الیکٹرک کرنٹ آ گیا ہو۔ پھر وہ تیزی سے تیار ہو کر فلیٹ سے نیچے آیا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے سنٹرل سیکرٹریٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ سنٹرل سیکرٹریٹ کی پارکنگ میں کار روک کر وہ نیچے اترا اور پھر چند لمحوں بعد وہ سر سلطان کے پی اے کے کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ"...... پی اے نے تیزی سے اٹھتے

ہوئے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر سلطان آفس میں ہیں یا نہیں"...... عمران نے بڑے راز دارانہ لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں۔ آفس میں ہیں۔ کیوں"...... پی اے نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ مفلسوں اور غریبوں کا بھرم تو ہی رکھتا ہے"...... عمران نے باقاعدہ دعا کے انداز میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں عمران صاحب"...... پی اے کی حالت دیکھنے والی تھی۔

"سر سلطان نے مجھے دھمکی دی تھی کہ وہ اپنے معزز مہمان کے ساتھ میرے فلیٹ پر آ رہے ہیں اس لئے میں بھاگا بھاگا آیا ہوں ورنہ اگر وہ خود معزز مہمان کے ساتھ میرے فلیٹ پر پہنچ جاتے تو میرے پاس تو چائے بھی ٹھنڈی تھی۔ فلاسک اتنا پرانا ہو چکا ہے کہ اب وہ بے چارہ گرم چائے کو گرم رکھنے سے ہی قاصر ہے اس لئے شکر کر رہا تھا۔ ویسے یہ بتاؤ کہ معزز مہمان کون ہیں"...... عمران نے بات کرتے کرتے ایک بار پھر راز دارانہ لہجے میں کہا۔

"یورپ کے کسی ملک کے ڈیفنس سیکرٹری ہیں۔ تفصیل کا تو مجھے علم نہیں ہے"...... پی اے نے جواب دیا تو عمران سر ہلاتا ہوا پی اے کے کمرے سے نکل کر سر سلطان کے آفس میں داخل ہو گیا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے خشوع و خضوع اور اونچی آواز میں سلام کیا تو سر سلطان کی میز کی سائیڈ پر بیٹھا ہوا ایک گول مٹول سا یورپین انتہائی حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا۔

"وعلیکم السلام۔ آؤ عمران بیٹے۔ یہ یورپ کے ملک سلوایا کے سیکرٹری ڈیفنس ہیں اور ایک خصوصی کام سے یہاں تشریف لائے ہیں"...... سر سلطان نے اٹھ کر عمران کا استقبال کرتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ سر سلطان کے اٹھنے کی وجہ سے وہ یورپین بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ارے۔ ارے۔ بیٹھیں۔ آپ اگر اس طرح اٹھ کر میرا استقبال کرتے رہے تو مجھ پر بڑھاپا پوری طرح چھا جائے گا کیونکہ سنا ہے کہ بزرگوں کا احترام کیا جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے"۔ عمران نے سر سلطان کی بات کا جواب دینے کے بعد اس یورپین کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اپنا تعارف بھی کرا دیا۔

"ڈی ایس سی۔ کیا آپ سائنس دان ہیں۔ مگر"...... اس یورپین نے مصافحہ کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارے ملک میں دان کی بڑی قیمت ہے جناب"...... عمران نے کہا لیکن چونکہ ابھی تک اسے اس یورپین کا نام ہی معلوم نہ ہوا تھا اس لئے وہ جناب کہہ کر خاموش ہو گیا تھا۔

"عمران بیٹے۔ ان کا نام چارلس کاسر ہے اور تم سنجیدگی اختیار کرو معاملات بے حد سنجیدہ ہیں"...... سر سلطان نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں سنجیدگی سے جناب چارلس کاسر کو بتا رہا ہوں کہ ہمارے ملک میں دان کی بڑی قدر و قیمت ہے جیسے مکھی دان۔ اس کی کچن میں بڑی اہمیت ہوتی کہ اندر رکھی ہوئی خوراک تک مکھیاں نہیں پہنچ سکتیں۔ اس حوالے سے دیکھا جائے تو سائنس دان وہ ہوتا ہے جس کے ذہن میں سائنس داخل ہی نہ ہوتی ہو"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ چارلس کاسر اب انتہائی حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"عمران بیٹے۔ سلوایا کے ایک سائنس دان ڈاکٹر شوائل کو یہاں پاکیشیا میں ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس کے پاس سے جو کاغذات ملے ہیں اس کے مطابق ڈاکٹر شوائل خلا میں استعمال ہونے والے کسی خصوصی میزائل کا فارمولا لے آیا تھا جو وہ شوگران کو فروخت کرنا چاہتا تھا۔ یہ کاغذات سلوایا کے یہاں سفارت خانے کے پاس پہنچے تو انہوں نے یہ کاغذات سلوایا بھجوا دیئے۔ وہاں جب تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ سلوایا کی ایک لیبارٹری میں ایسے خصوصی میزائل جس کا کوڈ نام سیٹلائٹ بگر ہے، کی تیاری میں ڈاکٹر شوائل بھی کام کرتا رہا ہے۔ ابھی اس میزائل پر کام ہو رہا تھا کہ ڈاکٹر شوائل ذہنی طور پر تھک جانے کی وجہ سے باقاعدہ حکومت سے اجازت لے کر سیر و

سیاحت اور آرام کرنے کے لئے یہاں پاکیشیا آ گیا۔ یہاں کے سفارت خانے نے اس کی فرمائش پر ایک رہائش گاہ کا انتظام کر دیا اور ایک ڈرائیور، ایک خانساماں اور ایک ہاؤس کیپر ملازم بھی دیا اور ساتھ ہی ایک کار بھی مہیا کر دی۔ یہ تینوں ملازم مقامی تھے۔ ڈرائیور رات کو واپس گھر چلا جاتا تھا اور صبح واپس آتا تھا۔ آج سے ایک ہفتہ پہلے جب ڈرائیور واپس آیا تو دونوں ملازموں اور ڈاکٹر شوائل تینوں کی لاشیں کوٹھی میں پڑی ہوئی تھیں۔ ڈرائیور نے پولیس سے پہلے سفارت خانے کو اطلاع دی۔ وہ لوگ فوراً پہنچ گئے۔ پھر پولیس کو اطلاع دی گئی لیکن قاتل کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ کوئی ڈکیتی بھی نہ کی گئی تھی حتیٰ کہ کاغذات بھی ڈاکٹر شوائل کی جیب میں تھے اور انہی کاغذات سے ساری بات معلوم ہوئی ہے۔ جناب چارلس کاسر صاحب یہاں اس لئے تشریف لائے ہیں کہ سلوایا کے چیف سیکرٹری میرے بہترین دوستوں میں سے ہیں انہوں نے مجھے فون کیا ہے کہ میں یہاں کے انٹیلی جنس اداروں کے ذریعے یہ معلوم کراؤں کہ ڈاکٹر شوائل کی یہاں کس کس سے ملاقات رہی ہے اور کیا انہوں نے کوئی فارمولا فروخت کیا ہے یا اگر انہیں ہلاک کر کے ان سے فارمولا حاصل کیا گیا ہے تو وہ فارمولا واپس حاصل کر کے سلوایا بھجوایا جا سکے کیونکہ یہ واردات پاکیشیا میں ہوئی ہے اور یہ ہماری ڈیوٹی ہے کہ ہم اس کی مکمل تحقیقات کرائیں"...... سر سلطان نے تیزی سے اور مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

وہ دراصل نفسیاتی طور پر سب کچھ اس لئے بتا دینا چاہتے تھے تاکہ عمران یہ سب کچھ سن کر سنجیدہ ہو جائے۔

"پھر آپ نے تحقیقات کرائی ہیں".....عمران نے ان کے خاموش ہوتے ہی پوچھا۔

"یہ کہیں انٹیلی جنس کا نہیں بنتا کیونکہ ڈاکٹر شوائل غیر ملکی ہیں ملٹری انٹیلی جنس کا اس لئے نہیں بنتا کہ اس فارمولے کا کوئی تعلق پاکیشیا کے ڈیفنس سے نہیں ہے اس لئے میری خواہش ہے کہ تم اس سلسلے میں کام کرو تاکہ پاکیشیا کی عزت بحال ہو سکے"۔ سرسلطان نے آخر میں باقاعدہ عزت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا تو عمران ان کے اس حوالے پر بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سرسلطان کی رگ رگ سے واقف تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ سرسلطان نے خاص طور پر یہ حوالہ کیوں دیا ہے تاکہ عمران انکار نہ کر سکے۔

"میرے پاس پرائیویٹ جاسوسی کا لائسنس نہیں ہے اور اگر چیف سے کہا گیا تو آپ جانتے ہیں کہ چیف ان معاملات میں کتنا اصول پسند ہے".....عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم لائسنس کو گولی مارو۔ میں چیف سیکرٹری سلطان سے وعدہ کر چکا ہوں سنا تم نے اور تم نے یہ کام کرنا ہے ہر صورت میں اور ہر قیمت پر".....سرسلطان کو یکلخت غصہ آ گیا تھا۔

"واہ۔ یہ ہوئی نا بات۔ ہر قیمت پر۔ ویری گڈ۔ بڑی وسعت ہے اس ہر قیمت کے الفاظ میں۔ بلکہ صحیح معنوں میں بڑی مالی وسعت

ہے۔ ساری غربت دور ہو جائے گی۔ سارا ادھار آغا سلیمان پاشا کی ناک پر مارا جا سکے گا۔ تمام دکانداروں کے ادھار چکا دیئے جائیں گے۔ واہ۔ واقعی اس میں بڑی وسعت ہے۔ ہر قیمت پر۔ ویری گڈ"۔ عمران نے چٹخارے لے لے کر بات کرتے ہوئے کہا تو سرسلطان کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ ظاہر ہے چارلس کاسر کے ہوتے ہوئے عمران کی اس انداز کی باتوں سے سرسلطان کی انا شدید طور پر مجروح ہوئی تھی کیونکہ عمران نے ان کے سامنے اپنے آپ کو مفلس اور مقروض ظاہر کر دیا تھا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ آپ کی مطلوبہ فیس ہمارا ملک ادا کرے گا۔ سرسلطان نے آپ کی بے حد تعریفیں کی ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ سرسلطان غلط بیانی نہیں کرتے".....سرسلطان سے پہلے چارلس کاسر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دس کروڑ ڈالر کیسی رہے گی فیس۔ میرا خیال ہے مناسب ہی ہے".....عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو چارلس کاسر بے اختیار اچھل پڑا جبکہ سرسلطان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

"دس۔ دس کروڑ ڈالر".....چارلس کاسر نے اس طرح رک رک کر کہا جیسے اسے حیرت ظاہر کرنے کے لئے الفاظ ہی نہ مل رہے ہوں۔

"چلیں۔ آپ سرسلطان کے مہمان ہیں اس لئے دس ڈالر کم کر دیجئے".....عمران نے بڑے شاہانہ لہجے میں کہا۔

"بس۔ سوری۔ یہ تو بہت بڑی رقم ہے۔ آئی ایم سوری۔ سر سلطان مجھے اب اجازت دیجئے"...... چارلس کاسر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"جناب چارلس کاسر صاحب۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا آپ کا یہ فارمولا دس بارہ ڈالر کا ہوگا"...... عمران نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"دس بارہ ڈالر تو نہیں۔ مگر صرف اس کی تلاش میں دس کروڑ ڈالر تو نہیں دیئے جا سکتے"...... چارلس کاسر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی بات کرتا پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور سر سلطان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"کراؤ بات"...... سر سلطان نے عمران اور چارلس کاسر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"سلطان بول رہا ہوں سر بیکر"...... سر سلطان نے کہا۔

"سر سلطان۔ چارلس کاسر کی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا گیا کیا ابھی تک ان کی کسی سے ملاقات نہیں ہو سکی"...... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی تو چارلس کاسر بے اختیار چونک پڑا۔

"وہ یہاں میرے آفس میں موجود ہیں اور ان کی بات چیت علی عمران سے ہو رہی ہے"...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ چارلس کاسر سے بات کرائیں"...... دوسری طرف

سے کہا گیا تو سر سلطان نے رسیور چارلس کاسر کی طرف بڑھا دیا۔ چارلس کاسر نے باقاعدہ اٹھ کر سر سلطان کے ہاتھ سے رسیور لیا اور پھر دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یس سر۔ میں کاسر بول رہا ہوں سر"...... چارلس کاسر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب سے آپ کی بات فائنل ہوئی ہے یا نہیں"۔ سر بیکر نے کہا۔

"جناب۔ عمران صاحب سر۔ تمیں نہیں ہیں جناب اور"۔ چارلس کاسر نے اس طرح رک رک کر کہا جیسے مناسب الفاظ اسے مل نہ رہے ہوں۔

"مسٹر کاسر۔ عمران صاحب سے شاید آپ کی پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی اس لئے پلیز آپ ان کے مذاق سے پریشان نہ ہوں۔ میں دو بار ان سے ملاقات کر چکا ہوں۔ پہلی ملاقات میں میری بھی حالت ان کے مذاق کی وجہ سے خراب ہو گئی تھی لیکن علی عمران صاحب اگر ہمارے کام پر آمادہ ہو جائیں تو یہ ہماری سب سے بڑی خوش قسمتی ہو گی اور ہمارا مسئلہ یقیناً حل ہو جائے گا"...... چیف سیکرٹری سلوایا سر بیکر نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"سر۔ وہ تیار ہیں لیکن سر۔ وہ دس کروڑ ڈالر طلب کر رہے ہیں"...... چارلس کاسر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے اس انداز میں کہا جیسے ابھی سر بیکر غصے سے چیخ پڑیں گے۔

"تو کیا ہوا۔ وہ پچاس کروڑ ڈالر بھی طلب کریں تب بھی ہمیں منظور ہے۔ آپ انہیں جانتے نہیں۔ ان کا صرف ہمارے کام کے لئے تیار ہو جانا ہی ہمارے لئے اعزاز کا باعث ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو چارلس کاسر کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"رسیور مجھے دیں جناب"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو چارلس کاسر نے اس طرح رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا جیسے وہ ٹرانس میں آگیا ہو۔

"ہیلو سر ہیگر۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ میں نے واقعی چارلس کاسر صاحب سے دس کروڑ ڈالر کی ڈیمانڈ کی تھی کیونکہ یہ مشن پرائیوٹ ہی ہو سکتا ہے لیکن جس طرح چارلس کاسر صاحب نے سر سلطان کی عزت کی ہے اور ان سے رسیور باقاعدہ کھڑے ہو کر لیا ہے اس سے میرے دل میں ان کی عزت و قدر بڑھ گئی ہے کیونکہ سر سلطان میرے بزرگ ہیں اور جو ان کی عزت کرتا ہے وہ خود ہمارے لئے محترم ہو جاتا ہے اس لئے ان کے اس احترام میں فیس کا مطالبہ ختم۔ اب اعزازاً کام ہو گا"...... عمران نے کہا تو سامنے بیٹھے ہوئے چارلس کاسر کی حالت حیرت کی شدت کی وجہ سے پہلے سے زیادہ خراب ہو گئی۔ وہ شاید کبھی خواب میں بھی نہ سوچ سکتا تھا کہ کوئی آدمی اتنی معمولی سی بات کے لئے دس کروڑ ڈالر جیسی خطیر ترین رقم بھی چھوڑ سکتا ہے۔ اس سے پہلے سر ہیگر نے بھی

کہا تھا کہ عمران کو پچاس کروڑ ڈالر بھی دیئے جا سکتے ہیں۔ اس بات نے اس کا ذہن منجمد کر دیا تھا اور اب عمران کی بے نیازی نے اس کا دماغ واقعی ماؤف کر دیا تھا۔

"آپ کا یہ سلوایا پر احسان ہو گا عمران صاحب کہ آپ اس کام پر توجہ دے دیں۔ مجھے آپ کے اور سر سلطان کے تعلقات کا بخوبی علم ہے اس لئے جب سر سلطان نے حامی بھری تھی تو مجھے اسی وقت یقین ہو گیا تھا کہ ہمارا کام ہو جائے گا۔ میں ایک بار پھر آپ کا ذاتی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ بے فکر ہو کر کام کریں جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی ہو گا۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"ضروری تھا کہ تم اس طرح کا ڈرامہ کرتے۔ کیا تم سیدھی طرح بات نہیں کر سکتے تھے"...... سر سلطان نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"کہتے ہیں کہ ڈرامہ ذہنی صحت کے لئے خاصا مفید ہوتا ہے۔ آدمی کو اپنی پوزیشن کا بخوبی احساس ہو جاتا ہے کہ وہ ڈرامے میں ہیرو ہے یا ولن"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نانسنس۔ تم سے تو بات کرنا ہی عذاب ہے۔ چارلس کاسر صاحب آپ عمران کو فائل دے دیں۔ ڈاکٹر شوائل کے بارے میں"...... سر سلطان نے فقرے کا پہلا حصہ عمران سے مخاطب ہو کر اور بعد کا حصہ چارلس کاسر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... چارلس کاسر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ہاتھ میں موجود فائل اس نے اٹھ کر باقاعدہ عمران کی طرف بڑھا دی۔

"آپ کا یہ انداز و احترام کا سلسلہ جاری رہا تو آپ دس کروڑ ڈالر دینے کی بجائے الٹا ہم سے وصول کر کے لے جائیں گے"...... عمران نے فائل لے کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ واقعی احترام کے قابل ہیں عمران صاحب۔ اب میں آپ کو سمجھ گیا ہوں"...... چارلس کاسر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کو تو آج تک اس کے والد نہیں سمجھ سکے آپ اور میں کہاں سمجھ سکتے ہیں"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا تو چارلس کاسر بھی بے اختیار مسکرا دیا۔ ویسے پہلے کی نسبت اب اس کی نظروں میں عمران کے بارے میں مختلف تاثرات تھے۔ شاید یہ تبدیلی سلوایا کے چیف سیکرٹری کی باتیں سامنے آنے کے بعد آئی تھی۔

"آپ یہ فائل میرے پاس چھوڑ جائیں۔ میں اس پر کام شروع کر دیتا ہوں۔ امید ہے میں جلد ہی اصل حقیقت کا کھوج لگا لوں گا"...... عمران نے فائل تہہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ ہم آپ کے بے حد شکر گزار ہوں گے"۔ چارلس کاسر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب مجھے اجازت دیں سر سلطان عالی مقام۔ ویسے آپ جیسے سلطان عالی کے دربار سے خالی ہاتھ واپس جانا اس صدی کا معجزہ ہے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"خالی ہاتھ کہاں جا رہے ہو۔ اس قدر اہم فائل ساتھ لے جا رہے ہو"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا اور پھر دعا سلام کے بعد وہ مڑا اور چند لمحوں بعد وہ کار میں بیٹھا دانش منزل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اسے جو کچھ بتایا گیا تھا وہ کسی صورت اس کے حلق سے نہ اتر رہا تھا کہ سلوایا کا ایک سائنس دان اہم فارمولا لے کر پاکیشیا آ کر رہے۔ سلوایا کا سفارت خانہ اسے سب سہولیات مہیا کرے اور پھر وہ یہ فارمولا شوگران کو فروخت کرنے کی کوشش کرے اور اس دوران اچانک قتل کر دیا جائے اور فارمولا غائب ہو جائے اور قاتلوں تک پہنچنے کے لئے چیف سیکرٹری سلوایا پچاس کروڑ ڈالر بھی خرچ کرنے پر آمادہ نظر آئیں۔ یہ سب کچھ اسے غیر فطری سا محسوس ہو رہا تھا۔ بہرحال اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ دانش منزل پہنچ کر بلیک زیرو سے اس بارے میں تفصیل سے بات کرے گا پھر کوئی مزید کارروائی کرنے کے بارے میں سوچے گا۔

s4sheikh@gmail.com

ٹائیگر ہوٹل میں اپنے کمرے میں بیٹھا اپنے جوتوں کے تسمے باندھنے میں مصروف تھا۔ اس وقت دن کے گیارہ بجے تھے اور ٹائیگر اب تیار ہو کر زیبن دیا میں گھومنے پھرنے کے لئے نکلنے ہی والا تھا وہ دن کو گیارہ بارہ بجے اپنے ہوٹل سے نکلتا تھا اور پھر رات گئے تک اس کی واپسی ہوتی تھی۔ البتہ کبھی کبھار جب وہ واقعی بے حد فارغ ہوتا تو وہ جلدی ہوٹل واپس آکر آرام کرنے کے لئے لیٹ جاتا تھا۔

ابھی وہ تسمے باندھ کر فارغ ہوا ہی تھا کہ کال بیل بج اٹھی اور ٹائیگر کال بیل کی آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس نے اپنی لائف کا سیٹ اپ ایسا کر رکھا تھا کہ یہاں ہوٹل میں شاذو نادر ہی کوئی اس سے ملنے آتا تھا۔ وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"...... اس نے دروازہ کھولنے سے پہلے اونچی آواز میں

s4sheikh@gmail.com

s4sheikh@gmail.com

کہا۔

"ارے۔ تم ٹائیگر ہو یا چوہے کہ دروازے کے پیچھے دبک کر پوچھ رہے ہو کہ کون ہے۔ دروازہ کھولو۔ میں روزی راسکل ہوں"...... دروازے کی دوسری طرف سے روزی راسکل کی طنزیہ آواز سنائی دی تو ٹائیگر کے چہرے پر شدید کوفت اور بیزاری کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے چٹخنی کھولی تو روزی راسکل اس طرح کمرے میں داخل ہوئی جیسے یہ کمرہ روزی راسکل کا ہو اور ٹائیگر نے اس پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہو۔

"ارے۔ تم تو اس طرح تیار کھڑے ہو جیسے کسی شادی میں جانا ہو تمہیں۔ کیا مطلب۔ کہاں جا رہے ہو"...... روزی راسکل نے اندر داخل ہو کر ٹائیگر کو سر سے پیر تک دیکھتے ہوئے چونک کر اور قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اپنی شادی پر جا رہا ہوں۔ تم کہاں سے ٹپک پڑیں"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اپنی شادی پر"...... روزی راسکل نے اس طرح ہنستے ہوئے کہا جیسے ٹائیگر نے کوئی انتہائی مزاحیہ بات کر دی ہو۔

"تو کیا میں شادی نہیں کر سکتا"...... ٹائیگر نے بھی دانستہ اسے چڑانے کے لئے کہا۔

"کبھی اپنی شکل دیکھی ہے۔ ایک مردار خور جانور ہے جو۔ وہی لگ رہے ہو۔ کوئی عقل کی اور آنکھوں کی اندھی تم سے شادی

کرے گی — نانسنس — میں تو شادی پر جا رہا ہوں اپنی — ہونہہ — تم جا کر تو دیکھو — میں تم سمیت پوری بارات کو بموں سے اڑا دوں گی"...... روزی راسکل نے طنزیہ انداز میں بات کرتے کرتے اچانک انتہائی غصیلے لہجے میں پھنکارتے ہوئے کہا اور ٹائیگر اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہے وہ واقعی عقل سے فارغ — بہرحال تم بتاؤ کہ کیسے بیچ بیچ نازل ہو گئی ہو"...... ٹائیگر نے اور زیادہ لطف لیتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو میں اب بلا بن گئی ہوں — کیوں — اب میں بلا ہوں جو تم پر نازل ہو گئی ہوں اور کون ہے وہ عقل کی اندھی — جلدی بتاؤ اس کے بارے میں تفصیل"...... روزی راسکل نے چیختے ہوئے کہا اس کا چہرہ واقعی غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔

"وہ سامنے دیوار پر آئینہ لگا ہوا ہے اس میں جا کر دیکھ لو" — ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا — کیا کہہ رہے ہو — آئینے میں دیکھ لوں — کیا مطلب — اوہ — تو تم مجھے عقل سے فارغ کہہ رہے تھے — مجھے — روزی راسکل کو — کیوں"...... روزی راسکل نے واقعی پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم نے خود ہی تفصیل پوچھی تھی — بہرحال کسی خوش فہمی کی ضرورت نہیں ہے — تم سے شادی کرنے سے بہتر ہے آدمی کسی چڑیل سے شادی کر لے"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ — تمہیں تمیز ہے خواتین سے بات کرنے کی — وہ

تمہارا احمق استاد یہی سکھاتا رہتا ہے تمہیں — خبردار جو اب کوئی فضول بات کی تو پوری بتیسی نکال کر ہتھیلی پر رکھ دوں گی — مجھے"— روزی راسکل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"اس میں غصہ کھانے کی کیا بات ہے — کیا تم سے شادی نہیں ہو سکتی"...... ٹائیگر نے کہا تو روزی راسکل بے اختیار اچھل پڑی۔

"شادی اور مجھ سے — اوہ — تو تم یہ خواب دیکھ رہے ہو — منہ دھو رکھو — تم سے شادی کی بجائے میں غیر شادی شدہ رہنا زیادہ پسند کروں گی — شادی تو کسی انسان سے ہوتی ہے جو سرے سے انسان ہی نہ ہو اس سے شادی کیسے ہو سکتی ہے"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے — میں نے کب تمہاری منت کی ہے اور سنو — اب تک میں تمہیں اس لئے برداشت کر رہا ہوں کہ تم خود چل کر میرے پاس آئی ہو ورنہ جو باتیں تم نے کیں اور کر رہی ہو اس کے نتیجے میں تم اب تک گٹر میں تیرتی نظر آ رہی ہوتی — اس لئے بتاؤ کیوں آئی ہو"— ٹائیگر کا بھی یکلخت موڈ بدل گیا۔

"واہ — اب واقعی تم مرد نظر آنے لگ گئے ہو — اب میں وعدہ کر سکتی ہوں کہ کبھی فرصت ملی تو تمہاری شادی کرنے کی آفر پر غور کروں گی لیکن یہ بات مستقل بعید میں ہی ہو سکتی ہے مستقل قریب میں نہیں اور ہاں سنو — میں یہاں تم سے ایک بات پوچھنے آئی ہوں — یہ بتاؤ کہ تم کسی پیشہ ور قاتل کو جانتے ہو جس کا نام ڈاگ

جانسن ہے"...... روزی راسکل نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"ہاں جانتا ہوں۔ کیوں۔ تمہیں اس سے کیا کام پڑ گیا ہے۔ کیا کسی کو قتل کرانا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"پہلے بتاؤ کہ تمہارے اس احمق استاد کا فون نمبر کیا ہے تاکہ میں اسے فون کر کے بتا سکوں کہ اس کا شاگرد اخلاقیات سے اس قدر بے بہرہ ہے کہ اس نے آنے والے سے اب تک چائے کیا کافی کا جھوٹے منہ سے بھی نہیں پوچھا جبکہ آنے والی شخصیت بھی روزی راسکل ہو"...... روزی راسکل نے فون کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"یہ تم بار بار احمق استاد۔ احمق استاد کیوں کہتی ہو۔ کیا تمہیں تمیز نہیں ہے بات کرنے کی۔ خبردار جو آئندہ یہ الفاظ منہ سے نکالے"۔ ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چیخ کر کیوں بات کر رہے ہو۔ آہستہ بولو اور پہلے میرے لئے کافی منگواؤ۔ پھر اطمینان سے بات ہو گی"...... روزی راسکل نے ایک کرسی پر اطمینان بھرے انداز میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"نیچے لابی میں بیٹھتے ہیں۔ میں کسی کے ساتھ کمرے میں بیٹھنا پسند نہیں کرتا"...... ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کسی سے تمہارا کیا مطلب ہے"...... روزی راسکل نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کوئی بھی ہو۔ تم سمیت"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اگر وہ تمہارا احمق استاد آ جائے تو"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے پھر عمران صاحب کی توہین کی ہے جبکہ میں نے تمہیں منع کیا تھا"...... ٹائیگر نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ نجانے کس طرح اپنے آپ کو کنٹرول کئے ہوئے ہے۔

"اس میں توہین کی کیا بات ہے۔ وہ احمقانہ باتیں کرتا ہے اور جو احمق ہو تو اسے احمق کیوں نہ کہا جائے۔ بولو۔ کیا اندھے کو اندھا کہنا اس کی توہین ہے۔ بولو۔ جواب دو"...... روزی راسکل نے اس بار بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"میں جا رہا ہوں۔ جب تم جاؤ تو دروازہ لاک کر دینا ورنہ آج تم میرے ہاتھوں قتل بھی ہو سکتی ہو"...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔

"ارے۔ ارے۔ رکو۔ ایک منٹ رک جاؤ"...... روزی راسکل نے کہا لیکن ٹائیگر رکے بغیر تیزی سے دروازے سے باہر آ گیا۔

"مجھ سے اس طرح بھاگ رہے ہو جیسے میں چھوت چھات والی کوئی بیماری ہوں۔ کیوں"...... روزی راسکل نے اس کے پیچھے باہر راہداری میں آتے ہوئے کہا تو ٹائیگر تیزی سے پلٹا اور اس سے پہلے کہ روزی راسکل کچھ سمجھتی ٹائیگر نے اس طرح تیزی سے دروازہ لاک کر دیا جیسے اسے خدشہ ہو کہ اگر دروازہ بند ہونے میں ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو روزی راسکل دوبارہ اندر داخل ہو جائے گی۔

روزی راسکل ہونٹ بھینچے خاموش کھڑی تھی ۔ اس کے چہرے پر غصے کے ساتھ ساتھ تلخی کا تاثر نمایاں تھا۔

"تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو ۔ یہ بتاؤ"...... روزی راسکل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں جو بھی سمجھتا ہوں اسے چھوڑو ۔ تم اپنی بات کرو" ۔ ٹائیگر نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں تمہاری شکل دیکھنے نہیں آئی ۔ میں تم سے کچھ پوچھنے آئی ہوں اور یہ بھی نہ سمجھو کہ میں تم سے مفت کام لوں گی ۔ اگر تم مجھے درست معلومات دے سکو تو میں تمہیں ایک لاکھ ڈالر بھی دے سکتی ہوں تاکہ تمہارا الاف سائل بدل سکے اور تم دو ٹکے کے معمولی سے ہوٹل میں رہنے کی بجائے کسی عالی شان ہوٹل میں رہ سکو" ۔ روزی راسکل نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ایک لاکھ ڈالر اور تم دو گی ۔ کیا کوئی بڑا غیر ملکی سیٹھ تمہارے ہاتھ آگیا ہے"...... ٹائیگر نے مذاق اڑانے والے لہجے میں کہا۔

"سیٹھ نہیں تنظیم ۔ غیر ملکی تنظیم ۔ میں نے اس سے پانچ لاکھ ڈالر فیس طے کی ہے اور اڑھائی لاکھ ڈالر کا گارنٹڈ چیک اس سے وصول بھی کر لیا ہے اور بقیہ اڑھائی لاکھ ڈالر ابھی اس سے وصول کرنے ہیں اس لئے میں تمہیں آسانی سے ایک لاکھ ڈالر دے سکتی ہوں"...... روزی راسکل نے بڑے فاخرانہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہی ہو ۔ کیا واقعی"...... ٹائیگر نے غیر ملکی تنظیم اور پانچ لاکھ ڈالر کے بارے میں سن کر کان کھڑے ہو گئے تھے کیونکہ اسے بھی معلوم تھا کہ کوئی بھی غیر ملکی تنظیم بغیر کسی خاص مقصد کے اس طرح ڈالر نہیں لٹاتی پھرتی کہ روزی راسکل جیسی عورت کو پانچ لاکھ ڈالر دے اس لئے ضرور اس کے پیچھے کوئی خاص بات ہے ۔ ایسی بات جس میں عمران کو بھی دلچسپی ہو سکتی ہے ۔ یہ سب خیالات آتے ہی ٹائیگر کے ذہن نے فوراً ہی پینترا بدلنے کا فیصلہ کر لیا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں ۔ میں روزی راسکل ۔ کیوں ۔ میں تمہیں چیک دکھاتی ہوں"...... روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیکٹ کی جیب سے ایک چیک نکال کر ٹائیگر کے سامنے کر دیا ۔ چیک واقعی اڑھائی لاکھ ڈالر کا تھا اور کسی یورپی ملک کے بینک کا گارنٹڈ چیک تھا۔

"کمال ہے ۔ تمہاری تو بڑی اہمیت ہے ۔ میں تو تمہیں بس عام سی شیخی خور خاتون سمجھتا رہا ہوں"...... ٹائیگر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ اڑھائی لاکھ کا چیک دیکھ کر بے حد مرعوب ہو گیا ہو۔

"بس نکل گئی اکڑ ۔ سارا دن جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہو" ۔ روزی راسکل نے بڑے اکڑے ہوئے لہجے میں کہا ۔ اس دوران وہ لفٹ کے ذریعے نیچے ہال میں پہنچ چکے تھے۔

"آؤ۔ لابی میں بیٹھتے ہیں۔ میں تمہیں اچھی سی کافی پلواتا ہوں اور ہاں۔ تم نے ناشتہ کیا ہے یا ابھی کرنا ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو روزی راسکل اس طرح آنکھیں پھاڑ کر ٹائیگر کو دیکھنے لگی جیسے ٹائیگر کا چہرہ بدل گیا ہو۔

"کیا مطلب۔ یہ تمہارے لہجے میں یکلخت مٹھاس کیوں آگئی ہے کیا تمہیں واقعی رقم کی ضرورت ہے"...... روزی راسکل نے کہا۔

"مجھے رقم کی قطعی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی میں تم سے کوئی رقم لوں گا۔ بس میں اپنے کمرے میں کسی خاتون کو بٹھا کر اس سے باتیں کرنا، چاہے وہ خاتون تم ہی کیوں نہ ہو اچھا نہیں سمجھتا اس لئے میں نے تمہیں وہاں بھی کہا تھا کہ لابی میں چل کر بیٹھتے ہیں"...... ٹائیگر نے لابی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"کیوں اچھا نہیں سمجھتے۔ اس کی وجہ"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ میں خواتین کا دل سے احترام کرتا ہوں اور میں نہیں چاہتا کہ کمرے میں اکیلے مرد کے ساتھ بیٹھ کر ان پر کسی قسم کا کوئی الزام چاہے جھوٹا ہی کیوں نہ ہو لگا دیا جائے"...... ٹائیگر نے لابی میں ایک میز کے گرد موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ تو اچھی بات ہے۔ واقعی تمہارے استاد نے تمہاری اخلاقی تربیت بے حد اچھی کی ہے لیکن یہ تم نے خواتین کی رٹ کیوں لگا رکھی ہے۔ کیا میرے علاوہ اور عورتیں بھی تمہارے کمرے میں آتی

ہیں"...... روزی راسکل نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں عورت کہنا پسند نہیں کرتا کیونکہ میرے خیال کے مطابق کسی کو عورت کہنا اس کی توہین ہے اس لئے احتراماً میں خاتون کہتا ہوں اور جہاں تک دوسری خواتین کا میرے کمرے میں آنے کا تعلق ہے تو میرا کسی خاتون سے کسی قسم کا رابطہ ہی نہیں اس لئے کس نے آنا ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ویٹر کو ہاتھ سے کافی لانے کا کہہ دیا۔

"لیکن مجھے لفظ خاتون سے چڑ ہے۔ مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں یکلخت بوڑھی کھوسٹ بن گئی ہوں اس لئے تم مجھے خاتون مت کہا کرو"...... روزی راسکل نے کہا۔

"تو کیا کہوں لیڈی، مادام، جو تم پسند کرو"...... ٹائیگر نے کہا تو روزی راسکل بے اختیار ہنس پڑی۔

"اس سے تو میں اور بھی زیادہ بوڑھی ہو جاؤں گی"...... روزی راسکل نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"چلو دوشیزہ کہہ دیا کروں گا"...... ٹائیگر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اس لفظ سے تو میں موٹی لگنے لگتی ہوں۔ دوشیزہ کا لفظ سن کر مجھے مشکیزے کا خیال آجاتا ہے"...... روزی راسکل نے بے اختیار ہو کر کہا تو ٹائیگر ایک بار پھر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"چلو مس کہہ دیا کروں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ تم مجھے مس روزی کہہ سکتے ہو۔ ویسے یہ نام تو تمہارا ہونا چاہئے کیونکہ میں بعض اوقات تمہیں بہت مس کرتی ہوں"۔ روزی راسکل نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر ہنس پڑا۔

"تمہارے اندر حس ظرافت خاصی طاقتور ہوتی جا رہی ہے اور یہ اچھی بات ہے۔ یہ عقل مندی کی نشانی ہوتی ہے۔ اکثر خواتین اس سے نابلد ہوتی ہیں۔ وہ برجستہ اور برمحل فقرہ سن کر اس طرح سپاٹ چہرہ لئے بیٹھی رہتی ہیں کہ ایسا فقرہ کہنے والا خود ہی شرمندہ ہو جاتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔ اسی لمحے ویٹر نے آ کر کافی کے برتن میز پر لگانے شروع کر دیئے۔

"کافی تم بناؤ۔ تم نے ایک بار بتایا تھا کہ تم کافی بہت اچھی بناتی ہو"...... ٹائیگر نے ویٹر کے جانے کے بعد کہا تو روزی راسکل نے ایک بار پھر ٹائیگر کو اس طرح دیکھنا شروع کر دیا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ اس کے سامنے ٹائیگر ہی بیٹھا ہے یا اس کی جگہ کوئی اور اس کے میک اپ میں ہے۔

"کیا بات ہے۔ تمہارے لہجے میں یکلخت مٹھاس اور انکساری کیوں آ گئی ہے۔ اب میری خوبیاں بھی یاد آنے لگ گئی ہیں۔ کیا ہوا ہے"...... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میں اپنے کرنے میں کسی سے ملنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں نے پہلے ہی تم سے کہا تھا کہ چل کر لابی میں بیٹھتے ہیں۔ لیکن تم نے خواہ مخواہ ضد کی"...... ٹائیگر

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن سچی بات یہ ہے کہ تمہارا یہ انداز اور تمہارا یہ لہجہ مجھے پسند نہیں آ رہا۔ مجھے یوں لگتا ہے جیسے تم ٹائیگر کی بجائے کوئی معصوم سی بھیڑ ہو"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم کافی نہیں بنا سکتی تو صاف کہہ دو۔ میں بنا لیتا ہوں۔ پڑے پڑے ٹھنڈی ہو جائے گی تو دوبارہ منگوانا پڑے گی"...... ٹائیگر نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

"مرد عورتوں کے لئے کافی بناتے ہوئے مرد نہیں رہ جاتے۔ مجھے اس لئے مجھے بنانا ہو گی کافی"...... روزی راسکل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کافی بنانا شروع کر دی اور پھر ایک پیالی اس نے ٹائیگر کے سامنے رکھی جبکہ دوسری اپنے سامنے۔

"واہ۔ واقعی تم بہت اچھی کافی بناتی ہو۔ بڑے دنوں بعد اتنی اچھی کافی پینے کو ملی ہے"...... ٹائیگر نے باقاعدہ تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو تم اب یہ انداز اختیار کر کے مجھے بھگانا چاہتے ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ مجھے ایسے لوگوں سے شدید نفرت ہے جو اس طرح کی فضول خوشامدیں کرتے رہتے ہیں اور اسے اخلاقیات کا نام دیتے ہیں بہرحال چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ کیا تم واقعی ڈاگ جانسن کو جانتے ہو"۔ روزی راسکل نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن نام کی حد تک۔ کبھی اس سے ملاقات نہیں ہوئی۔

"لیکن اصل مسئلہ کیا ہے"...... ٹائیگر نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا
کیونکہ اسی بات کو معلوم کرنے کے لئے وہ اپنی طبیعت کے خلاف
روزی راسکل کو ٹریٹ کر رہا تھا۔

"ایک آدمی ڈیوڈ کے ذریعے مجھ تک ایک غیر ملکی کرسٹن پہنچا ہے
وہ سلوایا کی کسی معلومات فروخت کرنے والی ایجنسی کا آدمی ہے اور
سلوایا کی حکومت نے اس معلومات فروخت کرنے والی تنظیم کو
ٹاسک دیا ہے کہ وہ یہاں پاکیشیا میں ڈاگ جانسن کو ٹریس کر کے
اس سے معلوم کرے کہ اس نے کس پارٹی کے کہنے پر سلوایا کے
ایک سائنس دان ڈاکٹر شوائل کو ہلاک کیا ہے۔ ڈیوڈ نے کرسٹن کو
بتایا کہ یہ کام میں کر سکتی ہوں چنانچہ وہ میرے کلب میں آ گیا۔ اس
نے مجھے ایک لاکھ ڈالر اس کام کی آفر کی لیکن میں نے انکار کر دیا اور
کہا کہ میں پانچ لاکھ ڈالر لوں گی اور ایک ہفتے میں اسے یہ معاملہ
ٹریس کر کے دوں گی۔ اس نے تسلیم کر لیا اور مجھے اڑھائی لاکھ ڈالر کا
گارنٹڈ چیک دے دیا۔ باقی اڑھائی لاکھ ڈالر اس نے کام ہونے کے
بعد دینے ہیں لیکن آج چار روز ہو چکے ہیں۔ میں نے پوری انڈر ورلڈ
چھان ماری ہے لیکن ڈاگ جانسن تک نہیں پہنچ سکی۔ سب اس کا نام
جانتے ہیں لیکن کوئی اس کی نشاندہی نہیں کر سکا۔ پھر مجھے خیال آیا
کہ تمہارا احمق استاد۔ اوہ سوری۔ میرا مطلب ہے کہ تمہارا استاد اکثر
کہتا ہے کہ ٹائیگر انڈر ورلڈ میں کسی کو ٹریس کرنے کا ماہر ہے تو میں
نے سوچا کہ تم سے مل لوں۔ میں تمہیں ایک لاکھ ڈالر دے کر

تمہیں یہ ٹاسک دے سکوں تاکہ تمہاری مالی امداد بھی ہو جائے اور
میرا کام بھی ہو جائے"...... روزی راسکل نے تفصیل سے بات
کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے مالی امداد کی ضرورت نہیں ہے اور میرے خیال میں تمہیں
بھی نہیں ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم یہ پانچ لاکھ ڈالر کسی فلاحی
ادارے یا ہسپتال کو دے دو۔ بہرحال تم فکر مت کرو۔ ڈاگ
جانسن کو تلاش کرنا میرے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔ میں اسے چند
گھنٹوں میں ٹریس کر لوں گا لیکن یہ بتاؤ کہ ڈاکٹر شوائل کہاں رہتا تھا
اور کس لئے اسے ہلاک کیا گیا اور یہاں پاکیشیا میں کیا کرنا چاہتا
تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"عطیہ دینے والی بات پر بعد میں فیصلہ ہو گا۔ فی الحال تو مسئلہ
میری ساکھ کا ہے۔ اگر میں ڈاگ جانسن کو ٹریس نہ کر سکی تو پھر مجھے
خودکشی کرنا پڑے گی اور تمہارے دوسرے سوالوں کا جواب ہے کہ
میں نے تو یہ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی کہ ڈاکٹر شوائل پاکیشیا
میں کہاں رہا تھا کیونکہ مسئلہ تو ڈاگ جانسن کو ٹریس کرنے کا تھا۔
ایک بار وہ ٹریس ہو جائے تو پھر میں اس کی روح سے بھی اگلوا لوں
گی کہ اس نے کس پارٹی کے کہنے پر یہ کام کیا ہے اور یہ بھی سن لو کہ
میں یہ کام سرے سے لینے کے لئے ہی تیار نہ تھی کیونکہ میرے لئے یہ
بظاہر میرے اسٹیٹس کا کام نہیں تھا لیکن میں نے اس لئے لے لیا کہ
شاید اس طرح تمہیں یا تمہارے احمق استاد۔ اور ہاں۔ اب میں

سوری نہیں کروں گی بس اور تم بھی کوئی اعتراض نہ کرنا ورنہ تمہاری جیسی تمہارے حلق میں بھی اتر سکتی ہے۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ ڈاکٹر شوائس سلوایا سے کسی خلائی میزائل کا فارمولا ساتھ لے آیا تھا اور وہ یہاں رہ کر یہ فارمولا شوگران کو فروخت کرنا چاہتا تھا"...... روزی راسکل نے ایک بار پھر تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اس کی موت کے بعد اس فارمولے کا کیا ہوا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"وہ فارمولا گم ہے اسی لئے تو سلوایا والے معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کس پارٹی نے ڈاکٹر شوائس کو ہلاک کرایا ہے تاکہ اس پارٹی کے ذریعے وہ دوبارہ فارمولا حاصل کر سکیں"...... روزی راسکل نے کافی سپ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم بے فکر رہو۔ میں آج شام سے پہلے تمہیں فون کر کے ڈاگ جانسن اور فارمولے کے بارے میں بتا دوں گا"۔ ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیسے معلوم کرو گے۔ میں نے تو ہر طرح کی چھان بین کر لی ہے"...... روزی راسکل نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا کام ہے۔ تمہارا نہیں۔ بے فکر رہو۔ ہو جائے گا تمہارا کام۔ اللہ حافظ"...... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

s4sheikh@gmail.com

"ٹھہرو۔ رک جاؤ"...... عقب سے روزی راسکل نے چیختے ہوئے کہا تو لابی میں موجود تمام افراد چونک کر اس کی طرف حیرت بھرے انداز میں دیکھنے لگے۔

"سوری۔ وقت کم ہے اور معاملہ سخت اس لئے رک نہیں سکتا"...... ٹائیگر نے مڑے بغیر کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ روزی راسکل پارکنگ تک پہنچتی ٹائیگر کی کار تیزی سے ہوٹل سے نکل کر آگے بڑھتی چلی گئی۔

s4sheikh@gmail.com

یورپ کے ملک کانڈا کے دارالحکومت کانڈا کی ایک بلڈنگ کے نیچے تہہ خانے میں بنے ہوئے آفس میں میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر ایک ادھیڑ عمر بارعب آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ چوڑا اور قدرے نکلا ہوا تھا۔ پیشانی سے لے کر آدھے سر تک بال اڑے ہوئے تھے البتہ سر کی دونوں سائیڈوں پر ہلکے ہلکے بال تھے۔ آنکھوں پر نفیس فریم کا نظر کا چشمہ تھا اور اس نے گہرے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا میز پر کئی رنگوں کے فون سیٹ موجود تھے۔ یہ کانڈا کی سرکاری ایجنسی ریڈ اسٹار کا چیف گراہم تھا۔ گراہم طویل عرصے تک ایکریمیا کی ٹاپ ایجنسیوں سے وابستہ رہا تھا اور پھر حکومت کانڈا کی خصوصی دعوت پر اس نے ریڈ اسٹار کا چیف بننے پر آمادگی ظاہر کر دی تھی اور اب یہ ایجنسی اس کی سربراہی میں بے حد شاندار کارنامے سرانجام دے رہی تھی۔ کانڈا یورپ کا ترقی یافتہ ملک ہونے کے ساتھ ساتھ

s4sheikh@gmail.com

s4sheikh@gmail.com

ہتھیار سازی میں بھی خاصا آگے تھا اور کانڈا کے محقق سائنس دان نئی سے نئی ایجادات کرنے میں ہر وقت مصروف رہتے تھے اس لئے یورپ کے بیشتر ممالک کے ساتھ ساتھ دنیا کے بے شمار دوسرے ممالک بھی خفیہ طور پر کانڈا سے انتہائی جدید ہتھیار کی ٹیکنالوجی خریدتے رہتے تھے اور یہی وہ دولت تھی جس نے کانڈا کو انتہائی خوشحال ملک میں تبدیل کر دیا تھا۔ کانڈا میزائل سازی میں بھی خاصا ترقی یافتہ تھا اور کانڈا کی لیبارٹریوں میں جدید سے جدید ترین میزائل سازی پر مسلسل تحقیقی کام ہوتا رہتا تھا۔ کانڈا کا ہمسایہ ملک سلوایا گو کانڈا کی طرح خوشحال اور ترقی یافتہ نہ تھا لیکن اب وہ بھی تیزی سے سائنسی صنعت کاری میں آگے بڑھ رہا تھا اور سلوایا میں بھی سائنسی ہتھیاروں کی جدید ریسرچ پر مبنی لیبارٹریاں قائم ہو چکی تھیں لیکن مقابلے کے لحاظ سے سلوایا، کانڈا کا عشر عشیر بھی نہ تھا۔

گراہم اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گراہم نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“..... گراہم نے بھاری لہجے میں کہا۔

”سلوایا سے مارٹن بات کرنا چاہتا ہے باس“..... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”کراؤ بات“..... گراہم نے تیز لہجے میں کہا۔

"مارٹن بول رہا ہوں باس"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... گراہم نے کہا۔

"باس۔ چیف سیکرٹری سلوایا لارڈ بیگر نے اپنے ایک اسسٹنٹ چارلس کاسر کو پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان کے پاس بھجوایا ہے تاکہ سرسلطان سے کہہ کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ڈاکٹر شوائل کے فارمولے کے بارے میں حرکت میں لایا جا سکے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پھر کیا رزلٹ رہا"...... گراہم نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یہ رپورٹ ملی ہے کہ سرسلطان نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے فری لانسر ایجنٹ عمران کو اپنے آفس میں کال کیا اور عمران نے ذاتی طور پر اس پر کام کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا اور سر بیگر نے اس پر اجتماعی پسندیدگی کا اظہار کیا ہے کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ عمران دنیا کا تیز ترین ایجنٹ ہے"...... مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ واقعی تیز ترین ایجنٹ ہے لیکن جو کام ہم نے کیا ہے وہ اس تک زندگی بھر نہ پہنچ سکے گا اس لئے بے فکر رہو"...... گراہم نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر کچھ سوچ کر اس نے سیاہ رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا۔ یہ ڈائریکٹ فون تھا۔ گراہم نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جیکب بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"گراہم بول رہا ہوں"...... گراہم نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ حکم"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"حکومت سلوایا نے جس ایجنٹ کی خدمات فارمولے کی بازیابی کے لئے حاصل کی تھیں اس کے بارے میں تم نے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی"...... گراہم نے کہا۔

"معلومات حاصل کرنے والی ایک ایجنسی ہے جس کا نام فائیو سٹار ہے۔ حکومت سلوایا نے فارمولے کو تلاش کرنے کے لئے اس کی خدمات حاصل کی تھیں۔ انہوں نے پہلے تو پاکیشیا میں خود کوشش کی کہ اس پیشہ ور قاتل کو ٹریس کر لیں جس نے ڈاکٹر شوائل کو ہلاک کر کے اس سے فارمولا حاصل کیا تھا لیکن جب وہ ناکام رہے تو انہوں نے وہاں زیر زمین دنیا میں کام کرنے والی ایک عورت جسے روزی راسکل کہا جاتا ہے، کی خدمات حاصل کیں لیکن ابھی تک وہ بھی کچھ معلوم نہیں کر سکی اور نہ ہی معلوم کر سکے گی کیونکہ اس پیشہ ور قاتل ڈاگ جانسن کو جیکو نے حکومت کے آدمیوں نے ہلاک کر دیا ہے"...... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ حکومت سلوایا نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک خطرناک ایجنٹ عمران کی خدمات اس سلسلے میں حاصل کی ہیں"...... گراہم نے کہا۔

"ہاں ۔ میں جانتا ہوں عمران کو ۔ عمران واقعی خطرناک حد تک ذہین آدمی ہے لیکن پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ صرف اس کام میں دلچسپی لیتا ہے جس میں پاکیشیا کا کوئی مفاد ہو جبکہ اس فارمولے میں پاکیشیا کا کوئی مفاد نہیں ہے ۔ دوسری بات یہ کہ یہ کارنامہ حکومت جنگیے نے کا تھا اور فارمولا بھی جنگیے نے کے چیف سیکرٹری ولیم تک پہنچ گیا تھا جہاں سے ہمارے آدمیوں نے اسے اس انداز میں اڑا لیا کہ آج تک وہ یہ سمجھ ہی نہیں سکے کہ فارمولا کہاں گیا ہے اس لئے وہ خاموش ہو کر بیٹھ گئے اور اب عمران بھی اگر اس فارمولے کے پیچھے بھاگا تو زیادہ سے زیادہ جنگیے نے کے چیف سیکرٹری تک پہنچ سکے گا اور بس ۔ اسے کسی صورت بھی معلوم نہیں ہو سکتا کہ فارمولا کہاں گیا اس لئے آپ بے فکر رہیں ۔ اب عمران سمیت دنیا کا کوئی آدمی فارمولے تک نہیں پہنچ سکتا"...... جیسپ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ اب میں مطمئن ہوں"...... گراہم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا ۔ اس کے چہرے پر واقعی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔ پھر وہ سامنے موجود فائل کی طرف متوجہ ہوا ہی تھا کہ سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر ایک نظر فون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔ یہ بھی ڈائریکٹ فون تھا لیکن اس کا رابطہ کاناڈا کے اعلیٰ حکام سے تھا اس لئے اس فون کی گھنٹی بجتے ہی اس نے چونک کر اس کی طرف

دیکھا تھا ۔ دوسری بار گھنٹی بجتے ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔ گراہم بول رہا ہوں"...... گراہم نے کہا۔

"ڈیفنس سیکرٹری سر شوابے سے بات کریں"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یس"...... گراہم نے کہا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی ۔ یہ سر شوابے تھے ۔ کاناڈا کے سیکرٹری ڈیفنس جن کے تحت تمام ایسی سائنسی لیبارٹریاں تھیں جو دفاعی ہتھیاروں پر کام کرتی تھیں اور تمام ایسی ایجنسیاں جو ڈیفنس ہتھیاروں کے سلسلے میں مسلسل ورک کرتی رہتی تھیں جن میں ریڈ اسٹار بھی شامل تھی جس کا چیف گراہم تھا۔

"یس سر ۔ میں گراہم بول رہا ہوں چیف آف ریڈ اسٹار"...... گراہم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر گراہم ۔ جو فارمولا ڈاکٹر شوابل کے ذریعے آپ کی ایجنسی نے حاصل کیا ہے اس کے بارے میں رپورٹ ملی ہے کہ وہ اصل نہیں ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گراہم بے اختیار اچھل پڑا اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اصل نہیں ہے ۔ کیا مطلب سر ۔ میں سمجھا نہیں"...... گراہم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ہے تو خلائی میزائل کا فارمولا لیکن وہ عام سے خلائی میزائل کا فارمولا ہے۔ اس خلائی میزائل کا فارمولا تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ جو تقریباً تمام سپر پاورز کے پاس ہے جبکہ ڈاکٹر شوائل جس فارمولے پر کام کر رہا تھا وہ ایک مخصوص خلائی میزائل کا تھا جو خلاء میں جا کر جس خلائی سیارے کو ٹارگٹ بنانا مقصود ہو اس کے مدار میں رہ کر اس کا باقاعدہ پیچھا کرتا تھا اور پھر اسے ہٹ کر کے ہی چھوڑتا تھا اس لئے اسے سیٹلائٹ کلر میزائل کا نام دیا گیا تھا۔ وہ فارمولا وہ شوگران کو فروخت کرنا چاہتا تھا اور وہی فارمولا ہمیں چاہئے تھا"...... سر شواب نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن سر۔ ڈاکٹر شوائل کے پاس تو یہی فارمولا تھا جو اسے ہلاک کر کے اس سے حاصل کیا گیا تھا"...... گراہم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہارے آدمیوں نے براہ راست ڈاکٹر شوائل سے فارمولا حاصل کیا تھا"...... سر شواب نے کہا۔

"نہیں سر۔ ہمارے آدمی براہ راست اگر پاکیشیا میں کارروائی کرتے تو شوگران کو اس کا علم ہو جاتا کہ فارمولا کون لے گیا ہے اس لئے وہ لازماً یہاں آ کر جوابی کارروائی کرتے جس سے بچنے کے لئے ہم نے باقاعدہ ایک ڈرامہ کھیلا ہے کہ حکومت جیکونے کو اس فارمولے کے بارے میں خفیہ اطلاع دے دی۔ آپ تو جانتے ہیں کہ حکومت جیکونے بھی ایسے میزائلوں میں دلچسپی لیتی ہے۔ چنانچہ

ہماری طرف سے خفیہ اطلاع پر حکومت جیکونے نے فارمولا حاصل کرنے کے لئے کارروائی شروع کر دی جسے ہم ساتھ ساتھ چیک کرتے رہے۔ جیکونے کے ایجنٹوں نے پاکیشیا کے ایک خفیہ پیشہ ور قاتل کی خدمات حاصل کیں اور اس پیشہ ور قاتل جسے ڈاگ جانسن کہا جاتا تھا، کے ذریعے ڈاکٹر شوائل کو ہلاک کرا کر اس سے فارمولا حاصل کر لیا اور پھر جیکونے حکومت کے ایجنٹوں نے اس پیشہ ور قاتل کو خاموشی سے ہلاک کر دیا اور اس کی لاش بھی غائب کر دی اور فارمولا جیکونے کے چیف سیکرٹری کے پاس پہنچ گیا جہاں سے ہمارے ایجنٹوں نے خفیہ طور پر اسے حاصل کر کے مجھ تک پہنچا دیا ہے اور میں نے یہ فارمولا آپ تک پہنچا دیا۔ جیکونے حکومت اور چیف سیکرٹری نے کافی کوشش کی ہے کہ معلوم کر سکیں کہ فارمولا کہاں گیا لیکن انہیں آج تک معلوم ہی نہیں ہو سکا کہ فارمولا ہم نے حاصل کیا ہے۔ چنانچہ وہ رو پیٹ کر خاموش ہو کر بیٹھ گئے جبکہ سلوایا حکومت کا یہ اصل فارمولا تھا۔ وہ اسے ٹریس کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس نے ایک معلومات فروخت کرنے والی ایجنسی فائیو سٹار کی خدمات حاصل کی ہیں اور اس فائیو سٹار ایجنسی نے اس پیشہ ور قاتل ڈاگ جانسن کو ٹریس کرنے کی اپنے طور پر کوششیں کیں لیکن جب وہ اسے ٹریس نہ کر سکے تو انہوں نے پاکیشیا میں زیر زمین کام کرنے والی ایک عورت روڈی راسکل کی خدمات بھاری معاوضہ پر حاصل کی ہیں لیکن وہ بھی باوجود کوشش

کے اب تک اسے ٹریس نہیں کر سکی اور نہ کبھی کر سکے گی۔ شاید حکومت سلواکیا کو بھی اس بات کا احساس ہو گیا ہے کہ وہ اپنے مقصد میں اس انداز میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ انہوں نے اپنے چیف سیکرٹری کے ذریعے کوشش کی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں لائیں لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے مفادات کے مشن پر ہی کام کرتی ہے۔ دوسرے ممالک کے لئے کام نہیں کرتی البتہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک خطرناک فری لانسر ایجنٹ عمران نے اس کی حامی بھر لی ہے لیکن وہ بھی اول تو کامیاب نہیں ہو سکتا اور اگر ہو بھی جائے تب بھی وہ زیادہ سے زیادہ جنگونے کے چیف سیکرٹری تک پہنچ سکے گا۔ اس کے بعد آگے بڑھنے کے لئے اس کے پاس کوئی راستہ نہیں رہے گا اور وہ بھی لامحالہ خاموش ہو کر بیٹھ جائے گا"...... گراہم نے پوری تفصیل سے سب کچھ بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر شواہل سے لے کر جنگونے کے چیف سیکرٹری تک کہیں نہ کہیں گھپلا ہوا ہے اور فارمولا بدل دیا گیا ہے"...... سر شواب نے کہا۔

"لیکن اگر ایسا ہوتا تو سر ہمارے ایجنٹوں کو لامحالہ معلوم ہو جاتا وہ تو ہر قدم پر مکمل نگرانی کرتے رہتے ہیں"...... گراہم نے جواب دیا۔

"تو پھر تم بتاؤ کہ اصل فارمولا کہاں ہے یا تو پھر تم نے اسے بدلا

ہے یا میں نے۔ بولو۔ جواب دو"...... سر شواب نے اس بار خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری سر۔ میرا یہ مطلب نہ تھا"...... گراہم نے فوراً ہی معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم فوراً معلوم کراؤ کہ اصل فارمولا کہاں ہے اور کس کے پاس ہے۔ پھر اس سے فارمولا حاصل کرنے پر کام کرو۔ ہمیں ہر حالت میں وہ فارمولا چاہئے"...... سر شواب نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ لیکن سر۔ ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ یہ فارمولا اصل ہے اور یہ نہیں ہے کیونکہ ہمارے آدمی سائنس دان تو نہیں ہیں"۔ گراہم نے کہا۔

"پہلے آپ کو اس سلسلے میں کیا بریف کیا گیا تھا"...... سر شواب نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"سر۔ پہلے ہمیں بتایا گیا تھا کہ فارمولا ایک سرخ رنگ کی ڈبیہ میں بند مائیکرو فلم میں ہے اور یہ سرخ ڈبیہ پاکیشیا سے جنگونے پہنچی اور پھر وہاں سے ہم نے حاصل کر لی اور آپ تک پہنچا دی گئی۔ اسے اندر سے تو صرف متعلقہ سائنس دان ہی چیک کر سکتے ہیں"۔ گراہم نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری یہ بات درست ہے۔ میں متعلقہ سائنس دانوں سے معلوم کر کے پھر تمہیں کال کروں گا لیکن تم اپنے ایجنٹوں کو فوری حرکت میں لے آؤ تاکہ یہ تو معلوم ہو سکے کہ اصل فارمولا

کہاں گیا ہے"...... سرشواب نے کہا۔

"یس سر۔ میں ابھی اس پر کام شروع کر دیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم جلد ہی اسے ٹریس کر لیں گے"...... گراہم نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گراہم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ یہ بات تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ فارمولا نقلی بھی ہو سکتا ہے لیکن بہرحال ایسا ہوا تھا اور اسے اب ہر قیمت پر اصل فارمولا حاصل کرنا تھا اس لئے وہ بیٹھا کارروائی کے سلسلے میں سوچتا رہا کہ کام کہاں سے شروع کیا جائے لیکن جب کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تو اس نے سر جھٹک کر سوچنا ہی چھوڑ دیا اور اٹھ کر آفس کی سائیڈ دیوار کی طرف بڑھ گیا جہاں ریک میں شراب کی بوتلیں موجود تھیں تاکہ شراب پینے کے ساتھ ساتھ وہ سوچتا بھی رہے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب روایت احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو"...... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ نے تو اب دانش منزل کا رخ کرنا ہی چھوڑ دیا ہے عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کروں۔ یہاں آنے میں پٹرول خرچ ہوتا ہے اور پٹرول کا بھاؤ تو اب سونے سے بھی زیادہ ہوتا جا رہا ہے اور جب تم مشن مکمل کرنے کے باوجود اونٹ کے منہ میں زیرے جیسی مالیت کا چیک دیتے ہو تو بغیر کسی کیس کے تم نے کیا دینا ہے۔ یہی غنیمت ہے کہ سلام کا جواب تو دے دیتے ہو ورنہ بزرگ کہتے ہیں کہ مفلسی میں تو لوگ اس خوف سے سلام کا جواب بھی نہیں دیتے کہ کہیں سلام

کرنے والا ہاتھ آگے نہ کر دے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی تھی۔

"تو کیا فلیٹ میں بیٹھے بیٹھے آپ پر دولت کی بارش ہوتی رہتی ہے جو آپ وہاں بیٹھے رہتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے۔ میں وہاں بیٹھ کر کتابیں پڑھتا ہوں، رسالے پڑھتا ہوں، علم حاصل کرتا ہوں اور علم ایسی دولت ہے جو دنیاوی دولت سے لاکھوں درجے بہتر ہے۔ وہ کیا کہا جاتا ہے کہ علم ایسی دولت ہے جو خرچ کرنے سے بڑھتی ہے جبکہ دنیاوی دولت خرچ کرنے سے ختم ہوتی ہے اور دوسری بات یہ کہ دنیاوی دولت کو چوری کیا جا سکتا ہے جبکہ علم کی دولت چوری نہیں کی جا سکتی اور یہ باتیں تو بزرگوں کی ہیں میری اپنی تیسری بات یہ ہے کہ دنیاوی دولت پر ٹیکس دینا پڑتا ہے جبکہ علم کی دولت پر کوئی ٹیکس نہیں ہے"...... عمران نے ایک بار پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"بلکہ الٹا زکوٰۃ فنڈ سے رقم مل جاتی ہے"...... بلیک زیرو نے بے ساختہ کہا تو عمران اس کے خوبصورت فقرے پر خلاف معمول بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ بلیک زیرو کا مطلب ہے کہ دنیاوی دولت نہ ہونے اور علم کی دولت ضرورت سے زیادہ ہونے پر انسان کی ظاہری حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ اسے مستحق سمجھتے ہوئے زکوٰۃ فنڈ سے امداد دی جا سکتی ہے۔

"آپ کو چائے مل سکتی ہے بغیر کسی مشن کو مکمل کئے بھی"۔

بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔ چونکہ عمران کے پاس ان کا خصوصی فون نمبر تھا اس لئے ان سے براہ راست اور فوری رابطہ ہو جاتا تھا۔

"حقیر فقیر بلاتقصیر۔ ہیچ مدان بندہ ناداں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بدہان خود اور بزبان خود بول رہا ہوں"۔ عمران نے سرداور کی آواز سنتے ہی اپنی مخصوص بھیرویں الاپنی شروع کر دی۔

"پہلے تو تم پر تقصیر کہا کرتے تھے آج بلاتقصیر کہہ رہے ہو۔ یہ تبدیلی کیسے واقع ہوئی ہے"...... سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہمارے ایک بڑے شاعر نے کہا ہے کہ مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں۔ اس طرح تقصیریں اتنی بڑھیں کہ بلاتقصیر کی حالت ہو گئی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مطلب یہ ہوا کہ تم تقصیروں کے اتنے عادی ہو گئے ہو کہ اب وہ تمہیں محسوس ہی نہیں ہوتیں"...... سرداور نے کہا تو عمران ان کی اس تشریح پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ نے واقعی اس بڑے شاعر کے شعر کی صحیح تشریح کی ہے"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو شکر ہے تمہیں یہ تشریح پسند آ گئی ہے۔ اب بولو۔ میری کیا تقصیر ہے کہ تم نے فون کیا ہے"...... سرداور نے بڑے خوبصورت انداز میں بات کرتے ہوئے کہا تو عمران ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"لگتا ہے آج آپ نے ذہن سے ساری سائنسی ڈگریاں نکال دی ہیں اس لئے بڑے اچھے موڈ میں ہیں"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ذہن تو سر میں ہوتا ہے اور اگر سر ہوتا تو حکومت کیوں سر علامت کرتی۔ تمہاری طرح ایک ہی کافی ہوتا"...... سرداور نے بڑے خوشگوار موڈ میں کہا اور عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"واہ۔ آج تو آپ خصوصی موڈ میں ہیں۔ ایسے خوبصورت اور برجستہ جملے سن کر میرا تو جی چاہتا ہے کہ آپ کو کسی اچھے سے ہوٹل میں دعوت دوں لیکن کیا کروں ہوٹل والوں نے کھانوں کی قیمتیں اس قدر بڑھا دی ہیں کہ سوپ پیتے ہوئے یوں لگتا ہے جیسے آدمی اپنا خون پی رہا ہو۔ جس ڈش کے آگے دیکھو چار ہندسوں میں رقم لکھی ہوتی ہے جبکہ اپنا تو یہ حال ہے کہ چار ہندسے تو ایک طرف دو ہندسے اکٹھے دیکھنے میں نہیں آتے"...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

"تم نے جو کھانا ہو کھا لیا کرو۔ بل مجھے بھجوا دیا کرو"۔ سرداور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور آپ نے بل کے جواب میں کوئی خطرناک گیس، کوئی سائنسی فارمولا بھجوا دینا ہے کیونکہ بڑے شاعر نے یہ بھی کہا ہے کہ عاشق کا اثاثہ صرف چند تصویر بتاں ہی ہو سکتی ہیں۔ نتیجہ یہ کہ ہوٹل والے میرے پیچھے لٹھ لے کر دوڑتے نظر آئیں گے"...... عمران بھلا کہاں پیچھے ہٹنے والا تھا اور اس بار سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

"بہرحال اب ہٹاؤ اصل بات کیونکہ ابھی تک میں واقعی اتنا فارغ نہیں ہوا جتنا تم سمجھ رہے ہو"...... سرداور نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یعنی کچھ نہ کچھ بہرحال آپ فارغ ضرور ہیں۔ یہ بھی غنیمت ہے۔ دراصل میں نے ایک اہم بات پوچھنی تھی۔ سر سلطان کے پاس یورپ کے ملک سلوایا کا ایک نمائندہ آیا ہے۔ اس نمائندے کے مطابق سلوایا کا ایک سائنس دان ڈاکٹر شوائل ملاقی میزائل کا فارمولا وہاں سے چوری کر کے یہاں لایا۔ یہاں بظاہر وہ سیر و سیاحت کے لئے آیا تھا۔ سلوایا سفارت خانے نے بھی یہاں اس کے لئے تمام انتظامات کئے اور وہ ہوٹل میں رہنے کی بجائے یہاں کسی پرائیویٹ رہائش گاہ میں ملازموں سمیت رہا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ یہاں پاکیشیا میں بیٹھ کر شوگران کی حکومت سے اس میزائل فارمولے کا سودا کرنا چاہتا تھا لیکن پھر اچانک ایک رات ڈاکٹر شوائل اور ملازموں کو ہلاک کر دیا گیا اور وہ فارمولا غائب ہو گیا۔ اب حکومت سلوایا چاہتی تھی کہ یہ فارمولا واپس حاصل کرے۔ انہوں نے یہاں اپنے طور پر

کام کیا لیکن جب انہیں ناکامی ہوئی تو انہوں نے سر سلطان کے ذریعے یہ کوشش کی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں لایا جائے لیکن سر سلطان چونکہ خود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتظامی انچارج ہیں اس لئے انہیں معلوم ہے کہ چیف ایسے معاملات میں دلچسپی نہیں لیتا اس لئے سر سلطان نے مجھے کال کر کے حکم دیا ہے کہ میں اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ کروں اور سر سلطان بھی آپ کی طرح میرے محسن ہیں اس لئے میں ان کا حکم ٹال نہیں سکتا اور میں نے ذاتی طور پر اس کیس کے بارے میں اس حد تک حامی بھر لی کہ ڈاکٹر شوائل کی ہلاکت کے پس پردہ کام کرنے والے مجرموں کو ٹریس کر کے یہ معلوم ہو سکے کہ فارمولا کہاں پہنچ چکا ہے۔ اس کے بعد کا کام ظاہر ہے حکومت سلوایا کا اپنا ہو گا۔ یہ تو تھا پس منظر۔ اب آئیے اس بات پر کہ میں نے آپ کو کیوں کال کیا ہے۔ تو دو باتیں آپ سے پوچھنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ کیا پاکیشیا میزائل فیلڈ میں کام کر رہا ہے یا نہیں اور دوسری بات یہ کہ کیا واقعی شوگران ڈاکٹر شوائل سے فارمولا حاصل کرنا چاہتا تھا اور کیا اس نے اسے حاصل کر لیا ہے یا نہیں"...... عمران نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر شوائل کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ویری بیڈ۔ کیونکہ ڈاکٹر شوائل میرا بہت اچھا دوست رہا ہے اور وہ خاصا قابل اور ذہین سائنس دان تھا۔ جب وہ سیر و سیاحت کے لئے پاکیشیا آیا تھا تو اس نے فون پر مجھ سے رابطہ کیا تھا اور پھر ہماری ملاقات ایک ہوٹل میں

ہوئی۔ وہاں ہم نے کئی گھنٹے اکٹھے گزارے۔ البتہ ڈاکٹر شوائل نے مجھے اس بارے میں کوئی بات نہ کی تھی کہ وہ کوئی فارمولا ساتھ لے آیا ہے اور وہ اسے شوگران کو فروخت کرنا چاہتا ہے۔ یہ بات تو میں تمہاری زبان سے سن رہا ہوں"...... سرداور نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے سرداور کہ وہ یہ فارمولا اپنے ملک سے چوری کر کے لایا تھا اس لئے وہ آپ کو کیسے بتا سکتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے یہ دو بڑے سائنس دانوں کی ملاقات تھی اس لئے کام کے سلسلے میں کوئی نہ کوئی بات تو ہوئی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ڈاکٹر شوائل نے البتہ یہ بات کی تھی کہ وہ سلوایا میں ٹارگٹ ہٹ میزائل فارمولے پر کام کر رہا ہے۔ یہ ایسا میزائل ہو گا جو مدار میں جا کر اپنے ٹارگٹ کو ٹریس کر کے ہٹ کرے گا جبکہ اب تک جو میزائل ایجاد ہوئے ہیں وہ صرف مدار میں جا کر خلائی سیارے کو اس صورت میں ہٹ کر سکتے ہیں جبکہ وہ ان کے نشانے پر موجود ہوں۔ اگر معمولی سا فرق بھی پڑ جائے تو ٹارگٹ ہٹ نہیں ہو سکتا اور میزائل خلاء میں خود بخود تباہ ہو کر بکھر جاتا ہے"...... سرداور نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ یہی فارمولا لے کر یہاں آئے تھے۔ میں بھی یہی سوچ رہا تھا کہ عام میزائل تو آج کل ہر سپر پاور کے پاس موجود ہیں۔ یہ ایسا کوئی فارمولا ہو گا جس میں شوگران جیسی سپر

پاور بھی اس انداز میں دلچسپی لے سکتی ہے۔ آپ کے شوگران سائنس دانوں سے قریبی تعلقات ہیں۔ کیا آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ انہوں نے کوئی فارمولا خریدا ہے یا نہیں اور اگر نہیں خریدا تو کیا اس سلسلے میں ان کا ڈاکٹر شوائل سے کوئی رابطہ بھی ہوا تھا یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ معلوم کیا جا سکتا ہے۔ شوگران میں سرکاری لیبارٹریوں کے انچارج ڈاکٹر لائی جو میرے دوست ہیں۔ میں ان سے پوچھ لیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ مجھ سے غلط بیانی نہیں کریں گے"...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کتنی دیر لگ جائے گی آپ کو رابطہ کرتے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ۔ میں نے فون پر ہی تو بات کرنی ہے"...... سرداور نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ایک گھنٹے بعد آپ کو دوبارہ فون کروں گا۔ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سامنے رکھی ہوئی چائے کی پیالی اٹھا کر منہ سے لگالی کیونکہ اس کے فون کرنے کے دوران بلیک زیرو نے چائے کی پیالی لا کر اس کے سامنے رکھ دی تھی اور دوسری پیالی لئے وہ اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔

"عمران صاحب۔ کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے"۔ بلیک زیرو نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"آج کل سیکرٹ سروس کو کوئی کیس ملنے کی بجائے مجھے ذاتی طور پر کام مل رہا ہے لیکن ایسے کام جن میں کوئی چیک نہیں مل سکتا تمہیں یاد ہے وہ بلائینڈ مشن۔ اس میں مجھے ذاتی حیثیت سے کام کرنا پڑا تھا اور حاصل وصول کچھ بھی نہیں ہوا۔ اب ایک اور کام سامنے آیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سر سلطان کی کال پر ان کے آفس جانے اور وہاں ہونے والی تمام بات چیت دوہرا دی۔

"تو آپ انکار کر دیتے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا وہ مسکرا اس لئے رہا تھا کہ اسے معلوم تھا کہ عمران کم از کم سر سلطان کو انکار نہیں کر سکتا۔

"سر سلطان بڑے تجربہ کار گرگ باراں دیدہ ٹائپ کے بیوروکریٹ ہیں۔ انہیں معلوم تھا کہ میں نے انکار کر دینا ہے اس لئے انہوں نے گفتگو ہی ایسی کی کہ مجھے مجبوراً ان کی دوستی، ان کا بھرم اور ان کے وعدے کی لاج رکھنا پڑ گئی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"سر سلطان کو اب آپ سے کام لینے کا طریقہ آ گیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ نے اس ڈاکٹر شوائل کے قتل کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ اس کی وجہ، جبکہ اسے یقیناً اس فارمولے کے لئے ہی قتل کیا گیا ہو گا"...... کچھ دیر کی خاموشی کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے علاوہ اس کے قتل کی اور کوئی وجہ بھی نہیں بنتی مجھے ٹائیگر کو کال کرنا ہو گا"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور پھر اس پر ٹائیگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اسے کال کرنا شروع کر دیا۔

"یس باس۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر یہاں ایک یورپی سائنس دان ڈاکٹر شواہل قتل کیا گیا ہے۔ تم نے اس کے قاتل کو تلاش کرنا ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں اسے تلاش کر رہا ہوں۔ اس قاتل کا نام ڈاگ جانسن ہے لیکن اب تک وہ مجھے نہیں مل سکا۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی بے اختیار چونک پڑا۔

"تم اس کیس پر کیوں کام کر رہے ہو۔ اوور"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے روزی راسکل کے اس کے کمرے میں آنے سے لے کر لابی میں ہونے والی تمام گفتگو دوہرا دی۔

"روزی راسکل کو یہ ٹاسک کس نے دیا ہے۔ اوور"...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"بقول اس کے کوئی معلومات فروخت کرنے والی ایجنسی ہے۔

ماسٹر کلب کے ڈیوڈ نے اس ایجنسی سے روزی راسکل کی سفارش کی تھی اور اس ایجنسی کا آدمی کرسٹن روزی راسکل سے اس کے کلب کے آفس میں جا کر ملا۔ روزی راسکل نے اس سے اڑھائی لاکھ ڈالر کا گارینٹڈ چیک ایڈوانس وصول کیا اور ایک ہفتے کا وعدہ کیا لیکن جب چار روز تک وہ اسے تلاش نہ کر سکی تو وہ میرے پاس آئی اور مجھے اس کی تلاش کے سلسلے میں ایک لاکھ ڈالر دینے کے لئے تیار تھی لیکن میں نے رقم لینے سے انکار کر دیا۔ البتہ سائنس دان کے قتل کی وجہ سے میں از خود اس میں دلچسپی لینے پر تیار ہو گیا تھا۔ اب بھی میرا خیال ہے کہ اس قتل کے پیچھے کوئی غیر ملکی سازش کام کر رہی ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا رزلٹ رہا تمہاری کوشش کا۔ اوور"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"ڈاگ جانسن کے تمام ممکنہ ٹھکانے میں چیک کر چکا ہوں باس لیکن وہ کہیں بھی نہیں مل رہا۔ اب میں اس کے ایک ایسے دوست کے پاس جا رہا ہوں جسے اس کے بارے میں ہر صورت معلوم ہو گا۔ وہ مضافاتی کالونی میں واقع ایک کلب کا سپروائزر ہے اور خود بھی کسی زمانے میں خاصا معروف بدمعاش رہا ہے۔ اس کا نام کارلیف ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیا وہ آسانی سے بتا دے گا۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں باس۔ اس کے حلق سے اصل بات اگلوانا پڑے گی۔

اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تو تم اب روزی راسکل کے لئے لڑائی بھڑائی کرنے تک بھی پہنچ گئے ہو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"نہیں باس۔ روزی راسکل کی میری نظروں میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ میں تو یہ سب کچھ آپ کے لئے کر رہا ہوں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اب یہ کام روزی راسکل کے ساتھ ساتھ میرا بھی ہو گیا ہے۔ سلوایا حکومت نے سر سلطان سے رابطہ کیا ہے کہ وہ اس سائنس دان کے قاتل اور اس کے پیچھے موجود کسی تنظیم کا پتہ چاہتے ہیں کیونکہ ڈاکٹر شوائل کے پاس ایک انتہائی اہم فارمولا تھا اور وہ فارمولا واپس حاصل کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ کیس پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نہیں بنتا اس لئے سر سلطان کے حکم پر میں اسے ذاتی طور پر ڈیل کر رہا ہوں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں تو پہلے ہی اس پر اس لئے کام کر رہا تھا۔ میں آپ کو جلد ہی کال کر کے رپورٹ دوں گا۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر عمران اور بلیک زیرو کے درمیان اس کیس کے سلسلے میں باتیں ہوتی رہیں۔ جب ایک گھنٹہ گزر گیا تو عمران نے ایک بار پھر سرداور کو فون کیا۔

"کچھ معلوم ہوا سرداور"...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ڈاکٹر لائی چو سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ حکومت شوگران نے حکومت سلوایا سے اس میزائل ٹیکنالوجی کے سلسلے میں بات کی تھی۔ انہوں نے اس سلسلے میں آمادگی کا اظہار کیا لیکن اس سلسلے میں انہوں نے ایک معاہدے کا مطالبہ کیا کہ حکومت شوگران اس میزائل کی ٹیکنالوجی کو صرف اپنے ملک تک محدود رکھے گی اور کسی ملک کو حتیٰ کہ پاکیشیا کو بھی ٹرانسفر نہیں کرے گی جبکہ حکومت سلوایا پر اس سلسلے میں کوئی پابندی نہیں ہو گی۔ ابھی اس معاہدے پر ان کے درمیان بات چیت ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر لائی چو کا ڈاکٹر شوائل سے کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا اور نہ ہی انہیں معلوم تھا کہ ڈاکٹر شوائل ان دنوں پاکیشیا میں ہیں۔ ویسے اس معاہدے سے پہلے ڈاکٹر لائی چو سلوایا کا دورہ کر چکے ہیں اور انہیں ڈاکٹر شوائل سے بھی وہاں اس میزائل کی ٹیکنالوجی کے بارے میں خصوصی بریفنگ ملی تھی۔ جب میں نے انہیں بتایا کہ حکومت سلوایا کا خیال ہے کہ ڈاکٹر شوائل فارمولا چرا کر پاکیشیا پہنچ تھے اور وہ یہاں بیٹھ کر شوگران سے اس کی فروخت کا سودا کرنا چاہتے تھے تو ڈاکٹر لائی چو نے جواب دیا کہ ایسا ناممکن ہے کیونکہ جب حکومت شوگران کو سرکاری طور پر ٹیکنالوجی مل رہی تھی تو وہ اسے چوری کے فارمولے کی حیثیت سے کیوں خریدتے اور کسی پرائیویٹ سائنس دان کے لئے یہ بے کار ہو گا"...... سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے

دیکھا۔

"پھر ڈاکٹر شوائل کسے یہ فارمولا فروخت کر رہا تھا"...... عمران نے کہا۔

"اب کیا کہا جا سکتا ہے۔ یہ تو تم نے معلوم کرنا ہے"۔ سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں معلوم کر لوں گا۔ آپ کا بے حد شکریہ۔ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

ٹائیگر کی کار تیزی سے مضافاتی علاقے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈاگ جانسن کو اپنی طرف سے خفیہ رہنے کا عادی تھا۔ وہ بہت کم لوگوں سے ملتا تھا لیکن ٹائیگر اسے ذاتی طور پر جانتا تھا۔ اس کے نزدیک وہ نفسیاتی مریض اور تشدد پسند آدمی تھا۔ البتہ اس کی شہرت بہت تھی اور وہ بھی سوائے بڑی پارٹیوں کے عام طور پر کام نہ کرتا تھا۔ اس کی رہائش ایک ہوٹل میں تھی۔ وہاں وہ ہنری کے نام سے رہتا تھا۔ عام طور پر اسے ہنری کے نام سے ہی لوگ پہچانتے تھے جبکہ اس کا اصل نام ہنری جانسن تھا۔ البتہ جب وہ کسی کو ہلاک کرتا تو اس کے سینے پر ایک کارڈ ضرور رکھ دیتا تھا جس پر ڈاگ جانسن کا نام لکھا ہوا ہوتا تھا اس لئے بطور قاتل وہ ڈاگ جانسن کے نام سے ہی معروف تھا۔ ٹائیگر نے روزی راسکل سے اس لئے یہ کہہ دیا تھا کہ وہ ایک گھنٹے میں اسے ٹریس کر کے اطلاع دے دے گا لیکن ٹائیگر نے

ہنری کے تمام ممکنہ ٹھکانوں حتیٰ کہ اس کے رہائشی گھر کو چیک کر لیا تھا لیکن وہ کہیں بھی موجود نہ تھا اور پھر اسے خیال آیا کہ ڈاگ جانسن کے لئے ہٹنگ تو کارلیف کرتا ہے۔ اس لئے اگر ڈاگ جانسن نہ مل سکے تو وہ کارلیف کے منہ سے یہ بات اگلوا سکتا ہے کہ ڈاگ جانسن کو کس پارٹی نے ہائر کیا تھا کیونکہ لازماً یہ ہٹنگ بھی کارلیف نے ہی کی ہو گی۔ کارلیف سے بھی ٹائیگر واقف تھا۔ یہ شخص انتہائی مشتعل مزاج اور خاصا ماہر لڑاکا تھا لیکن اس کے باوجود ٹائیگر کو یقین تھا کہ وہ اس سے اصل بات اگلوا لے گا اور پھر وہ جب کار میں بیٹھ کر اس مضافاتی علاقے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا تو اسے عمران کی ٹرانسمیٹر کال ملی اور اب یہ معاملہ پہلے سے زیادہ سیریس ہو گیا تھا کیونکہ اب بات صرف روزی راسکل تک محدود نہ رہ گئی تھی بلکہ یہ کام اب عمران کا ہو گیا تھا اس لئے ٹائیگر کار دوڑائے مضافاتی علاقے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد ٹائیگر اس مضافاتی علاقے میں پہنچ گیا۔ یہ خاصا وسیع علاقہ تھا اور یہاں چار بڑی بڑی کالونیوں کے علاوہ مارکیٹیں اور کلب بھی تھے۔ یہ علاقہ چونکہ مین شہر سے کافی فاصلے پر تھا اس لئے یہاں لوگ مخصوص مقاصد کے لئے آتے تھے تاکہ عام لوگوں کو ان کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں ہر وہ کام آزادی سے ہوتا تھا جو مین شہر میں نہ کیا جا سکتا تھا۔ ٹائیگر کی کار ایک کلب کے کمپاؤنڈ میں مڑی۔ کلب کا نام گولڈن کلب تھا۔ پارکنگ میں بہت کم تعداد

میں کاریں موجود تھیں کیونکہ یہاں رش رات کے وقت ہی پڑتا تھا۔ ٹائیگر نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مین گیٹ پر کوئی دربان موجود نہ تھا۔ ٹائیگر چونکہ پہلے بھی کئی بار یہاں آ چکا تھا اس لئے اسے یہاں کے اندرونی ماحول کے بارے میں بخوبی علم تھا۔ ویسے اس کلب کا مالک اور جنرل مینجر رالف بھی اس کا خاصا دوست تھا اور پہلے بھی رالف سے ملنے وہ یہاں آیا کرتا تھا لیکن آج اسے رالف سے نہیں ملنا تھا اور ویسے بھی اس وقت رالف مل ہی نہ سکتا تھا کیونکہ وہ بھی شام کو ہی دفتر آتا تھا اور پھر رات گئے اس کی واپسی ہوتی تھی۔ آج ٹائیگر نے کارلیف سے ملنا تھا جو یہاں کلب میں سپروائزر تھا اور ٹائیگر کی معلومات کے مطابق وہ کلب میں ہی رہائش پذیر تھا۔ مین گیٹ کھول کر ٹائیگر اندر داخل ہوا تو ہال میں چند افراد ہی نظر آ رہے تھے۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جہاں دو لڑکیاں موجود تھیں۔ ٹائیگر تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"یس سر...... ایک لڑکی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ٹائیگر ہے اور مجھے سپروائزر کارلیف سے ملنا ہے"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں جانتی ہوں سر۔ آپ پہلے بھی جنرل مینجر صاحب سے ملنے آ چکے ہیں۔ کارلیف تو چھٹی پر ہے"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے

جواب دیا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"چھٹی پر ہے"...... ٹائیگر نے ایسے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے کاریف کا چھٹی پر جانا اس کے خیال کے مطابق ناممکن ہو۔

"یس سر۔ وہ دو روز سے چھٹی پر ہے اور اس کی واپسی بھی دو روز بعد ہو گی۔ وہ اپنے ایک دوست سے ملنے سرحدی گاؤں راج کوٹ گیا ہوا ہے"...... لڑکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ یہ ساری تفصیل تمہیں بتا کر گیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

"یس سر۔ وہ میرا بھی اچھا دوست ہے"...... لڑکی نے جواب دیا۔

"وہاں کا کوئی فون نمبر"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"سر۔ وہ کافرستانی سرحد پر ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ وہاں فون کہاں سے ہو سکتا ہے"...... لڑکی نے جواب دیا۔

"اس دوست کا کیا نام ہے جس کے پاس وہ گیا ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"اس کا نام ماجو ہے۔ وہ بہت بڑا اسمگلر ہے"...... لڑکی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں دو روز بعد آ جاؤں گا"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ گیا اور چند لمحوں بعد اس کی کار کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر اس سڑک کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جو سرحد کی طرف

جاتی تھی۔ وہ راج کوٹ گاؤں کے بارے میں بہت کچھ جانتا تھا۔ یہ گاؤں اسمگلروں کا گڑھ تھا اور ٹائیگر پہلے بھی کئی بار وہاں جا چکا تھا۔ وہاں اس کا ایک دوست اسلم بھی رہتا تھا۔ اسلم اکیلے کا خاصا معروف اسمگلر تھا اور اس کا وہاں باقاعدہ اڈہ تھا۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ اگر وہ تیز رفتاری سے سفر کرے تو وہ دو گھنٹے کے اندر اندر راج کوٹ پہنچ سکتا ہے اس لئے کاؤنٹر گرل کو اس نے یہ کہہ دیا تھا کہ وہ دو روز بعد آئے گا تاکہ لڑکی کاریف کو اس کے بارے میں اطلاع نہ دے۔ اسے معلوم تھا کہ راج کوٹ میں فون لائنز موجود تھیں اور اس کے دوست اسلم کے اڈے پر فون موجود تھا لیکن اس نے دانستہ لڑکی کی بات کی تردید نہ کی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اسلم اس ماجو کو بھی اچھی طرح جانتا ہو گا اور پھر دو گھنٹے کی تیز ڈرائیونگ کے بعد وہ سرحدی گاؤں راج کوٹ پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اسلم کے اڈے پر موجود تھا۔ اسلم اور وہ دونوں ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں کے سامنے ہاٹ کافی کے برتن موجود تھے۔

"آج تمہاری آمد اچانک ہوئی ہے ٹائیگر۔ کیا کوئی خاص بات ہے"...... درازقد اسلم نے ہاٹ کافی کی پیالی ٹائیگر کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"یہاں کوئی ماجو بھی ہے"...... ٹائیگر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"ہاں ہے۔ منشیات کا اسمگلر ہے۔ کیوں"...... اسلم نے چونک

کر کہا۔

"اس کے پاس دارالحکومت سے اس کا دوست گولڈن نائٹ کلب کا سپروائزر کاریف آیا ہوا ہے۔ میں نے اس سے ملنا ہے"۔ ٹائیگر نے کہا تو اسلم بے اختیار چونک پڑا۔

"کاریف کو بھی میں جانتا ہوں۔ وہ اکثر یہاں آتا جاتا رہتا ہے۔ وہ بھی منشیات کے نیٹ ورک میں ملوث ہے۔ لیکن مسئلہ کیا ہے۔ اصل بات بتاؤ"...... اسلم نے کہا تو ٹائیگر نے اسے ڈاگ جانسن کے بارے میں بتا دیا۔

"مجھے تو اس بارے میں معلوم نہیں ہے۔ لیکن کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں کاریف کو یہاں بلا لاؤں"...... اسلم نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے اس پر سختی کرنا پڑے گی اور میں نہیں چاہتا کہ تمہارا نام درمیان میں آئے اس لئے تم بس مجھے اس ماجھو کے ڈیرے کے بارے میں بتا دو۔ باقی کام میں خود کر لوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں وہاں اکیلا جانے دوں۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گا"...... اسلم نے کہا۔

"اس کے ڈیرے پر کتنے افراد ہوں گے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"دس بارہ تو ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ اس وقت نجانے کتنے ہوں"...... اسلم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم میرے ساتھ چلو۔ تمہارا کام صرف اتنا ہو گا کہ

تم بے ہوش کاریف کو اٹھا کر میری کار میں ڈالو گے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بے ہوش۔ کیا مطلب"...... اسلم نے حیران ہو کر پوچھا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ میں فلمی ہیرو کی طرح مشین گن اٹھائے ماجھو کے ڈیرے میں داخل ہوں گا اور پھر وہاں قتل عام کر دوں گا۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میرے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول ہیں۔ وہ میں ماجھو کے ڈیرے میں فائر کر دوں گا اور وہاں موجود سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر ہم وہاں سے کاریف کو اٹھا لائیں گے اور اسے میں واپس دارالحکومت لے جاؤں گا اور بس"...... ٹائیگر نے کہا تو اسلم نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اسے ٹائیگر کی سکیم پسند آ گئی ہو اور پھر ایسے ہی کیا گیا۔ ماجھو کا ڈیرہ قصبے سے ہٹ کر تھا اس لئے ٹائیگر جس کی کار کی فرنٹ سیٹ کے نیچے باکس میں ضرورت کی ہر چیز موجود رہتی تھی، نے وہاں سے گیس پسٹل نکالا اور پھر ڈیرے کے اندر جا کر کیپسول فائر کر دیئے۔ کچھ دیر بعد جب وہ ڈیرے میں داخل ہوئے تو وہاں مختلف کمروں اور برآمدوں میں بارہ کے قریب افراد بے ہوش پڑے ہوئے انہیں ملے۔ ایک کمرے میں کاریف کے ساتھ ایک بھاری جسم کا آدمی بھی بے ہوش پڑا ہوا تھا جبکہ اس کے ساتھ ہی شراب کی بوتلیں بھی پڑی تھیں اور اسلم نے اسے بتایا کہ یہی بھاری جسم والا آدمی ماجھو ہے۔ ٹائیگر نے اسلم کی مدد سے بے ہوش کاریف کو اٹھایا اور پھر اسے باہر لا کر اس

نے کار میں ڈالا اور واپس اسلم کے ڈیرے پر آ گئے۔ اسلم نے اسے وہاں رکنے کے لئے بہت کہا لیکن ٹائیگر نے اس سے معذرت کر لی اور کار دوڑاتا ہوا واپس دارالحکومت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس گیس کے اثرات چار پانچ گھنٹوں تک رہیں گے اس لئے وہ اطمینان سے دارالحکومت پہنچ جائے گا اور پھر رانا ہاؤس میں کاریف آسانی سے زبان کھول دے گا۔

روزی راسکل اپنے کلب کے آفس میں موجود تھی۔ اسے انتہائی بے چینی سے ٹائیگر کی کال کا انتظار تھا کیونکہ ٹائیگر نے اسے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تھا کہ وہ چند گھنٹوں میں ڈاگ جانسن کو ٹریس کر لے گا۔ گو اس نے ہوٹل کی لابی سے بھاگ کر اسے بے حد غصہ دلایا تھا اور اس وقت ٹائیگر کی قسمت اچھی تھی کہ روزی راسکل کے پاس پسٹل نہ تھا ورنہ وہ یقیناً اسے گولی مار دیتی لیکن اب جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اور ٹائیگر کا فون نہ آ رہا تھا ویسے ویسے روزی راسکل کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔ بعض اوقات تو اسے اپنے آپ پر غصہ آ جاتا کہ اس نے کیوں اس کام میں ٹائیگر کو شامل کیا لیکن پھر اسے خیال آتا کہ ٹائیگر نے جس یقین سے ڈاگ جانسن کو ٹریس کرنے کا وعدہ کیا ہے اس سے ظاہر تو یہی ہوتا ہے کہ وہ واقعی ایسا کرے گا اس لئے وہ انتہائی بے چینی سے اس کی طرف سے فون کال کا انتظار کر

رہی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے اس طرح جھپٹ کر رسیور اٹھایا جیسے ایک لمحے کی بھی دیر سے قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

"روزی راسکل بول رہی ہوں"...... روزی راسکل نے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔ اس ڈیوڈ کی جس نے اسے یہ کیس دلوایا تھا۔ ڈیوڈ کی آواز سنتے روزی راسکل کا بے اختیار منہ بن گیا۔

"کیا بات ہے ڈیوڈ۔ کیوں فون کیا ہے"...... روزی راسکل نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ زیر زمین دنیا کا ایک آدمی ٹائیگر بھی واگ جانسن کو تلاش کرتا پھر رہا ہے۔ کیا تم نے اسے یہ کام دیا ہے یا وہ کسی اور کی طرف سے یہ کام کر رہا ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"تمہیں کس نے اطلاع دی ہے"...... روزی راسکل نے بڑی مشکل سے اپنے غصے کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ ہمیں کسی نہ کسی طرح اطلاع بہرحال مل جاتی ہے"...... ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"ہاں۔ ٹائیگر کو میں نے یہ ٹاسک دیا ہے۔ تمہیں کام چاہئے چاہے جس طرح بھی ہو"...... روزی راسکل نے کہا۔

"لیکن اس ٹائیگر کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے انتہائی خطرناک شخص عمران

کا آدمی ہے"...... ڈیوڈ نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"آدمی نہیں۔ اس احمق کا شاگرد ہے جسے تم انتہائی خطرناک قرار دے رہے ہو"...... روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ بظاہر احمق بنا رہتا ہے اور احمقانہ باتیں اور حرکتیں بھی کرتا ہے لیکن اس کا حقیقی روپ بے حد خطرناک ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ سپر پاورز اس سے خوفزدہ رہتی ہیں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"رہتی ہوں گی لیکن تمہیں اس سے کیا خوف ہے"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"روزی راسکل۔ یہ معاملہ بین الاقوامی ہے۔ اگر اس عمران تک اس فارمولے کی اطلاع پہنچ گئی تو وہ فارمولے کے پیچھے لگ جائے گا اور یہ کام ہماری پارٹی کے مفادات کے خلاف جائے گا۔ تمہیں اس ٹائیگر کو درمیان میں ڈالنے کی کیا ضرورت تھی۔ تمہیں خود یہ کام کرنا چاہئے تھا"...... ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"میں یہ معمولی کام نہیں کیا کرتی۔ میں نے یہ کام صرف تمہارے کہنے پر لے لیا تھا اور اب بھی اگر تم کہو تو میں اس کرسٹل سے لیا ہوا چیک واپس کر سکتی ہوں۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے"...... روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ تو سراسر معاہدے کی خلاف ورزی ہے اور یہ لوگ معاہدے کی خلاف ورزی کو سب سے غلط خیال کرتے ہیں۔ تمہاری جان کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"جان کو خطرہ۔ میری جان کو خطرہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ روزی راسکل کی جان کو خطرہ اور وہ بھی ان نکمے لوگوں کی طرف سے۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو اور سنو ناسنس اگر تم نے ایسے الفاظ میرے بارے میں منہ سے نکالے تو میں تمہارے پورے کلب کو تم سمیت میزائلوں سے اڑا دوں گی۔ سمجھے۔ میں لعنت بھیجتی ہوں اس کام پر۔ تم بھیجو اس کرسٹی کو میرے پاس اور اسے کہہ دینا کہ مجھ سے اپنا چیک لے جائے۔ سمجھے"...... روزی راسکل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا لیکن دوسری طرف سے مزید کوئی بات کئے بغیر رسیور رکھ دیا گیا۔

"نانسنس۔ احمق۔ نامعقول۔ ویری نانسنس۔ یہ لوگ سمجھتے کیا ہیں روزی راسکل کو۔ فول بلڈی فول"...... روزی راسکل نے بھی رسیور رکھ کر انتہائی غصیلے لہجے میں اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو روزی راسکل نے ایک جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

"اب کیا ہے۔ خبردار۔ جو کوئی لفظ منہ سے نکالا تو گردن توڑ دوں گی۔ تم نے مجھے سمجھا کیا ہے۔ میں جوتی کی نوک پر مارتی ہوں تمہارے پانچ لاکھ ڈالر۔ سمجھے"...... روزی راسکل نے رسیور اٹھاتے ہی حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں۔ کیا دفتر میں بیٹھی کسی سے لڑ رہی ہو"۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی حیرت بھری آواز سنائی دی تو روزی

راسکل بے اختیار اچھل پڑی۔

"تم کہاں غائب ہو گئے تھے۔ ویسے تو تمہاری اکڑ اچھی ہے جیسے تم پلک جھپکنے میں کام کر لو گے لیکن جب تمہیں کام دیا جاتا ہے تو تم غائب ہو جاتے ہو۔ کہاں ہو۔ کیا ہوا ہے اور ہاں۔ تم نے اس بارے میں اپنے احمق استاد کو تو کچھ نہیں بتایا"...... روزی راسکل نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ اب یہ کام باس عمران نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے کیونکہ حکومت سلوایا نے حکومت پاکیشیا سے درخواست کی ہے کہ وہ ڈاکٹر شوائل کے قاتل کو ٹریس کرے اور باس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں نہ صرف ڈاگ جانسن کو ٹریس کروں بلکہ اس پارٹی کو بھی ٹریس کروں جس نے اسے ہائر کیا ہے اور میں نے معلوم کر لیا ہے کہ اسے مضافاتی علاقے کے ایک کلب گولڈن نائٹ کلب کے سپروائزر کارلیف نے ہائر کیا تھا اور جب ڈاگ جانسن نے ڈاکٹر شوائل کو ہلاک کر دیا تو کارلیف نے اسے ہلاک کر کے اس کی لاش گٹر میں پھینک دی اور خود وہ فرار ہو کر کافرستانی سرحد پر جا چکا ہے"...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ فارمولا جو ڈاکٹر شوائل کے پاس تھا وہ کس نے اڑایا ہے۔ یہ کارلیف تو جہاں رہتا ہے۔ ایک معمولی سا سپروائزر ہے۔ اسے کس پارٹی نے ہائر کیا تھا"...... روزی راسکل نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اب یہ تو کافرستانی سرحد پر جا کر کارلیف سے معلوم کرنا پڑے گا۔ تم نے جو کام مجھے دیا تھا وہ میں نے کر دیا ہے۔ تم نے ڈاگ جانسن کی پارٹی کے بارے میں بات کی تھی اور پارٹی کارلیف ہے اس لئے تمہارا کام ختم۔ اب باقی جو کام ہو گا وہ عمران صاحب کے حکم پر ہو گا میں نے تمہیں فون کر کے بتا دیا ہے تاکہ تم انتظار میں نہ رہو"۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو روزی راسکل کا چہرہ دیکھنے والا ہو گیا۔ اسے واقعی ٹائیگر پر بے پناہ غصہ آ رہا تھا جس نے اس سے اس انداز میں بات کی تھی جیسے وہ کار بھٹکتا رہا ہو۔ کارلیف کا نام اس نے بھی سنا ہوا تھا لیکن اسے یاد نہ آ رہا تھا کہ اس نے یہ نام کس سلسلے میں سن رکھا ہے۔ وہ بیٹھی سوچتی رہی پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک نام گونج اٹھا۔ یہ نام تھا ایک لڑکی میگی کا۔ میگی اس کے کلب میں ہی ویٹرس تھی۔ ایک بار اسے جہاں آفس میں یہ اطلاع ملی کہ ویٹرس میگی ویٹرز روم میں بیٹھی رو رہی ہے تو روزی راسکل نے اسے اپنے آفس میں کال کر لیا اور اس سے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ اس کے دوست کارلیف نے جو کسی کلب میں سپروائزر ہے اس سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ یہ بات سن کر روزی راسکل نے میگی کو اس قدر سنائیں کہ وہ رونا بھول گئی۔ روزی راسکل نے اسے دھمکی دی کہ اب اگر اس نے دوبارہ اس طرح کمزوری کا مظاہرہ کیا تو وہ اسے کان سے پکڑ کر کلب سے نکال دے گی۔ روزی راسکل نے اسے کہا کہ وہ اگر رونے کی

بجائے اس کارلیف کی گردن کاٹ کر آتی تو اسے زیادہ خوشی ہوتی لیکن ظاہر ہے ہر عورت تو روزی راسکل نہیں ہو سکتی اس لئے میگی اس کے ڈانٹنے پر بری طرح سہم گئی تھی اور پھر اسے باقاعدہ حلف اٹھا کر روزی راسکل کے سامنے وعدہ کرنا پڑا تھا کہ وہ اب اس طرح کبھی نہیں روئے گی۔ یہ پورا واقعہ یاد آتے ہی اسے کارلیف کا نام بھی یاد آ گیا تھا جو پہلے اس کے لاشعور میں کھٹک رہا تھا۔ یہ ساری بات کئی مہینے پہلے ہوئی تھی لیکن میگی اب بھی اس کے کلب میں کام کرتی تھی۔ اس نے رسیور اٹھایا اور انٹرکام کے دو بٹن پریس کر کے میگی کو فوری طور پر اپنے آفس بھجوانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد میگی اس کے آفس میں داخل ہوئی تو اس کے چہرے پر خوف اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"بیٹھو میگی"۔۔۔۔ روزی راسکل نے میز کی دوسری طرف موجود کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"حکم مس"۔۔۔۔ میگی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے قدرے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا کیونکہ روزی راسکل کے اشتعال انگیز مزاج سے ہر کوئی ڈرتا تھا۔ روزی راسکل کا کسی کو کچھ پتہ نہ چلتا تھا کہ وہ کس وقت کس پر کس بنا پر غصہ میں آ جائے۔ یہ بات دوسری تھی کہ روزی راسکل دل کی بہت اچھی تھی اور اپنے سٹاف کے ہر دکھ سکھ میں نہ صرف باقاعدہ شریک ہوتی تھی بلکہ وہ ان کو دوسرے کلبوں

سے کہیں زیادہ تنخواہیں، الاؤنسز اور مراعات دیتی تھی اور یہی وجہ تھی کہ اس کے آدمی اس کے غصے کو برداشت کر لیتے تھے۔

"کاریف سے تمہارے تعلقات اب بھی ہیں"...... روزی راسکل نے میگی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس مس۔ ہم نے شادی کی ہوئی ہے"...... میگی نے جواب دیا۔

"اچھا۔ کب۔ تم نے مجھے بتایا نہیں"...... روزی راسکل نے چونک کر کہا۔

"مس۔ بس اچانک ہی پروگرام بن گیا تھا"...... میگی نے قدرے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"کاریف کیا کام کرتا ہے"...... روزی راسکل نے پوچھا۔

"وہ گولڈن نائٹ کلب میں سپروائزر ہے"...... میگی نے جواب دیا۔

"اس وقت وہ کہاں ہے"...... روزی راسکل نے پوچھا۔

"مس۔ دو روز پہلے وہ اپنے کسی کام کے سلسلے میں اپنے ایک دوست ماجو سے ملنے گیا تھا۔ ابھی تک واپس نہیں آیا"...... میگی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں گیا ہے اور یہ ماجو کیا کام کرتا ہے"...... روزی راسکل نے پوچھا۔

"یہ ماجو سرحدی گاؤں راج کوٹ میں رہتا ہے مس۔ کاریف

نے مجھے بتایا تھا کہ وہ اسلحے کی اسمگلنگ کے کسی بڑے ریکٹ میں کام کرتا ہے"...... میگی نے جواب دیا۔

"اس ماجو کا فون نمبر ہے تمہارے پاس"...... روزی راسکل نے پوچھا۔

"یس مس"...... میگی نے جواب دیا تو روزی راسکل نے فون اٹھا کر اس کے سامنے رکھ دیا۔

"ماجو کو فون کر کے کاریف سے میری بات کراؤ۔ میں نے اس سے بہت ضروری بات کرنی ہے"...... روزی راسکل نے کہا۔

"یس مس"...... میگی نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دو"...... روزی راسکل نے کہا تو میگی نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس"...... ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں دارالحکومت سے کاریف کی بیوی میگی بول رہی ہوں۔ ماجو سے بات کراؤ"...... میگی نے کہا۔

"میں ماجو ہی بول رہا ہوں میگی۔ کیوں فون کیا ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کاریف سے میری بات کراؤ"...... میگی نے کہا۔

"کاریف تو واپس دارالحکومت جا چکا ہے"...... ماجو نے جواب

دیا لیکن اس کے لہجے اور انداز سے ہی روزی راسکل سمجھ گئی کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے اور پھر اس نے میگی کے ہاتھ سے رسیور جھپٹ لیا۔

"ہیلو ۔ میں روزی راسکل بول رہی ہوں ۔ روزی کلب کی مالک اور جنرل مینجر"...... روزی راسکل نے کہا۔

"فرمائیں ۔ میں جانتا ہوں آپ کو کیونکہ کاریف کے ساتھ ایک دو بار میگی سے ملنے آپ کے کلب میں آچکا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کاریف سے میں نے انتہائی ضروری کام کے لئے ملنا ہے ۔ میں نے ہی میگی سے کہا ہے کہ وہ تمہیں فون کرے لیکن تم نے جو جواب دیا ہے وہ غلط ہے ۔ میں تمہارے بولنے کے انداز سے ہی سمجھ گئی ہوں کہ تم غلط بیانی کر رہے ہو ۔ کاریف واپس نہیں آیا ۔ وہ کافرستان تو نہیں چلا گیا"...... روزی راسکل نے کہا۔

"نہیں مس ۔ البتہ اصل بات یہ ہے کہ اسے اغوا کر کے دارالحکومت لے جایا گیا ہے"...... ماجھو نے کہا تو روزی راسکل بے اختیار اچھل پڑی اور یہی حال سامنے بیٹھی ہوئی میگی کا بھی ہوا کیونکہ لاؤڈر کا بٹن پریسڈ ہونے کی وجہ سے وہ بھی ماجھو کی آواز سن رہی تھی کاریف کے اغوا کا سن کر اس کی آنکھیں خوف کی شدت سے پھیلنے لگ گئی تھیں۔

"کس بناء پر تم نے یہ بات کی ہے"...... روزی راسکل نے

قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کاریف میرے ڈیرے میں موجود تھا ۔ ایک کمرے میں اس کے ساتھ میں اکیلا موجود تھا کہ اچانک ہم دونوں کو نامانوس سی بو محسوس ہوئی لیکن اس سے پہلے کہ ہم سنبھلتے میرا ذہن تاریک پڑ گیا۔ پھر جب مجھے ہوش آیا تو کاریف غائب تھا ۔ ڈیرے میں اس وقت بارہ تیرہ افراد موجود تھے اور وہ سب بے ہوش ہو گئے تھے اور انہیں بھی میرے ساتھ ہی ہوش آیا تھا ۔ میں بے حد پریشان ہوا اور پھر میں نے اپنے طور پر انکوائری کرائی تو اس کے مطابق یہاں ایک اور آدمی اسلم کے پاس دارالحکومت سے ایک آدمی ٹائیگر نامی آیا ہوا تھا ۔ اس ٹائیگر کے پاس سرخ رنگ کی نئے ماڈل کی کار ہے ۔ اس سرخ رنگ کی کار کو کچھ لوگوں نے میرے ڈیرے کے قریب اس وقت موجود دیکھا جب ہم بے ہوش تھے ۔ میں نے اسلم سے بات کی تو اسلم نے کہا کہ ٹائیگر اس کا دوست ہے ۔ وہ یہاں آیا ضرور تھا لیکن وہ مجھ سے ملنے میرے ڈیرے پر آیا اور پھر واپس دارالحکومت چلا گیا ۔ اسے مزید کسی بات کا علم نہیں ہے ۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ ٹائیگر کار لے کر یہاں آیا اور میرے ڈیرے میں بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلا کر وہ بے ہوش پڑے کاریف کو اٹھا کر کار میں ڈال کر دارالحکومت لے گیا ہے ۔ میں نے کاریف کے کلب اور رہائش گاہ دونوں جگہوں پر فون کئے لیکن کاریف کا پتہ نہیں چل سکا ۔ اب میں سوچ رہا تھا کہ دارالحکومت آ کر اس ٹائیگر کو ٹریس کر کے اس سے پوچھوں کہ آپ کا

فون آگیا"...... ماجھو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم نے اچھا کیا کہ مجھے سب کچھ بتا دیا۔ تم فکر مت کرو۔ میں ٹائیگر کو جانتی ہوں۔ میں اس سے کاریف کو برآمد کرا لوں گی"...... روزی راسکل نے کہا۔

"اوکے مس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور روزی راسکل نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ مس۔ کیا ہو گیا ہے مس"...... میگی نے بڑے ہراساں سے لہجے میں کہا۔

"تم فکر مت کرو"...... روزی راسکل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ٹرانسمیٹر نکال کر اپنے سامنے رکھا اور پھر اس نے تیزی سے ٹائیگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ روزی راسکل کالنگ یو۔ اوور"...... روزی راسکل نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی سپاٹ آواز سنائی دی۔

"تم کاریف کو راج کوٹ سے ماجھو کے ڈیرے سے بے ہوشی کے عالم میں اٹھا لائے ہو۔ مجھ سے تم نے جھوٹ بولا ہے کہ وہ کافرستان گیا ہوا ہے۔ کیوں بولا یہ جھوٹ۔ بولو۔ جواب دو۔ اوور"...... روزی راسکل نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے کافرستانی سرحد کہا تھا اور راج کوٹ کافرستان کی سرحد پر واقع ہے اور یہ بات بھی درست ہے کہ کاریف کو میں وہاں سے اٹھا لایا تھا لیکن اب چونکہ یہ کیس عمران صاحب نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اس لئے تم سب کچھ بھول جاؤ۔ اب اگر تم نے مجھے دوبارہ کال کیا یا اس معاملے میں مداخلت کی تو پھر تمہاری یہ صراحی نما پتلی گردن بھی توڑی جا سکتی ہے۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"تم جاؤ۔ میں نے ٹائیگر سے بات کر لی ہے۔ کاریف ٹائیگر کے پاس ہے۔ اگر اس نے ملک سے غداری نہیں کی تو میں اسے زندہ چھڑوا لوں گی لیکن اگر اس نے ملک سے غداری کی ہے تو پھر تمہیں بیوہ بننا پڑے گا"...... روزی راسکل نے سامنے بیٹھی ہوئی میگی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ملک سے غداری۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ وہ تو ایک عام سا سپروائزر ہے"...... میگی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی تو معلوم کرنا ہے کہ وہ عام سا سپروائزر ہے یا نہیں۔ تم جاؤ"...... روزی راسکل نے کہا تو میگی ہونٹ بھینچے اٹھی اور مڑ کر کمرے سے باہر چلی گئی تو روزی راسکل نے فون اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"آغا سلیمان پاشا بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی

دوسری طرف سے عمران کے باورچی کی آواز سنائی دی۔

"میں روزی راسکل بول رہی ہوں۔ علی عمران سے بات کراؤ"۔ روزی راسکل نے کہا۔

"صاحب موجود نہیں ہیں"...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا۔

"اس کا بھی دماغ خراب ہے۔ نجانے ان سب لوگوں کے دماغ کیوں خراب ہو چکے ہیں۔ اب ان کے دماغ بہر حال ٹھیک کرنے ہی پڑیں گے"...... روزی راسکل نے رسیور رکھتے ہوئے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

کرنل جگدیش لمبے قد اور ورزشی جسم کا ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ وہ ملٹری انٹیلی جنس میں گزشتہ پندرہ سالوں سے کام کر رہا تھا اور ملٹری انٹیلی جنس میں اس کی کارکردگی کا ریکارڈ بے حد شاندار تھا۔ گزشتہ ایک سال سے ملٹری انٹیلی جنس میں ایک علیحدہ سیل بنایا گیا تھا جسے ڈیفنس سیل کہا جاتا تھا۔ اس سیل کا انچارج کرنل جگدیش کو بنایا گیا تھا۔ اس کے تحت انتہائی تربیت یافتہ افراد کا ایک پورا سیکشن تھا۔ اس سیل کے ذمے کافرستان کی تمام سائنسی لیبارٹریاں، ان میں کام کرنے والے سائنس دانوں اور فارمولوں کی حفاظت کا کام تھا۔ یہ سیل ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل اجیت کی بجائے براہ راست ڈیفنس سیکرٹری شیر سنگھ کے تحت تھا اور کرنل جگدیش براہ راست ڈیفنس سیکرٹری شیر سنگھ کو ہی جوابدہ تھا۔ اس کا آفس کافرستان کے دارالحکومت میں ایک بزنس پلازہ میں تھا اور بظاہر

جگدیش امپورٹ ایکسپورٹ کا آفس تھا جس کا جنرل مینجر بھی جگدیش ہی تھا۔ یہاں وہ سیٹھ جگدیش کہلواتا تھا لیکن امپورٹ ایکسپورٹ کا تمام کام اس کا مینجر کرتا تھا جبکہ جگدیش اپنے آفس میں ڈیفنس سیل کا ہی کام کرتا تھا۔ اس کے آفس میں آنے جانے کے راستے ہی الگ تھے اور بظاہر وہ کسی کاروباری آدمی سے نہیں ملتا تھا۔ پلازہ کے نیچے خفیہ تہہ خانے تھے جن میں اس کے سیل کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ یہاں دس تربیت یافتہ افراد رہتے تھے۔ باقاعدہ ریکارڈ روم تھا۔ اس وقت بھی کرنل جگدیش اپنے مخصوص آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل جگدیش نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"ڈبل ایکس بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی تو جگدیش بے اختیار چونک پڑا۔

"کہاں سے بول رہے ہو"...... کرنل جگدیش نے چونک کر کہا۔

"روسیاہ کی ریاست یوگران سے باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ کیا ہوا۔ کوئی خاص رپورٹ"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"کراس نے بات فائنل کر لی ہے لیکن وہ نصف طلب کر رہا ہے"...... ڈبل ایکس نے کہا۔

"کتنے میں بات ہوئی ہے اور کس سے"...... کرنل جگدیش نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کافرستان کے سائنس دان ڈاکٹر شرما کے ذریعے ڈیفنس سیکرٹری سے بات ہوئی ہے۔ ڈیفنس سیکرٹری صاحب حکومت سے مذاکرات کرنے کے بعد فارمولا خریدنے پر تیار ہو گئے ہیں۔ کراس نے فارمولے کے دو کروڑ ڈالر طلب کئے ہیں لیکن ڈیفنس سیکرٹری صاحب ایک کروڑ ڈالر سے آگے نہیں بڑھ رہے اور کراس نصف طلب کر رہا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ہمیں صرف پچاس لاکھ ڈالر ملیں گے"۔ کرنل جگدیش نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ لیکن کراس کا کہنا ہے کہ اگر ہم فارمولا صرف کافرستان کو فروخت کرنے کی شرط عائد نہ کریں تو وہ یہ فارمولا کارمن یا گریٹ لینڈ کو باآسانی دو کروڑ ڈالر میں فروخت کر سکتا ہے کیونکہ وہاں سپیشل میزائلوں پر کافی عرصہ سے کام ہو رہا ہے جبکہ کافرستان میں اب اس پر کام شروع ہوا ہے اور پھر کراس کا کہنا ہے کہ کافرستان حکومت رقم کی ادائیگی کے معاملے میں ہمیشہ کنجوسی سے کام لیتی ہے۔ اب آپ جیسے کہیں"...... ڈبل ایکس نے کہا۔

"پچاس لاکھ بے حد کم ہیں۔ ہمیں ہر صورت میں ایک کروڑ ڈالر ہی چاہئیں۔ تم کراس کو کہہ دو کہ فارمولا صرف کافرستان کو ہی فروخت کیا جائے گا۔ باقی کسی حکومت کو تو ہم براہ راست بھی

فروخت کر سکتے ہیں۔ پھر ہمیں کراس کو درمیان میں ڈالنے کی کیا ضرورت ہے"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"باس۔ کافرستان کے ڈیفنس سیکرٹری اس سے زیادہ رقم دینے کے لئے تیار نہیں ہیں اور کراس نصف پر مصر ہے اس لئے یا تو اس پر اکتفا کیا جائے یا پھر اسے کسی اور ملک کو کسی بھی انداز میں فروخت کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے"۔ ڈبل ایکس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر مجبوری ہے تو پھر یہ سودا مجھے منظور ہے۔ تم اسے یس کر دو۔ اس طرح گو ہمیں رقم کم ملے گی لیکن یہ اہم فارمولا بہرحال کافرستان کے پاس ہی رہے گا"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"اوکے باس۔ میں سودا طے ہوتے ہی رقم آپ کے غیر ملکی اکاؤنٹ میں جمع کرا دوں گا اور فارمولا کراس کے ذریعے ڈیفنس سیکرٹری صاحب کو پہنچ جائے گا"...... ڈبل ایکس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جس قدر جلد کام ہو سکے کر ڈالو"...... کرنل جگدیش نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"چلو پچاس لاکھ ڈالر ہی سہی۔ پھر بھی سودا مہنگا نہیں ہے"۔ کرنل جگدیش نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو کرنل جگدیش نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل جگدیش نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کرامت بول رہا ہوں باس۔ پاکیشیا سے"...... دوسری طرف

سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو کرنل جگدیش بے اختیار چونک پڑا۔

"یس۔ کوئی خاص بات ہے"...... کرنل جگدیش نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ ڈاگ جانسن کے ساتھ معاملات ایک آدمی کارلیف کے ذریعے طے کئے گئے تھے۔ اس کارلیف سے یہ معاملات سرحدی گاؤں کے ایک آدمی ماجھو کے ذریعے طے کئے گئے اور اب اس ماجھو نے اطلاع دی ہے کہ کارلیف اس کے پاس آیا تھا۔ اس کے پیچھے پاکیشیا کی زیر زمین دنیا کا ایک آدمی ٹائیگر آیا۔ اس ٹائیگر کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے انتہائی خطرناک ایجنٹ عمران سے ہے اور پھر ٹائیگر نے ماجھو کے ڈیرے پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے ان سب کو بے ہوش کر دیا اور پھر اسی بے ہوشی کے دوران وہ کارلیف کو اٹھا کر لے گیا اور ہو سکتا ہے کہ وہ کارلیف سے یہ معلوم کر لیں کہ ڈاگ جانسن کو ہلاک کرانے والی پارٹی کون سی ہے۔ اس لئے اب کیا حکم ہے"...... دوسری طرف سے کرامت نے کہا۔

"کارلیف سے بات ماجھو کے ذریعے ہوئی تھی نا"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تو اس ماجھو کو فوری طور پر آف کر دو اور تم خود کچھ عرصہ کے

لے واپس آجاؤ۔ یہاں ڈیل ہونے والی ہے۔ جب ڈیل ہو جائے گی تو پھر کسی قسم کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہے گا۔ اس کے بعد تم واپس چلے جانا"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"او کے باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جگدیش نے رسیور رکھ دیا لیکن اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ عمران کا نام بہرحال درمیان میں آگیا تھا حالانکہ جو کچھ ہوا تھا اس میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی دخل نہ بنتا تھا لیکن نام آنے کی وجہ سے وہ بہرحال محتاط ہو گیا تھا کہ ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل جگدیش نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"پی اے ٹو سیکرٹری ڈیفنس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کوئی خاص بات"...... کرنل جگدیش نے چونک کر پوچھا۔

"سیکرٹری صاحب سے بات کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

s4sheikh@gmail.com

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کرنل جگدیش بول رہا ہوں سر۔ حکم سر"...... کرنل جگدیش نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کرنل جگدیش۔ حکومت کافرستان ایک غیر ملکی سائنس دان کا

خلائی میزائل کا ایک فارمولا انتہائی مہنگے داموں خرید رہی ہے۔ اس فارمولے پر کام کرنے کے لئے حکومت نے جسونت نگر کی خصوصی لیبارٹری میں کام کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس لیبارٹری کی حفاظت آپ کے سیل نے کرنی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کس کی طرف سے خطرہ ہو سکتا ہے جناب"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

s4sheikh@gmail.com

"کافرستان کو ہمیشہ خطرہ پاکیشیا کی طرف سے رہا ہے لیکن یہ فارمولا خلائی میزائل کی نسبت سے ہے اور پاکیشیا ابھی تک اس فیلڈ میں شامل نہیں ہوا جبکہ کافرستان اس فارمولے سے آغاز کرنا چاہتا ہے۔ عام خلائی میزائل تقریباً ہر سپر پاور کے پاس ہیں لیکن یہ خصوصی میزائل کا فارمولا ہے اور حکومت کافرستان چاہتی ہے کہ اس میزائل کو تیار کر کے وہ نہ صرف پاکیشیا بلکہ ایکریمیا سمیت تمام سپر پاورز پر اس میدان میں سبقت حاصل کر لے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"کیا یہ فارمولا پاکیشیا کے کسی سائنس دان سے خریدا جا رہا ہے جناب"...... کرنل جگدیش نے دانستہ پوچھا حالانکہ فارمولا بیچنے والا وہ خود تھا۔

"نہیں۔ حکومت کو بتایا گیا ہے کہ یہ فارمولا سلوایا کے ایک سائنس دان کی ایجاد ہے جس سے ایک ایسی پارٹی نے حاصل کر لیا ہے جو پرائیویٹ طور پر بھی کام کرتی ہے۔ اس سے حکومت کافرستان

خرید رہی ہے۔ پاکیشیا کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ میں نے تو پاکیشیا کا نام اس لئے لیا ہے کہ پاکیشیا کو اگر یہ اطلاع مل گئی کہ ہم خلائی میزائل بنا رہے ہیں تو وہ ویسے ہی حسد میں لیبارٹری کو تباہ کرنے پر تل جائیں گے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"کب تک فارمولا مل جائے گا جناب"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"مڈل پارٹی سے سودا ہو گیا ہے۔ کل تک معاملہ فائنل ہو جائے گا اور فارمولا جسونت نگر لیبارٹری میں پہنچ جائے گا۔ تم نے زیادہ سے زیادہ دو دنوں میں وہاں پہنچ جانا ہے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر۔ میرا سیل اس لیبارٹری کی بخوبی حفاظت کرے گا۔ پاکیشیا تو کیا ایکریمیا اور روسیاہ جیسی سپر پاورز بھی چاہیں تو ہمارے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتیں"۔ کرنل جگدیش نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ جب یہ فارمولا جسونت نگر لیبارٹری میں پہنچ جائے گا تو میں تمہیں اطلاع بھی دے دوں گا اور تمہاری بات انچارج لیبارٹری ڈاکٹر سریش چند سے بھی کرا دوں گا تاکہ آئندہ تم دونوں کا آپس میں رابطہ رہ سکے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل جگدیش نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ڈیفنس سیکرٹری کو یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ یہ سارا کیا دھرا کرنل جگدیش کا اپنا ہے۔ کرنل جگدیش ابھی بیٹھا اس بات پر سوچ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور کرنل جگدیش نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل جگدیش نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"گریگ بول رہا ہوں جنگوائے سے"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ تم۔ کیوں کال کی ہے"...... کرنل جگدیش نے چونک کر کہا۔

"میرا حصہ ابھی تک نہیں پہنچا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ابھی سودا ہی نہیں ہوا۔ بات چیت ہو رہی ہے۔ امید تو ہے کہ اسی ہفتے کام ہو جائے گا۔ پھر میں تمہیں کال کر دوں گا"۔ کرنل جگدیش نے کہا۔

"کتنے میں سودا ہو رہا ہے"...... گریگ نے کہا۔

"پچاس لاکھ ڈالر ہمیں ملیں گے جس میں سے ایک لاکھ ڈالر تمہارے اکاؤنٹ میں جمع ہو جائیں گے۔ بے فکر رہو"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"اوکے۔ تھینک یو"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جگدیش نے اس طرح ہونٹ بھینچ لئے جیسے گریگ سے فون پر بات کرنے پر اسے شدید غصہ آ گیا ہو۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا

اور پھر فون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جان وکنز بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل جگدیش بول رہا ہوں۔ کافرستان سے"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"اوہ آپ۔ کیسے یاد کیا ہے آج آپ نے"...... دوسری طرف سے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا گیا۔

"گریگ چھوٹا آدمی ثابت ہو رہا ہے اور اس نے پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے ہیں۔ اس نے مجھے فون کیا ہے اور کہا ہے کہ جان وکنز جو کہہ رہا ہے کہ اس نے ڈاگ جانسن کو ہلاک کیا ہے اور اس سے اصل فارمولا لے کر مجھے اور نقلی فارمولا اس نے ایجنسی کے چیف سیکرٹری کو پہنچایا ہے وہ غلط ہے اس لئے جان وکنز کو جو رقم دی گئی ہے، وہ اسے دی جائے اور اس کا اپنا حصہ بھی اسے دیا جائے"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"کیا واقعی اس نے ایسا کہا ہے"...... دوسری طرف سے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے غلط بات کرنے کی جبکہ تمہاری خدمات بھی میں نے اس کے ذریعے ہی حاصل کی تھیں اور تمہیں تمہارے کام کا خطیر معاوضہ ایڈوانس ادا کر دیا تھا جبکہ اسے اس کا حصہ اس وقت ملنا ہے جب فارمولا کہیں فروخت ہو جائے گا لیکن مجھے اس کی

یہ بات قطعاً پسند نہیں آئی۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کا خاتمہ کر دیا جائے کیونکہ ایسا چھوٹا آدمی بعد میں ہم دونوں کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ البتہ اگر یہ کام تم کر گزرو تو پھر اس کا جو حصہ بنے گا وہ بھی تمہیں ادا کر دیا جائے گا"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"کیا آپ واقعی ایسا کریں گے کیونکہ اب تو آپ کا کام ہو چکا ہے اب آپ مجھے حصہ کیوں دیں گے"...... جان وکنز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل جگدیش بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم نے یقیناً سن رکھا ہو گا کہ کافرستانی بے حد کنجوس ہوتے ہیں لیکن مجھ پر یہ فارمولا اس لئے اپلائی نہیں ہوتا کہ میری ساری زندگی کافرستان سے باہر گزری ہے۔ دوسری بات یہ کہ میں ایسے لوگوں کا دوست ہوں جو بڑا دل رکھتے ہیں"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"تو آپ سمجھ لیں کہ گریگ کا خاتمہ یقینی طور پر ہو چکا ہے"۔ جان وکنز نے کہا۔

"مجھے تم پر اعتماد ہے۔ تم واقعی حصے کے حقدار ہو۔ گڈ بائی"...... کرنل جگدیش نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔ اس نے گریگ کا خاتمہ کرا کر دراصل اپنے آپ کو مکمل طور پر محفوظ کر لیا تھا کیونکہ اس سارے چینل میں مین کردار ہی گریگ کا تھا اور کسی بھی وقت اگر گریگ زبان کھول دیتا تو یقیناً کرنل جگدیش

کو اپنے آپ کو بچانا مشکل ہو جاتا۔ وہ نہ صرف حکومت کافرستان کی نظروں میں غدار ٹھہرتا کیونکہ اس نے اپنے ہی ملک سے سودے بازی کر کے دولت حاصل کی تھی بلکہ اس نے حکومت کے اعتماد کو بھی نقصان پہنچایا تھا جبکہ جان وکرز انتہائی تیز اور پیشہ ور قاتل تھا اور اس نے ہی ڈاگ جانسن کا خاتمہ کیا تھا۔ یہ سارا کھیل اس انداز میں کھیلا گیا تھا کہ کرنل جگدیش کو یہ اطلاع مل گئی تھی کہ سلوایا کا ڈاکٹر شوائل سیٹلائٹ کلر میزائل کا اہم ترین فارمولا لے کر پاکیشیا پہنچ چکا ہے اور اس کی کوشش ہے کہ یہ فارمولا وہ کسی ایسے ملک کو فروخت کرے جس سے اسے بھاری دولت مل سکے۔ اس سلسلے میں جب کرنل جگدیش کو اطلاع ملی تو اس نے اپنے شاطرانہ ذہن کے تحت باقاعدہ سازش کا جال تیار کر لیا۔ اسے معلوم ہو گیا کہ حکومت جیکوائے اس فارمولے کو جبراً حاصل کرنا چاہتی ہے اور اس سلسلے میں جان وکرز سلوایا سے پاکیشیا پہنچنے والا ہے تو اس نے گریگ کے ذریعے جو اس کا خاصا گہرا دوست تھا جان وکرز سے رابطہ کر لیا اور جان وکرز کو اس نے کثیر معاوضہ دے کر اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ ڈاکٹر شوائل سے اصل فارمولا حاصل کر کے اسے دے دے گا اور اس کا دیا ہوا عام سا میزائل فارمولا وہ واپس جا کر حکومت سلوایا کو دے دے گا۔ ظاہر ہے جب اس نقلی فارمولے کا پتہ حکومت سلوایا کو چلے گا تو بات جان وکرز پر نہیں آئے گی بلکہ یہی سمجھا جائے گا کہ ڈاکٹر شوائل یہ غلط گیم کھیلنا چاہتا تھا۔ گریگ کو کہا گیا کہ جب

فارمولا کسی سپر پاور کو فروخت ہو گا تو اسے ایک فیصد رقم معاوضے کے طور پر دی جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی طے ہوا کہ ڈاکٹر شوائل کا خاتمہ مقامی پیشہ ور قاتل ڈاگ جانسن کے ہاتھوں کرایا جائے تاکہ پولیس اور انٹیلی جنس اسے مقامی معاملہ ہی سمجھتی رہے اور انہیں اس میں کسی غیر ملکی کی شمولیت کا پتہ ہی نہ چل سکے اور ڈاگ جانسن کا خاتمہ جان وکرز کر دے۔ ڈاگ جانسن سے جو فارمولا جان وکرز کو ملے وہ اسے کرنل جگدیش کے آدمی کو دے دے اور کرنل جگدیش کا فراہم کردہ فارمولا وہ جا کر گریگ کو دے جو وہ حکومت کے حوالے کر دے۔ پھر بابو کے ذریعے کرنل جگدیش نے کارلیف سے رابطہ کیا اور کارلیف کے ذریعے ڈاگ جانسن کو ہائر کیا گیا۔ اس طرح ڈاگ جانسن نے ڈاکٹر شوائل کو ہلاک کر کے اس سے اصل فارمولا حاصل کر لیا اور اس سے پہلے کہ وہ کارلیف سے ملتا اسے جان وکرز نے ہلاک کر دیا اور فارمولا اس سے حاصل کر کے اس نے کرنل جگدیش کے آدمی کو دے دیا اور کرنل جگدیش کا فراہم کردہ عام خلائی میزائل کا فارمولا لے جا کر اس نے گریگ کو دے دیا اور گریگ نے یہ فارمولا جیکوائے کے چیف سیکرٹری کے حوالے کر دیا۔ اس طرح اصل فارمولا کرنل جگدیش کے ہاتھ لگ گیا جس کے خاص آدمی اب یہ فارمولا کافرستان کے ڈیفنس سیکرٹری کو فروخت کر کے رقم کرنل جگدیش کو پہنچا رہے تھے۔ کرنل جگدیش کے دل میں اگر کوئی کھٹک تھی تو وہ گریگ کی طرف سے تھی کیونکہ گریگ

حکومت جیکوائے کا آدمی تھا اور وہ کسی بھی وقت اصل بات کھول سکتا تھا اس لئے اس نے موقع ملتے ہی جان وکٹر کے ذریعے اس کے خاتمہ کا معاملہ طے کر لیا تھا اس لئے اب وہ ہر طرح سے مطمئن ہو گیا تھا کہ اس کی سازش مکمل طور پر کامیاب ہو چکی ہے۔

عمران رانا ہاؤس میں داخل ہوا تو وہاں ٹائیگر موجود تھا جس کی کال پر وہ دانش منزل سے یہاں آیا تھا۔ دانش منزل میں جوزف نے فون کیا تھا اور عمران نے اس کا فون بطور چیف سنا تھا۔ جوزف نے کہا کہ چیف کو اگر عمران صاحب کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ کہاں ہیں تو انہیں بتا دیا جائے کیونکہ وہ فلیٹ پر موجود نہیں ہیں اور ٹائیگر سرحدی گاؤں سے کسی بے ہوش آدمی کو رانا ہاؤس لے آیا ہے اور وہ اس سے پوچھ گچھ سے پہلے عمران صاحب سے خود بات کرنا چاہتا ہے جس پر عمران نے بطور چیف اسے جواب دے دیا کہ وہ عمران کو ٹریس کر کے رانا ہاؤس بھجواتا ہے اور پھر کچھ دیر بعد عمران کار لے کر دانش منزل سے رانا ہاؤس پہنچ گیا۔

"کیا ایمرجنسی نافذ کر دی تم نے۔ اچھا بھلا ایک ہوٹل میں بیٹھا تھا کہ چیف کا حکم آ گیا کہ رانا ہاؤس جا کر ٹائیگر سے ملو۔ فوراً۔

عمران نے ٹائیگر کو دیکھ کر سلام دعا کے بعد کہا کیونکہ جوزف نے جس انداز میں دانش منزل فون پر بات کی تھی اس سے عمران سمجھ گیا تھا کہ ٹائیگر فون کے قریب ہے اس لئے اس نے آتے ہی ایسی بات ٹائیگر سے کرنا ضروری سمجھا تھا۔

"باس۔ میں نے تو جوزف سے صرف اتنا کہا تھا کہ میرا آپ سے فوری ملنا بہت ضروری ہے تو جوزف نے پہلے فلیٹ پر فون کیا اور جب آپ وہاں نہ ملے تو اس نے چیف کو فون کر دیا۔ میں تو اسے منع کرتا رہ گیا لیکن جوزف نے فون کر ہی دیا"...... ٹائیگر نے بڑے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا اب بتاؤ کسے لے آئے ہو"...... عمران نے کہا۔

"کارلیف کو باس"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے سرحدی گاؤں راج کوٹ جانے اور وہاں سے کارلیف کو بے ہوش کر کے لے آنے کے بارے میں ساری تفصیل بتا دی۔

"تو تمہاری انکوائری کے مطابق کارلیف ہی وہ پارٹی ہے جس نے ڈاکٹر شوائل کے قتل کا ٹاسک ڈاگ جانسن کو دیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ یہ مڈل مین تو ہو سکتا ہے اصل پارٹی نہیں ہو سکتی۔ اس کی اتنی اہمیت نہیں ہے کیونکہ یہ ایک درمیانے درجے کے نائٹ کلب میں عام سپروائزر ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ سرحدی گاؤں کیوں گیا ہوا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"وہاں اس کا دوست ماجو ہے جو اسلحے کی اسمگلنگ میں ملوث ہے یہ اس کے پاس موجود تھا۔ البتہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ماجو کے تعلقات کافرستان سے ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تمہاری باتوں سے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ کارروائی کافرستان نے ماجو اور کارلیف کے ذریعے ڈاگ جانسن کے ہاتھوں کرائی ہے۔ ڈاگ جانسن خود کہاں ہے"...... عمران نے بلیک روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ڈاگ جانسن کو میں نے بے حد تلاش کیا ہے لیکن وہ اپنے کسی بھی ممکنہ ٹھکانے پر موجود نہیں ہے۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ اس بڑی کارروائی کے بعد اسے ہلاک کر دیا گیا اور اس کی لاش غائب کر دی گئی ہے"...... عمران کے پیچھے چلتے ہوئے ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"پھر تو ماجو کو بھی ساتھ لے آنا تھا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اسے تو کسی بھی وقت اٹھایا جا سکتا ہے۔ میرے خیال میں چونکہ مین آدمی کارلیف ہے اس لئے میں اسے لے آیا ہوں"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے مجھے بتایا تھا کہ پہلے تمہیں یہ کام روزی راسکل نے دیا تھا۔ پھر تم نے اسے کیا جواب دیا ہے۔ کیا اسے بتا دیا ہے کہ کارلیف کو تم رانا ہاؤس لے آئے ہو یا اس سے پوچھ گچھ کے بعد اسے

"رپورٹ دو گے"...... عمران نے بلیک روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا جہاں جوانا پہلے سے موجود تھا جس نے عمران کو سلام کیا۔

"باس۔ روزی راسکل سے میری بات ڈاگ جانسن کے سلسلے میں ہوئی تھی۔ کارلیف کے بارے میں نہیں۔ ویسے میں نے یہاں سے روزی راسکل کو فون کر کے کہہ دیا ہے کہ چونکہ آپ نے بھی اس کام کے لئے مجھے حکم دیا ہے اس لئے اب یہ کام آپ کا ہو چکا ہے۔ اب روزی راسکل کو کوئی رپورٹ نہیں مل سکتی"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران جو اس دوران ایک کرسی پر بیٹھ چکا تھا، نے ٹائیگر کو بھی ساتھ والی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کر دیا جبکہ جوانا عمران کی کرسی کے عقب میں کھڑا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں خود اس روزی راسکل سے معلوم کر لوں گا کہ اس کا اس پیچیدہ کھیل میں کیا رول ہے۔ پہلے اس کارلیف سے چند باتیں ہو جائیں۔ اسے ہوش میں لے آؤ جوانا"...... عمران نے بات کرتے ہوئے آخر میں جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا اور پھر جیب سے ایک لمبی گردن والی بوتل نکال کر وہ سامنے کرسی پر راڈز میں جکڑے ہوئے ایک بھاری جسم کے آدمی کی طرف بڑھ گیا جسے کارلیف کہا جا رہا تھا۔ ٹائیگر نے یقیناً اسے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ کارلیف کو کس گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے۔ جوانا نے کارلیف کے قریب پہنچ کر بوتل کا ڈھکن کھولا اور بوتل کا دہانہ کارلیف کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد

اس نے بوتل ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے اس نے اسے جیب میں ڈالا اور پیچھے ہٹ کر دوبارہ عمران کی کرسی کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ جوزف پہلے ہی باہر تھا۔ وہ خصوصی حفاظتی انتظامات کی نگرانی کر رہا تھا کیونکہ عمران اس وقت رانا ہاؤس میں موجود تھا۔ ایسے وقت میں جوزف حفاظتی انتظامات کے سلسلے میں بے حد چوکنا رہتا تھا اور چونکہ بلیک روم میں صرف ایک آدمی موجود تھا اس لئے جوزف نے جوانا کی موجودگی کی وجہ سے اپنی یہاں موجودگی کی ضرورت نہ سمجھی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کارلیف کراہتے ہوئے ہوش میں آ گیا۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔ اب اس کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے عمران اور ٹائیگر پر جمی ہوئی تھیں۔

"تم۔ تم ٹائیگر۔ عمران صاحب۔ یہ سب کیا ہے۔ میں کہاں ہوں"...... کارلیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا تم مجھے پہچانتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"آپ ٹائیگر کے استاد ہیں اور آپ کو پاکیشیا کا انتہائی خطرناک ایجنٹ کہا جاتا ہے۔ میں دو بار آپ کو سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ساتھ ہوٹل شیراز میں دیکھ چکا ہوں لیکن یہ سب کیا ہے۔ یہ کون سی جگہ ہے اور مجھے کیوں راڈز میں جکڑا گیا ہے"...... کارلیف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"سنو کارلیف۔ اگر تم مجھے جانتے ہو تو پھر یہ بھی جانتے ہو گے کہ

میں کسی چھوٹے کام میں ہاتھ نہیں ڈالتا اور تم تو ویسے بھی بہت چھوٹی مچھلی ہو اس لئے تم سچ سچ سب کچھ بتا دو تو تمہیں زندہ واپس بھجوایا جا سکتا ہے ورنہ یہ دیو جو میری کرسی کے عقب میں کھڑا ہے ایک لمحے میں تمہاری ساری ہڈیاں توڑ کر تمہارے حلق سے سب کچھ اگلوا لے گا۔ اس کے بعد تمہاری لاش برقی بھٹی میں ڈال دی جائے گی اور تم ہمیشہ کے لئے اس صفحہ ہستی سے غائب ہو جاؤ گے"۔ عمران کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ کارلیف نے بے اختیار اس طرح جھرجھری لی جیسے اس کے جسم میں سردی کی تیز لہر سی دوڑ گئی ہو۔

"میں تو ماجو کے ڈیرے پر تھا۔ یہاں کیسے پہنچ گیا"...... کارلیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تمہارے دوست نے مجھے بتایا کہ تم راج کوٹ ماجو کے پاس گئے ہو۔ میں وہاں پہنچا تو میں نے ماجو کے ڈیرے پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی اور تمہیں کار میں ڈال کر یہاں لے آیا اور اب تمہیں ہوش میں لایا گیا ہے"...... ٹائیگر نے مختصر الفاظ میں اسے پس منظر بتاتے ہوئے کہا۔

"ماجو خود کہاں ہے"...... کارلیف نے پوچھا۔

"وہ وہیں اپنے ڈیرے پر بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ خود ہی ہوش میں آ جائے گا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ جو پوچھیں گے میں سچ بتا دوں گا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ میں آپ سے لڑ نہیں سکتا اور یہ بھی مجھے معلوم ہے

کہ آپ جو کہتے ہیں ویسا ہی کرتے ہیں"...... کارلیف نے اس بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ڈاگ جانسن کہاں ہے"...... عمران نے کہا تو کارلیف بے اختیار چونک پڑا۔

"ڈاگ جانسن کو ہلاک کر کے اس کی لاش ٹکڑے ٹکڑے کر کے گٹر میں پھینک دی گئی ہے"...... کارلیف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اس نے سلوایا کے سائنس دان ڈاکٹر شواہل کو ہلاک کر کے اس سے ایک اہم فارمولا حاصل کیا تھا۔ یہ سب کچھ کس کے کہنے پر ہوا اور وہ فارمولا کہاں ہے۔ سب کچھ تفصیل سے بتا دو"...... عمران نے کہا تو کارلیف چند لمحے ہونٹ بھینچے بیٹھا رہا جیسے فیصلہ کر پا رہا ہو کہ کچھ بتائے یا انکار کر دے۔ پھر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ ماجو میرا دوست ہے۔ اس کے تعلقات کافرستان کے اعلیٰ حکام سے بھی ہیں۔ ماجو نے مجھے کہا کہ کافرستان کا کوئی بڑا حاکم ڈاگ جانسن کی خدمات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اگر میں یہ رابطہ کرا دوں تو مجھے بھی بھاری رقم مل جائے گی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ وہ ڈاگ جانسن سے کس کو قتل کرانا چاہتا ہے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ میں نادانستگی میں پاکیشیا کے کسی اہم آدمی کے خلاف کام کر ڈالوں۔ اس نے مجھے بتایا کہ یورپ کے ایک

ملک سلوایا کا ایک سائنس دان وہاں سے ایک فارمولا چرا کر یہاں پاکیشیا آیا ہوا ہے۔ اس کو ہلاک کر کے اس سے یہ فارمولا حاصل کرنا ہے اور پھر یہ فارمولا سلوایا کے ہی آدمی کو دے دینا ہے۔ یہ کافرستانی حاکم بھی مڈل مین ہے۔ اصل کام سلوایا کا ہے۔ میں سلوایا کا نام سن کر رضامند ہو گیا۔ پھر ڈاگ جانسن کو میں نے دس ہزار ڈالر پر رضامند کر لیا جبکہ ماجو نے مجھے پچاس ہزار ڈالر دیئے تھے۔ اس کا خیال تھا کہ ڈاگ جانسن کو چالیس ہزار ڈالر دے کر باقی دس ہزار ڈالر میں اپنے پاس رکھ لوں گا لیکن ڈاگ جانسن ان دنوں کافی عرصہ سے بے کار تھا اس لئے وہ دس ہزار ڈالر پر ہی رضامند ہو گیا اور پھر ڈاگ جانسن نے کام کر دیا اور ڈاکٹر شوائل سے کوئی فارمولا جو کہ مائیکرو فلم کی صورت میں تھا لے کر ماجو کے بتائے ہوئے ایڈریس پر سلوایا کے آدمی سے ملنے چلا گیا لیکن پھر وہ غائب ہو گیا۔ میں نے اسے بے حد تلاش کیا لیکن جب وہ کہیں دستیاب نہ ہوا تو میں ماجو کے پاس گیا تاکہ اس سے معلوم کروں کیونکہ ڈاگ جانسن بے حد ہوشیار اور چوکنا آدمی تھا۔ اس کا اس طرح غائب ہو جانا میرے لئے بے حد حیرت کا باعث تھا۔ ماجو پر جب میں نے دباؤ ڈالا تو ماجو نے مجھے بتایا کہ جس آدمی کو ڈاگ جانسن فارمولا دینے گیا تھا اس سے اس نے مزید بھاری رقم طلب کی تو اسے ہلاک کر کے اس کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے گٹر میں ڈال دیئے گئے ہیں کیونکہ ڈاگ جانسن معاہدے کی خلاف ورزی کر رہا تھا اور یہ بات سارے معاملے

کو مشکوک بنا رہی تھی۔ مجھے ماجو نے یہی بتایا تھا"...... کارلیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس حاکم کا کیا نام ہے جس نے ماجو سے رابطہ کیا تھا"۔ عمران نے پوچھا۔

"میں نے ماجو سے پوچھا تھا لیکن ماجو بات ٹال گیا۔ ابھی ہم باتیں کر ہی رہے تھے کہ اچانک میری ناک سے نامانوس سی بو ٹکرائی اور پھر میرا ذہن تاریک ہو گیا اور اب مجھے یہاں ہوش آیا ہے"...... کارلیف نے کہا تو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ جو کچھ وہ جانتا تھا وہ سب پہلے ہی بتا چکا ہے۔

"ٹائیگر۔ تم جاؤ اور اس ماجو کو اٹھا کر یہاں لے آؤ۔ اصل اہم آدمی یہ کارلیف نہیں ہے بلکہ ماجو ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ لیکن اس کا کیا کرنا ہے"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اس کا فیصلہ ماجو سے پوچھ گچھ کے بعد کریں گے۔ فی الحال جوانا اسے ہاف آف کر دے گا"...... عمران نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ذہن میں الجھنیں موجود تھیں۔ کافرستان کا تعلق اس فارمولے سے نکل آنے کی بات نے اسے متفکر کر دیا تھا۔ اب تک وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ یہ معاملہ سلوایا کا ہے لیکن اب کافرستان اس میں ملوث ہو گیا تھا اور عمران جانتا تھا کہ کافرستان کا ملوث ہونا یقیناً پاکیشیا کے لئے خطرناک ہو سکتا ہے۔

روزی راسکل اپنے آفس میں موجود میز کے پیچھے سے اٹھ کر بیرونی دروازے کے قریب پہنچی ہی تھی کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے تیزی سے اندر آتی ہوئی میگی اس سے ٹکرا گئی۔

"کیا ہوا تمہیں۔ کیا پاگل کتے تمہارا پیچھا کر رہے ہیں"۔ روزی راسکل نے انتہائی غصیلے لہجے میں میگی کو ایک طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

"بس۔ سوری مس۔ وہ۔ وہ میں بتانے آئی تھی کہ کاریف نے مجھے بتایا تھا کہ معاملہ بہت ہائی کلاس کا ہے اور اس نے اس معاملے میں لاکھوں ڈالروں میں معاوضہ وصول کیا ہے اور اس نے بتایا تھا کہ یہ معاوضہ اسے ماجو کی وجہ سے ملا ہے۔ اب ماجو کہہ رہا ہے کہ بے ہوش کر کے کاریف کو اٹھا لیا گیا ہے تو یقیناً وہ غلط کہہ رہا ہو گا۔ وہ کاریف سے یہ معاوضہ واپس لینا چاہتا ہو گا کیونکہ

کاریف نے مجھے بتایا تھا کہ ماجو بہت بڑا بدمعاش ہے۔ اس کے کافرستان کے بڑے بڑے حاکموں سے انتہائی قریبی تعلقات ہیں"۔ میگی نے جلدی جلدی بات کرتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے وہ اسمگلر ہے تو اسمگلروں کے تعلقات تو ہوتے ہی ہیں"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کاریف نے مجھے بتایا تھا کہ ماجو بہت خطرناک آدمی ہے۔ وہ کافرستان کے بڑے بڑے حاکموں سے مل کر پاکیشیا کے راز چراتا ہے مس۔ کاریف نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ ماجو کے کئی آدمی یہاں پاکیشیا میں سرکاری رازوں کا سراغ لگاتے رہتے ہیں اور کافرستان اطلاعات پہنچاتے رہتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ماجو نے ان ڈالروں کی وجہ سے کاریف کو غائب کرایا ہے اور اب وہ بہانہ بنا رہا ہے کہ وہ بے ہوش ہو گیا تھا اور کاریف غائب ہے"...... میگی نے کہا۔

"کیا تم سچ بول رہی ہو یا صرف کاریف کو بچانے کے لئے جھوٹ بول رہی ہو کہ ماجو یہاں پاکیشیا کے سرکاری راز چراتا ہے"۔ روزی راسکل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مجھے میرے سر کی قسم مس صاحب۔ میں سچ بول رہی ہوں"۔ میگی نے عورتوں کے مخصوص انداز میں اپنا ایک ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر قسم کھاتے ہوئے کہا۔

"کیا تم کاریف کے ساتھ کبھی راج کوٹ گئی ہو"...... روزی راسکل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں مس صاحب - میں وہاں کبھی نہیں گئی - کارلیف جانتا رہتا ہے"...... میگی نے کہا۔

"ٹھیک ہے - چونکہ تم نے اپنے سر کی قسم کھائی ہے اس لئے مجھے یقین آگیا ہے کہ تم جھوٹ نہیں بول رہی اور جو کچھ تم نے بتایا ہے اس لحاظ سے واقعی معاملات انتہائی خطرناک ہیں اور اصل آدمی ماجھو ہے کارلیف نہیں - اب میں خود ہی اس کے حلق سے سب کچھ اگلوالوں گی - تم جاؤ"...... روزی راسکل نے تیز لہجے میں کہا اور میگی سر ہلاتی ہوئی واپس مڑ گئی تو روزی راسکل نے آفس سے باہر آکر آفس کو بند کر کے لاک کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھتی چلی گئی - تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیز رفتاری سے اس سڑک پر دوڑی چلی جا رہی تھی جس کا اختتام راج کوٹ پر ہوتا تھا کیونکہ اس کے بعد کافرستان کی سرحد شروع ہو جاتی تھی - تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی مسلسل اور تیز ڈرائیونگ کے بعد وہ راج کوٹ میں داخل ہو چکی تھی - بظاہر یہ عام سا قصبہ تھا - یہ اور بات تھی کہ عام قصبوں سے قدرے بڑا قصبہ تھا - اس کی آبادی کافی دور تک پھیلی ہوئی تھی - یہاں کچے دیہاتی مکانات بھی کثیر تعداد میں تھے اور پختہ اور دو منزلہ مکانات اور حویلیاں بھی موجود تھیں - روزی راسکل آہستہ آہستہ کار چلاتی ہوئی آگے بڑھی تو اسے ایک آدمی سائیکل پر آتا دکھائی دیا - روزی راسکل نے کار کی کھڑکی سے ہاتھ باہر نکال کر اسے رکنے کا اشارہ کیا اور خود بھی کار اس کے قریب روک لی اور وہ آدمی جو

خالصتاً دیہاتی لباس میں تھا جلدی سے سائیکل سے نیچے اتر آیا - اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ مرعوبیت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"جی میم صاحب"...... اس آدمی نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ماجھو کا ڈیرہ کہاں ہے"...... روزی راسکل نے کہا۔

"دائیں ہاتھ کو مڑ جائیں - آگے دور سے ہی آپ کو ایک بڑی پختہ حویلی نظر آئے گی جس کے اوپر اڑتا ہوا عقاب بنا ہوا ہے - وہ ماجھو کا ڈیرہ ہے میم صاحب - لیکن یہ بتا دوں کہ ماجھو بے حد خطرناک آدمی ہے"...... دیہاتی نے کہا - آخری الفاظ پر اس کا لہجہ رازدارانہ سا ہو گیا تھا۔

"مجھے معلوم ہے - تمہارا شکریہ"...... روزی راسکل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک جھٹکے سے اس نے کار آگے بڑھا دی - پھر دائیں ہاتھ مڑ کر وہ تھوڑا سا ہی آگے بڑھی تھی کہ اسے دور سے اڑتے ہوئے عقاب کا نشان نظر آگیا - حویلی خاصی بڑی تھی اور اس کا لکڑی کا بہت بڑا بھاری سائز کا پھاٹک بند تھا - پھاٹک کے باہر کوئی آدمی موجود نہ تھا - روزی راسکل نے کار پھاٹک کے قریب روکی اور پھر ڈیش بورڈ کھول کر اس نے اندر رکھا ہوا ایک مشین پسٹل نکالا اور اس کا میگزین چیک کر کے اس نے اسے اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈال لیا - اس نے جینز کی پینٹ اور جینز کی ہی جیکٹ پہنی ہوئی تھی -

اس نے کار سے نیچے اتر کر کار کا دروازہ بند کیا اور مڑ کر بڑے پھاٹک کی طرف بڑھی جس کی ایک سائیڈ میں ایک کھڑکی تھی۔ گاڑی کی آواز سن کر ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا دیہاتی آدمی دروازے کی سائیڈ کھڑکی سے باہر آگیا۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں نیچے کی طرف لٹکی ہوئی تھیں۔ روزی راسکل کو دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ اس طرح روزی راسکل کو اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر دیکھ رہا تھا جیسے وہ کسی عجوبے کو دیکھ رہا ہو۔

"کیا بات ہے۔ کیا زندگی میں پہلے تم نے کبھی کسی عورت کو نہیں دیکھا"...... روزی راسکل نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ۔ دراصل۔ مم۔ مم۔ میں حیران ہو رہا تھا۔ آپ نے مردوں والا لباس پہنا ہوا ہے"...... روزی راسکل کے غرانے پر دیہاتی نے مزید بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ماجھو کہاں ہے۔ اسے جا کر بتاؤ کہ دارالحکومت سے روزی راسکل آئی ہے"...... روزی راسکل نے سخت لہجے میں کہا۔

"سردار تو کافرستانی گاؤں کرشن پور گیا ہوا ہے۔ وہ گھنٹے پہلے گیا ہے اور شاید وہ آگے کافرستان کے اندر بھی جائے اور شاید اسے واپسی میں ایک ہفتہ لگ جائے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"تمہارا کیا نام ہے"...... روزی راسکل نے پوچھا۔

"جی میرا نام کالو ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"کہاں ہے یہ کرشن پور"...... روزی راسکل نے پوچھا۔

"جی کافرستان کی سرحد کے اندر گاؤں ہے۔ وہاں کا سردار دلیر سنگھ سردار ماجھو کا بڑا گہرا دوست ہے۔ دلیر سنگھ بھی یہاں آتا رہتا ہے"...... کالو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کب گیا ہے ماجھو"...... روزی راسکل نے پوچھا۔

"دو گھنٹے تو ہو گئے ہیں"...... کالو نے جواب دیا۔

"کیا تم نے وہ گاؤں دیکھا ہوا ہے"...... روزی راسکل نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ ہمارا تو وہاں آنا جانا لگا رہتا ہے جی"...... کالو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بیٹھو کار میں اور مجھے وہاں لے چلو"...... روزی راسکل نے کہا۔

"نہیں جی۔ میں اس طرح نہیں جا سکتا۔ سردار سے پوچھے بغیر میں کیسے جا سکتا ہوں"...... کالو نے جواب دیا تو روزی راسکل نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکال کر اس نے کالو کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"تم صرف دور سے مجھے وہ گاؤں اور اس دلیر سنگھ کی حویلی دکھا کر واپس آجانا کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا"...... روزی راسکل نے کہا۔

"آپ سردار کو میرا نام تو نہیں بتائیں گی"...... کالو نے نوٹ جلدی سے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ بیٹھو۔ وقت ضائع مت کرو"...... روزی راسکل نے کہا تو کالو جلدی سے سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ روزی راسکل بھی

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی اور پھر کالو کی رہنمائی میں وہ کافرستان کی سرحد میں داخل ہو گئی۔ گو اسے کچھ عجیب سا لگ رہا تھا کیونکہ وہ بغیر ویزے اور پاسپورٹ کے ایک غیر ملک میں داخل ہو گئی تھی لیکن یہاں کا ماحول ایسا نہ تھا کہ یہاں آنے والے کو دو علیحدہ علیحدہ ملکوں کا احساس ہوتا۔ یہاں کھیت تھے اور درمیان میں کچی سڑک تھی جو بل کھاتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی اور پھر تقریباً نصف گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد ایک اور گاؤں کے آثار نظر آنے لگ گئے۔

"یہ کرشن پور ہے میم صاحب۔ وہ سامنے جو اونچی سی سفید رنگ کی حویلی ہے وہ سردار دلیر سنگھ کی ہے۔ آپ مجھے یہاں اتار دیں۔ میں واپس چلا جاؤں گا"...... کالو نے کہا تو روزی راسکل نے کار روک کر اسے نیچے اتار دیا۔

"کیا پیدل واپس جاؤ گے"...... روزی راسکل نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ ہمارے لئے تو یہ معمولی بات ہے جی"...... کالو نے کہا اور ہاتھ اٹھا کر سلام کر کے وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا واپس جانے لگا تو روزی راسکل نے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس سفید رنگ کی حویلی کے گیٹ کے سامنے پہنچ گئی۔ حویلی کا بڑا سا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ روزی راسکل کار اندر لے گئی۔ وہاں بڑی سی حویلی میں چارپائیاں بچھی ہوئی تھیں جن میں سے دو چارپائیوں پر چار آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ حیرت بھری نظروں سے مڑ کر روزی راسکل

کی کار کو دیکھنے لگے۔ روزی راسکل نے کار ایک طرف روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتری تو وہاں موجود سب لوگ بے اختیار چارپائیوں سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ یہ چار آدمی تھے۔ لمبے قد اور مضبوط جسموں کے مالک تھے۔ ان میں سے ایک آدمی تیزی سے آگے بڑھا۔

"تم کون ہو اور کیوں پاکیشیا سے یہاں آئی ہو"...... اس آدمی نے قدرے سخت لہجے میں روزی راسکل سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں پاکیشیا سے آئی ہوں"۔ روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری کار کا نمبر بتا رہا ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا تو روزی راسکل بے اختیار ایک طویل سانس لے کر ہنس پڑی۔

"تم تو خاصے ہوشیار آدمی ہو۔ کیا نام ہے تمہارا"...... روزی راسکل نے پوچھا۔

"میرا نام راجندر ہے۔ تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور کیوں یہاں آئی ہو"...... راجندر کا لہجہ پہلے سے زیادہ سخت ہو گیا لیکن دوسرے لمحے چٹاخ کی تیز آواز کے ساتھ ہی راجندر اچھل کر ایک طرف ہٹا۔ روزی راسکل کا بازو گھوما تھا اور اس کا بھرپور تھپڑ راجندر کے گال پر پڑا تھا۔

"خبردار۔ اگر آئندہ اس لہجے میں مجھ سے بات کی تو گولی مار دوں گی۔ تجھے۔ اسے صرف ہلکا سا سبق سمجھنا۔ میرا نام روزی راسکل ہے

ما جو بھی یہاں ہوگا۔ میں اس سے ملنے آئی ہوں"...... روزی راسکل نے خاصے غصیلے لہجے میں کہا

"تم۔ تم نے مجھے تھپڑ مارا ہے۔ مجھے"...... راجندر نے جو گال پر ہاتھ رکھے کھا جانے والی نظروں سے روزی راسکل کو دیکھ رہا تھا، غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ چارپائیوں کے قریب کھڑے باقی تینوں افراد کے بھی ہونٹ بھینچے ہوئے تھے لیکن وہ آگے نہ بڑھے تھے۔

"میں تمہیں گولی بھی مار سکتی ہوں۔ اگر تم نے دوبارہ مجھ سے ایسی توہین آمیز لہجے میں بات کی تو"...... روزی راسکل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے جس طرح بند سپرنگ کھلتا ہے اس طرح راجندر اپنی جگہ سے اچھلا اور کسی بھوکے عقاب کی طرح روزی راسکل پر جھپٹا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے وہ روزی راسکل کو کچل کر رکھ دے گا لیکن دوسرے لمحے وہ نہ صرف ایک دھماکے سے کار سے جا ٹکرایا بلکہ چیختا ہوا پلٹ کر نیچے گرا اور پھر چند لمحے پھڑکنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ یہ سب کچھ روزی راسکل کا کیا دھرا تھا۔ وہ راجندر کے حملہ کرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے نہ صرف ایک طرف ہٹی تھی اور اس کے اچانک ہٹنے کی وجہ سے راجندر کا جسم جیسے ہی آگے بڑھا اس کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کی ہتھیلی کی سائیڈ پوری قوت سے راجندر کی گردن پر پڑی اور اس کے ساتھ ہی راجندر چیختا ہوا نہ صرف کار سے جا ٹکرایا بلکہ روزی راسکل کی ایک ہی بھرپور ضرب نے اس کی گردن توڑ دی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کار سے ٹکرا

کر نیچے گرا اور پھر چند لمحوں بعد ہی ساکت ہو گیا۔ لیکن اسی لمحے روزی راسکل نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

"خبردار۔ پسٹل پھینک دو ورنہ"...... روزی راسکل نے چیخ کر چارپائیوں کے قریب موجود تینوں افراد سے کہا جن میں سے دو کے ہاتھوں میں پسٹل نظر آ رہے تھے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے"...... اچانک برآمدے کی طرف سے ایک دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سردار۔ اس عورت نے راجندر کو مارا ہے"...... ایک آدمی نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں کہہ رہی ہوں پسٹل پھینک دو۔ میں تین تک گنوں گی۔ ایک۔ دو"...... روزی راسکل نے برآمدے کی طرف دیکھے بغیر پہلے سے زیادہ اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیسے ہی گنتی شروع کی دونوں آدمیوں نے خاصی تیزی سے ہاتھوں میں موجود پسٹل نیچے گرا دیئے۔

"تم کون ہو اور یہ سب کیا ہو رہا ہے"...... اسی لمحے وہی دھاڑتی ہوئی آواز قریب سے سنائی دی۔ اب روزی راسکل نے اس طرف نظریں اٹھا کر دیکھا تو وہ دو آدمی تھے جن میں سے ایک قوی ہیکل آدمی سکھ تھا جس کے سر پر سکھوں کی مخصوص پگڑی بندھی ہوئی تھی اس کی داڑھی بھی خاصی بڑھی ہوئی تھی اور مونچھیں بھی بڑی بڑی تھیں۔ اس نے جینز کی پینٹ اور سیاہ رنگ کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی

جبکہ اس کے ساتھ دوسرا آدمی بھی خاصا تنومند اور بھاری جسم کا تھا لیکن اس کے انداز سے پھرتی اور تیزی نمایاں تھی۔ اس نے بھی جینز کی پینٹ اور براؤن رنگ کی لیدر جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کی بھی بڑی بڑی مونچھیں تھیں اور اس نے سر پر کپڑے کی ٹوپی رکھی ہوئی تھی۔ وہ دونوں تیزی سے برآمدے سے اتر کر ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"میرا نام روزی راسکل ہے۔ میں ماجو سے ملنے آئی ہوں"۔ روزی راسکل نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو براؤن جیکٹ والا بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم وہی ہو جس نے مجھے فون کیا تھا"...... اس آدمی نے کہا۔

"تم۔ تم نے مجھے فون پر کہا تھا کہ تم میرے کلب میں دو بار آ چکے ہو جبکہ اب تم نے مجھے پہچانا ہی نہیں"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ تم یہاں بھی آ سکتی ہو اس لئے میں فوری طور پر تمہیں نہیں پہچان سکا لیکن تم یہاں کیسے آ گئی"...... اس آدمی نے جو ماجو تھا، حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ کون ہے ماجو"...... اس سکھ نے جو یقیناً دلیر سنگھ تھا، ماجو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یہ روزی راسکل ہے۔ لڑائی بھڑائی کی ماہر۔ اس کا پاکیشیا کے

دارالحکومت میں کلب ہے"...... ماجو نے روزی راسکل کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"تم نے راٹھور کو ہلاک کر دیا ہے یا یہ بے ہوش ہے"...... دلیر سنگھ نے اس بار براہ راست روزی راسکل سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ خاصا سخت اور کھردرا تھا۔

"اس نے مجھ پر حملہ کر دیا تھا اس لئے اسے میں نے معمولی سی سزا دی ہے۔ صرف گردن توڑ دی ہے ورنہ میں اس کے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دیتی اور سنو۔ اب اگر دوبارہ تم نے اس لہجے میں مجھ سے بات کی تو پھر تمہارا حشر راٹھور سے بھی زیادہ عبرتناک ہو گا۔ میرا نام روزی راسکل ہے اور میں ایسے لہجے کی عادی نہیں ہوں اور یہ بھی سن لو کہ مجھے تم سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ میں ماجو سے چند باتیں کرنے آئی ہوں اور بس"...... روزی راسکل نے تیز تیز لہجے میں کہا تو دلیر سنگھ کے چہرے پر چند لمحوں کے لئے حیرت کے تاثرات ابھرے لیکن پھر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تم واقعی جی دار عورت ہو اور ہم جی داروں کی قدر کرتے ہیں۔ تم ہماری مہمان ہو۔ آؤ اندر چل کر بیٹھتے ہیں"...... اس بار دلیر سنگھ کا لہجہ بے حد نرم اور دوستانہ تھا۔

"نہیں شکریہ۔ میں یہاں بیٹھنے نہیں آئی۔ مجھے ماجو سے کام ہے اور ماجو تم میری کار میں چلو۔ میں تمہیں تمہارے گاؤں پہنچا دوں گی اور راستے میں ہم باتیں بھی کر لیں گے"...... روزی راسکل نے کہا۔

"سوری مس روذی راسکل ۔ یہ ہماری روایت کے خلاف ہے کہ مہمان دروازے سے ہی واپس لوٹ جائے ۔ آؤ اندر ۔ میں زیادہ دیر نہیں روکوں گا"...... دلیر سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ چارپائیوں کے قریب کھڑے اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو گیا۔

"راجندر کی لاش اٹھا کر ٹھکانے لگا دو"...... اس نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"آؤ پلیز ۔ ڈرو نہیں ۔ جب میں نے تمہیں مہمان کہہ دیا ہے تو پھر تم مہمان ہی ہو"...... دلیر سنگھ نے مڑ کر روذی راسکل سے کہا۔

"میں اور تم سے ڈروں گی ۔ آئندہ یہ الفاظ نہ کہنا ۔ میرا نام روذی راسکل ہے ۔ میں سوائے خدا کے اور کسی سے نہیں ڈرتی"۔ روذی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھتی چلی گئی ۔ دلیر سنگھ اور ماجھو آگے آگے تھے ۔ پھر وہ تینوں ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے جہاں میز اور کرسیاں موجود تھیں۔

"بیٹھو ۔ میں تمہارے لئے شراب لے آتا ہوں ۔ میرے پاس بڑی قیمتی شرابوں کا سٹاک ہے"...... دلیر سنگھ نے کہا۔

"میں شراب نہیں پیا کرتی اور دوسری بات یہ کہ میں کچھ نہیں دوں گی ۔ البتہ تم مجھے ماجھو سے چند باتیں علیحدگی میں کرنے کا موقع دو تو تمہارا شکریہ"...... روذی راسکل نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں چلا جاتا ہوں ۔ تم ماجھو سے باتیں کر لو"۔ دلیر

سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"تم نے دلیر سنگھ کا آدمی مار کر اچھا نہیں کیا ۔ دلیر سنگھ اس معاملے میں بے حد انتقام پسند آدمی ہے"...... ماجھو نے کہا۔

"ایسے نکمے بجر مرتے ہی رہتے ہیں جو خود دوسروں پر حملہ کرنے میں پہل کرتے ہیں ۔ تم مجھے بتاؤ کہ تم نے کافرستان کے کس آدمی کے کہنے پر کاریف کے ذریعے ڈاگ جانسن کو ہلاک کیا تھا"۔ روذی راسکل نے کہا تو ماجھو بے اختیار اچھل پڑا ۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو ۔ تمہارا ان باتوں سے کیا تعلق اور سنو ۔ میں ایسی باتوں کا جواب نہیں دیا کرتا ۔ اب تم جا سکتی ہو"۔ ماجھو نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں بغیر پوچھے نہیں جاؤں گی ماجھو ۔ اس لئے بہتر ہے کہ تم اپنی ٹوٹ پھوٹ کرائے بغیر سب کچھ بتا دو"...... روذی راسکل کا لہجہ اس سے بھی زیادہ سخت تھا۔

"میں بتاتا ہوں ۔ مجھے معلوم ہے"...... اچانک دلیر سنگھ نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور ان دونوں نے چونک کر اسے دیکھا ہی تھا کہ اس نے ہاتھ جھٹکا تو ایک کیپسول ٹھیک روذی راسکل کے سامنے فرش پر گر کر ٹوٹ گیا اور روذی راسکل کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اچانک اس کے سر اور چہرے پر سیاہ چادر ڈال دی

ہو اور پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں روشنی پھیلتی ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی روشنی کی کرنیں ابھریں اور پھر آہستہ آہستہ روشنی پھیلتی چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں کھلیں تو اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ صرف کسمسا کر رہ گئی کیونکہ اس کا جسم کرسی پر رسی سے بندھا ہوا تھا۔ اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ ایک اور بڑے کمرے میں تھی۔ کمرے میں مشین گنوں سے مسلح دو افراد دروازے کے قریب کھڑے تھے اور اسے اس انداز میں دیکھ رہے تھے جیسے وہ انسان کی بجائے کوئی عجوبہ ہو۔ جس کرسی پر روزی راسکل بندھی بیٹھی تھی اس کے سامنے کچھ فاصلے پر دو کرسیاں موجود تھیں۔ روزی راسکل نے رسی کو چیک کیا رسی صرف اس کے بازوؤں اور اوپر والے جسم کے گرد بندھی ہوئی تھی۔ اس کی دونوں ٹانگیں آزاد تھیں۔ پھر اس سے پہلے کہ روزی راسکل اس بارے میں کچھ سوچتی کمرے کا دروازہ کھلا اور دلیر سنگھ اور ماجھو یکے بعد دیگرے اندر داخل ہوئے۔ ان دونوں کے چہروں پر کمینگی سے پر مسکراہٹ تھی۔ وہ دونوں سامنے موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"سنو روزی راسکل۔ تم اب تک ہر قسم کے عذاب سے اس لئے بچی ہوئی ہو کہ تم نے ایک ایسی بات کی تھی جس کے بارے میں تفصیل معلوم کرنا ضروری تھی ورنہ شاید اب تک تمہارے ساتھ وہ کچھ ہو چکا ہوتا جس کا تصور بھی تمہارے لئے عبرت ناک ہوتا اور اب

بھی تمہاری بچت اسی میں ہے کہ تم اس بارے میں سب کچھ سچ سچ بتا دو"...... دلیر سنگھ نے روزی راسکل سے مخاطب ہو کر کہا جبکہ ماجھو ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"کیا پوچھنا چاہتے ہو تم"...... روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہی کہ تم نے ماجھو سے جو کچھ پوچھا ہے اس کا پس منظر کیا ہے تم کون ہو اور کس لئے یہاں آئی ہو اور تمہارا تعلق کس سے ہے"...... دلیر سنگھ نے کہا۔

"تم سے تو میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں تو ماجھو سے بات کرنے آئی ہوں اور یہ سن لو کہ اب تمہیں میرے ہاتھوں مرنے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ میں دھوکے بازوں کی گردنیں توڑ دیا کرتی ہوں تم نے دھوکے سے مجھے قابو کیا ہے۔ اگر تم مرد ہو تو مجھے ویسے چیلنج کر کے مجھ سے لڑ لیتے لیکن تم تو عورتوں سے بھی بدتر ہو"۔ روزی راسکل نے بڑے بے خوف لہجے میں کہا تو دلیر سنگھ اور ماجھو دونوں کے چہروں پر حیرت بھرے تاثرات ابھر آئے۔

"تم شاید ضرورت سے زیادہ خوش فہم واقع ہوئی ہو۔ یہاں ہمارے علاوہ بیس مرد موجود ہیں اور ہم سمیت بائیس مرد تمہارے اس خوبصورت جسم کو روند سکتے ہیں۔ تم یہاں ہمیشہ کے لئے بھی قید کی جا سکتی ہو۔ اس حالت میں تم جی سکو گی نہ مر سکو گی۔ پھر تم اس طرح باتیں کر رہی ہو کہ جیسے ہم تمہاری قید میں ہوں"۔ دلیر

سنگھ نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا تو روزی راسکل بڑے طنزیہ انداز میں ہنس پڑی۔

"تم اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو مرد کہہ رہے ہو۔ تم مرد نہیں ہو۔ حقیر کیڑے مکوڑے ہو۔ سمجھے۔ اگر تم مرد ہوتے تو اس انداز میں مجھے قید نہ کرتے۔ اب بھی میرا چیلنج ہے کہ تم اگر واقعی مرد ہو تو مجھے آزاد کر دو اور اپنے تمام ساتھیوں سمیت میرے مقابل آ جاؤ۔ پھر اگر تم میرے جسم کو ہاتھ بھی لگا جاؤ تو تم جو چاہو کر لینا میں کوئی احتجاج نہیں کروں گی"...... روزی راسکل نے چیلنج بھرے انداز میں کہا۔

"تم واقعی حد درجہ احمق ہو۔ بہرحال جو میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ"...... دلیر سنگھ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو اس بات کو دوسرے انداز میں لے لو۔ جو میں نے پوچھا ہے وہ پہلے تم بتا دو اور جو تم نے پوچھا ہے وہ میں تمہیں تفصیل سے بعد میں بتا دوں گی"...... روزی راسکل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں منظور ہے۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ ماجو کی خدمات میرے ذریعے حاصل کی گئی تھیں اور میں نے یہ کام کافرستان کے سپیشل سیل کے چیف کرنل جگدیش کے لئے کیا تھا"...... دلیر سنگھ نے کہا۔

"کیوں۔ وجہ۔ کرنل جگدیش یا کافرستان کا اس سے کیا تعلق تھا"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کرنل جگدیش بے حد تیز اور ذہین آدمی ہے۔ اس نے فارمولا کافرستان کے لئے حاصل کیا ہے اور ساتھ ہی بھاری رقم بھی۔ اس نے نقلی فارمولا جیکوانے بھجوا دیا ہے اور اصلی فارمولا اپنے آدمیوں تک پہنچا دیا ہے اور اب اس کے آدمی یہ فارمولا کافرستان کے ڈیفنس سیکرٹری کو بھاری قیمت پر فروخت کر رہے ہیں۔ سودا ہو چکا ہے۔ اس طرح فارمولا بھی کافرستان واپس آ جائے گا اور ساتھ ہی بھاری رقم بھی کرنل جگدیش کے ہاتھ لگ جائے گی"...... دلیر سنگھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اس قدر اندرونی بات کیسے معلوم ہو سکتی ہے"۔ روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا تو دلیر سنگھ بے اختیار ہنس پڑا۔

"جو آدمی یہ سودا کر رہا ہے وہ میرا گہرا دوست ہے۔ اس نے مجھے تفصیل بتائی ہے"...... دلیر سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ سپیشل سیل کہاں ہے"...... روزی راسکل نے پوچھا۔

"کافرستان دارالحکومت میں ہو گا۔ مجھے مزید تفصیل کا علم نہیں ہے اور اب میں نے تمہیں تفصیل بتا دی ہے اب تم بھی سچ بتا دو"...... دلیر سنگھ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم جیسے تھرڈ کلاس آدمیوں کو پاکیشیا کے راز نہیں بتائے جا سکتے"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا تو دلیر سنگھ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

"تم۔ تم نے۔ یہ کہا ہے تم نے"...... دلیر سنگھ نے چیختے ہوئے کہا اور اس طرح تیزی سے آگے بڑھا جیسے وہ روزی راسکل کا گلا گھونٹ دے گا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

"رک جاؤ دلیر سنگھ۔ میں نے اس سے پوچھ گچھ کرنی ہے"۔ ماجھو نے الجھتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے دلیر سنگھ چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل عقب میں کھڑے ماجھو سے ٹکرایا اور وہ دونوں کرسی سمیت ایک دوسرے کے اوپر لڑھکتے ہوئے نیچے فرش پر گرے تو دروازے کے قریب کھڑے ان کے دونوں آدمی انہیں اٹھنے میں مدد دینے کے لئے آگے بڑھے۔ یہ ساری کارروائی روزی راسکل نے کی تھی۔ اس نے دلیر سنگھ کے قریب آتے ہی دونوں ٹانگیں اٹھا کر پوری قوت سے اس کے پیٹ پر ماری تھیں جس سے وہ چیختا ہوا اچھل کر اپنے عقب میں اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے ماجھو سے جا ٹکرایا تھا جبکہ روزی راسکل خود ضرب لگانے کی وجہ سے کرسی سمیت پشت کے بل نیچے فرش پر جا گری تھی اور نیچے گرتے ہی اس نے الٹی قلابازی کھائی اور اس کے دونوں پیر عقب میں دیوار سے ٹکرانے اور ایک بار پھر وہ کرسی سمیت عین اس جگہ جا گری جہاں دلیر سنگھ اور ماجھو اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے اور ان کے دونوں آدمی انہیں اٹھانے کے لئے آگے بڑھ رہے تھے۔ اس بار کرسی فرش سے ٹکرانے کی وجہ سے ٹوٹ گئی تھی اور رسیاں ڈھیلی پڑ گئی تھیں اور روزی راسکل جس نے یہ سب کچھ دانستہ کیا تھا، ایک بار پھر الٹی قلابازی

کھائی تو کرسی تھوڑا سا اوپر اٹھ کر نیچے گر گئی اور روزی راسکل اب رسیوں سے آزاد ہو چکی تھی لیکن آزاد ہوتے ہی وہ چیختی ہوئی اچھل کر دیوار سے جا ٹکرائی کیونکہ دلیر سنگھ کے ایک آدمی نے اسے گھما کر پہلو پر بھرپور ہاتھ مارا تھا لیکن دیوار سے ٹکراتے ہی روزی راسکل کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اچھلی اور ایک مشین گن بردار سے جا ٹکرائی جو دلیر سنگھ اور ماجھو کے اٹھ کھڑے ہونے کے بعد پیچھے ہٹ رہا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے روزی راسکل اس آدمی کے ہاتھ سے نکلنے والی مشین گن اچک کر عقبی دیوار کے پاس جا کھڑی ہوئی اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی دلیر سنگھ، ماجھو اور ان کے دونوں آدمی بھیانک انداز میں چیختے ہوئے نیچے گر کر تڑپنے لگے۔ روزی راسکل اس وقت تک ان پر گولیاں برساتی رہی جب تک کہ وہ سب ساکت نہ ہو گئے۔ ان کے ساکت ہوتے ہی اس نے ٹریگر سے انگلی ہٹائی اور پھر دوڑتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی اور پھر جیسے اس حویلی پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ وہاں مختلف کمروں میں اور باہر وسیع و عریض صحن میں دس کے قریب افراد موجود تھے جو سنبھلنے سے پہلے ہی روزی راسکل کی مشین گن کا نشانہ بن گئے۔ جس کمرے میں اس کو باندھ کر رکھا گیا تھا وہ ایک ساؤنڈ پروف تہہ خانہ تھا اس لئے وہاں ہونے والی فائرنگ کی آوازیں پوری طرح دوسرے کمروں اور باہر صحن تک نہ پہنچی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ باہر کوئی آدمی الرٹ نہ تھا اس لئے سب لوگ روزی راسکل کے

ہاتھوں ڈھیر ہوتے چلے گئے ۔ جب روزی راسکل کو یقین ہو گیا کہ اب یہاں اور کوئی آدمی نہیں ہے تو اس نے مشین گن ایک طرف پھینکی اور دوڑتی ہوئی اپنی کار کی طرف بڑھتی چلی گئی ۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ولیر سنگھ کی حویلی سے نکل کر واپس پاکیشیا کی سرحد کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑتی چلی جا رہی تھی ۔ روزی راسکل کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اس نے ایک اہم راز معلوم کر لیا تھا اور اب وہ سوچ رہی تھی کہ اس راز کے بارے میں اس کے مزید اقدام کیا ہونے چاہئیں ۔

سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک مقامی نوجوان تھا جبکہ عقبی سیٹ پر ڈیفنس سیل کا انچارج کرنل جگدیش سوٹ پہنے بیٹھا ہوا تھا ۔ وہ اپنے آفس میں موجود تھا کہ ڈیفنس سیکرٹری نے اسے فوراً اپنے آفس میں طلب کر لیا تھا اور وہ اس وقت ڈیفنس سیکرٹری کے آفس جا رہا تھا ۔ یہ آفس ایک فوجی چھاؤنی میں تھا ۔ تھوڑی دیر بعد کرنل جگدیش کی کار فوجی چھاؤنی میں ایک سائیڈ پر بنی ہوئی عمارت کے برآمدے کے سامنے جا کر رک گئی ۔ عمارت پر کافرستان کا جھنڈا لہرا رہا تھا ۔ یہ ڈیفنس سیکرٹری کا خصوصی آفس تھا ۔ چونکہ ڈیفنس سیکرٹری کو فوج، ملٹری انٹیلی جنس اور فوجی دفاع کے سلسلے میں ہر وقت حکام سے تعلق رکھنا پڑتا تھا اس لئے ان کا آفس سول سیکرٹریٹ کی بجائے ایک فوجی چھاؤنی میں تھا ۔ کار رکتے ہی ڈرائیور نے نیچے اتر کر عقبی

دروازہ کھولا تو کرنل جگدیش نیچے اتر آیا۔ سامنے موجود دو مسلح فوجیوں نے اسے سیلوٹ کیا۔ کرنل جگدیش ان کے سیلوٹ کا جواب دیتے ہوئے آگے بڑھتا چلا گیا۔ ڈیفنس سیکرٹری آفس کے دروازے پر موجود مسلح فوجیوں نے اسے سیلوٹ کیا اور پھر ایک نے خود ہی دروازہ کھول دیا۔ کرنل جگدیش اندر داخل ہوا تو اس وسیع و عریض آفس کی ایک سائیڈ پر موجود وسیع و عریض آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر ڈیفنس سیکرٹری نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو کرنل جگدیش نے انہیں سیلوٹ کیا۔

"بیٹھو کرنل جگدیش"...... ڈیفنس سیکرٹری شیر سنگھ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تھینک یو سر"...... کرنل جگدیش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر وہ مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

"میں نے تمہیں پہلے بتایا تھا کہ ہم خلائی میزائل کا فارمولا انتہائی گراں قیمت پر خرید رہے ہیں اور اس پر کام جسونت نگر کی لیبارٹری میں ہو گا"...... ڈیفنس سیکرٹری نے سخت اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... کرنل جگدیش نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"یہ فارمولا خرید لیا گیا ہے اور کافرستان پہنچ بھی چکا ہے۔ ہمارے سائنس دان اسے ابتدائی طور پر چیک کر رہے ہیں لیکن اب جسونت نگر والی لیبارٹری میں اس پر کام کرنے کا فیصلہ تبدیل کر دیا گیا ہے۔

اب اس پر کام پرتاب پورہ پہاڑی علاقے میں قائم شدہ انتہائی خفیہ لیبارٹری میں ہو گا۔ تمہارے سیل نے اس کی وہاں نگرانی اور حفاظت کرنی ہے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر"...... کرنل جگدیش نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"یہ فیصلہ اس لئے کیا گیا ہے کہ جسونت نگر کی لیبارٹری سے پاکیشیائی سائنس دان واقف ہیں جبکہ پرتاب پورہ پہاڑی علاقے میں قائم لیبارٹری کے بارے میں سوائے کافرستان کے چند اعلیٰ حکام کے اور کوئی نہیں جانتا اس لئے اگر اس فارمولے کی اطلاع کسی طرح پاکیشیا تک پہنچ بھی گئی تو وہ پرتاب پورہ والی لیبارٹری کے بارے میں کچھ نہیں جان سکیں گے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے خود ہی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن سر۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کافرستان خلائی میزائلوں کے دور میں داخل ہی نہیں ہوا اور نہ ہی پاکیشیا اس فیلڈ میں موجود ہے۔ اب اگر اس فارمولے کے ذریعے کافرستان اس فیلڈ میں داخل ہو رہا ہے تو پاکیشیا کو تو ظاہر ہے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔ کرنل جگدیش نے کہا۔

"ہمیں اطلاعات مل چکی ہیں کہ پاکیشیا اس فیلڈ میں پہلے سے کام کر رہا ہے لیکن وہ عام میزائل سازی پر کام کر رہا ہے جبکہ ہم یہ کام خصوصی فارمولے کے ذریعے کر رہے ہیں۔ ایسے فارمولے کے

ذریعے جو پاکیشیا سے بہت آگے کا ہے اس نے اگر حکومت پاکیشیا تک یہ اطلاع پہنچ گئی تو لامحالہ وہ ہماری اس لیبارٹری کے خلاف کام شروع کر دیں گے کیونکہ وہ یہ کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ کافرستان اس فیلڈ میں ان سے آگے بڑھ جائے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن جناب۔ اگر انہیں معلوم بھی ہو جائے تو بھی وہ زیادہ سے زیادہ ایسا کوئی اور فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ وہ ہماری لیبارٹری ٹریس کرنے کا کیوں سوچیں گے"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"پاکیشیا اور کافرستان کے درمیان جو دشمنی ہے کیا تمہیں اس بارے میں معلوم نہیں ہے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"معلوم ہے جناب۔ لیکن"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"کوئی لیکن ویکن نہیں ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ وہ ایسا کریں گے اور اس کی سیکرٹ سروس اس قدر فعال ہے کہ ہماری سیکرٹ سروس اسے روک بھی نہ سکے گی اس لئے تو تمہارے سیل کو اس لیبارٹری کی حفاظت کا ٹاسک دیا گیا ہے کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پاس تمہارا اور تمہارے سیل کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے اور اسی لئے جسونت نگر والی لیبارٹری کو بھی تبدیل کر دیا گیا ہے کیونکہ اس کے بارے میں پاکیشیائی سائنس دانوں کو بخوبی علم ہے جبکہ

پرتاب پورہ والی لیبارٹری کے بارے میں انہیں کچھ معلوم نہیں ہے اور صدر، وزیراعظم اور میرے علاوہ چوتھے آدمی تم ہو جسے اس لیبارٹری کے بارے میں علم ہے اس لئے یہ انتہائی محفوظ ہے۔ پھر یہ وسیع بنجر پہاڑی علاقہ ہے لیکن چونکہ دفاعی اہمیت کا حامل ہے اس لئے وہاں باقاعدہ ایک چھاؤنی بھی ہے اور ایئر فورس کا خصوصی سپاٹ بھی۔ اس کے علاوہ وہاں دور دور تک عام لوگوں کی نقل و حرکت کو چیک کرنے والی مشینری بھی نصب ہے۔ کیونکہ وہاں سوائے مقامی چرواہوں کے اور کوئی آدمی نہیں جاتا اور نہ رہتا ہے اور جو لوگ وہاں رہتے ہیں ان سب کی تفصیلات وہاں کے مین کمپیوٹر میں فیڈ ہیں۔ اجنبی آدمی ایک لمحے میں چیک ہو سکتا ہے۔ میں نے تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ تم اپنے اور اپنے سیل کے افراد کی تفصیلات اور تصویریں مجھے بھجوا دو تاکہ انہیں بھی وہاں کے مین کمپیوٹر میں فیڈ کر دیا جائے۔ تم نے لیبارٹری والی پہاڑی کے گرد اپنا حفاظتی حصار بنانا ہے۔ وہاں کی چھاؤنی کا انچارج کرنل سنگھ داس تمہارے ساتھ مکمل تعاون کرے گا"...... ڈیفنس سیکرٹری نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ کرنل سنگھ داس میرا گہرا دوست ہے۔ ہم دونوں مل کر وہاں جب کام کریں گے تو معاملات ہر طرح سے اوکے رہیں گے"...... کرنل جگدیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ اور بھی اچھا ہے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ تم نے فوری طور پر

ضروری کاغذات مجھے بھجوانے ہیں اور خود بھی الرٹ رہنا ہے اور اپنے سیل کو بھی الرٹ رکھنا ہے۔ کسی بھی وقت تمہیں وہاں روانگی کا حکم دیا جا سکتا ہے اور ہاں۔ تم نے خصوصی طور پر خیال رکھنا ہے کہ وہاں پہنچنے تک تمہارے سیل کے کسی آدمی کو وہاں کے بارے میں معلوم نہ ہو اور نہ ہی تم نے اس بارے میں کسی کو کوئی بات کرنی ہے۔ اٹ از ٹاپ سیکرٹ"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... کرنل جگدیش نے اٹھ کر سیلوٹ کرتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر وہ واپس دروازے کی طرف چل پڑا۔ اپنے آفس واپس پہنچنے تک وہ مسلسل یہی سوچتا رہا کہ کسی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس پرتاب پورہ لیبارٹری کے علاقے میں پہنچ جائے تو وہ ان کا خاتمہ کر کے حکومت کو بتا سکے کہ کرنل جگدیش کن صلاحیتوں کا حامل ہے لیکن بظاہر ایسا ممکن نہیں تھا۔ اچانک اسے ایک خیال آ گیا کہ جس طرح اس نے پیشہ ور قاتل کی خدمات دلیر سنگھ اور ماجھو کے ذریعے حاصل کر کے سلوایا کے سائنس دان ڈاکٹر شوائل کو ہلاک کرا کر فارمولے والی تمام گیم کھیلی ہے اسی طرح وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سب سے تیز، معروف اور فعال ایجنٹ عمران کا بھی خاتمہ کرا سکتا ہے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران چاہے لاکھ ہوشیار ہی لیکن اچانک لگنے والی گولی اسے ضرور چاٹ جائے گی چنانچہ اپنے آفس پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ یہ نمبر دلیر سنگھ کا

تھا کیونکہ دلیر سنگھ اس کا خاص آدمی تھا۔ پہلے بھی اس نے اس کے ذریعے پاکیشیا میں کامیاب کارروائی کرائی تھی جس کی وجہ سے فارمولا بھی کافرستان حکومت تک پہنچ گیا اور اس کے اکاؤنٹ میں بھی لاکھوں ڈالر جمع ہو گئے تھے اور اب وہ اس عمران کے خلاف کارروائی کرا کر اس کانٹے کو ہمیشہ کے لئے نکال دینا چاہتا تھا۔

"ہیلو"...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ کرخت اور سپاٹ تھا۔

"کرنل جگدیش بول رہا ہوں۔ دلیر سنگھ سے بات کراؤ"۔ کرنل جگدیش نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔

"جناب میں سوہا سنگھ بول رہا ہوں۔ دلیر سنگھ اور اس کے پاکیشیائی دوست ماجھو کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جگدیش بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ تفصیل بتاؤ"...... کرنل جگدیش نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب۔ میں دلیر سنگھ کا چھوٹا بھائی ہوں۔ میں ایک کام کے سلسلے میں دوسرے گاؤں گیا ہوا تھا۔ میں جب واپس آیا تو حویلی میں قتل عام ہوا ہوا تھا۔ تہہ خانے میں ایک کرسی ٹوٹی پڑی تھی جس کے ساتھ رسیاں لٹک رہی تھیں۔ وہاں دلیر سنگھ اور اس کے پاکیشیائی دوست ماجھو کی گولیوں سے چھلنی لاشیں پڑی تھیں۔ اس

کے ساتھ ان کے دو آدمیوں کی لاشیں بھی پڑی تھیں۔ اسی طرح باقی کمروں اور صحن میں بھی لاشیں پڑی تھیں۔ ان سب کو گولیاں ماری گئی تھیں۔ دلیر سنگھ اور راجو کے علاوہ بارہ افراد کو ہلاک کیا گیا ہے جناب"...... سوبھا سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کس نے یہ سب کیا ہے"...... کرنل جگدیش نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

s4sheikh@gmail.com

"اب تک جو معلومات ہوئی ہیں ان کے مطابق یہ کارروائی ایک لڑکی نے کی ہے جو کار میں پاکیشیا کی طرف سے آئی تھی۔ اس کی کار اندر حویلی میں کھڑی رہی۔ اسے دلیر سنگھ اور راجو نے قابو میں کر لیا اور پھر اسے تہہ خانے میں لے گئے جہاں دو مسلح آدمی موجود تھے۔ اسے کرسی پر بٹھا کر رسی سے باندھ دیا گیا۔ یہ تمام باتیں مجھے ایک ایسے آدمی نے بتائی ہیں جو اس کارروائی میں شریک رہا اور پھر دلیر سنگھ نے اسے کسی کام کے لئے بھجوا دیا تھا۔ وہ جب واپس آیا تو سب کچھ تباہ ہو چکا تھا۔ کار بھی غائب تھی اور لڑکی بھی۔ حویلی میں موجود سب افراد ختم ہو چکے تھے۔ ویسے علاقے کے لوگوں نے بھی بتایا ہے کہ انہوں نے کار پاکیشیائی سرحد کی طرف سے آتے اور پھر اسے واپس جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ کار میں ایک لڑکی موجود تھی اور وہی اسے چلا رہی تھی۔ جس آدمی نے مجھے پہلی تفصیل بتائی ہے اس نے بتایا ہے کہ اس لڑکی کا نام روزی راسکل تھا اور بے حد غصیلی اور خطرناک لڑکی تھی۔ اس نے حویلی کے ایک ملازم راجندر کو بھی معمولی بات

پر ہلاک کر دیا تھا"...... سوبھا سنگھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ سب کیوں ہوا"...... کرنل جگدیش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو معلوم نہیں ہو سکا جناب۔ ویسے اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ لڑکی راجو سے کسی پیشہ ور قاتل کا حوالہ دے کر پوچھ رہی تھی کہ کافرستان کے اعلیٰ حکام نے اس پیشہ ور قاتل سے کسی سائنس دان کو ہلاک کرایا تھا"...... سوبھا سنگھ نے کہا تو کرنل جگدیش بے اختیار اچھل پڑا۔

s4sheikh@gmail.com

"کیا اس نے سائنس دان کا نام بھی لیا تھا"...... کرنل جگدیش نے تیز لہجے میں کہا۔

"جس آدمی نے بتایا ہے اسے دلیر سنگھ نے بتایا تھا۔ بعد میں دلیر سنگھ بھی مارا گیا"...... سوبھا سنگھ نے جواب دیا۔

"اب دلیر سنگھ کی جگہ کس نے لی ہے"...... کرنل جگدیش نے پوچھا۔

"اس کا بیٹا دلیپ سنگھ ہے جناب۔ وہ دارالحکومت گیا ہوا ہے۔ اسے اطلاع دے دی گئی ہے۔ وہ واپس آ کر اس کی جگہ سنبھالے گا کیونکہ میں تو ان چکروں میں نہیں پڑا کرتا"...... سوبھا سنگھ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم اس سے بات کر لیں گے"...... کرنل جگدیش نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ کیا ہو گیا۔ یہ لڑکی کون ہو سکتی ہے اور کیوں ڈاکٹر شواٹل کے قاتل کے بارے میں پوچھ گچھ کرتی پھر رہی ہے۔ اسے کس نے بتایا ہو گا کہ یہ کام کافرستانی حکام نے کیا ہے"...... کرنل جگدیش نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا میں راجر سے بات کراؤ"...... کرنل جگدیش نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ راجر گو کافرستانی تھا لیکن طویل عرصے سے پاکیشیا کے دارالحکومت میں ایک کلب چلا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اسلحہ اور منشیات کے کاروبار میں بھی شریک تھا۔ کرنل جگدیش نے اسے پاکیشیا میں ڈیفنس سیل کا نمائندہ بھی مقرر کر رکھا تھا۔ ویسے بھی وہ کرنل جگدیش کا خاصا گہرا دوست تھا۔ اس نے راجر سے اس روزی راسکل کے بارے میں تفصیل پوچھنے کا سوچا تھا کیونکہ یہ عجیب سا نام تھا۔ کسی عورت کے نام کے ساتھ راسکل کا لفظ عجیب سا لگتا تھا اور وہ لڑکی اس قدر تربیت یافتہ اور فعال تھی کہ باوجود بندھی ہونے کے وہ نہ صرف وہاں سے نکل گئی بلکہ اس نے وہاں قتل عام بھی کر دیا اور پھر وہ وہاں پوچھنے بھی اس کے بارے میں گئی تھی کیونکہ یہ کام دلیر سنگھ اور باجوہ کے ذریعے کرنل جگدیش نے ہی کرایا تھا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"پاکیشیا میں راجر لائن پر ہے جناب"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"ہیلو۔ راجر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل جگدیش بول رہا ہوں"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"کوئی خاص بات کرنل جگدیش کہ آپ نے خود کال کیا ہے"...... دوسری طرف سے قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہاں۔ تم سے پاکیشیا کے بارے میں چند معلومات حاصل کرنی تھیں"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"کس قسم کی معلومات"...... راجر نے چونک کر پوچھا۔

"کیا تم کسی روزی راسکل نام کی لڑکی کو جانتے ہو"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"ہاں۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... راجر کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

"یہ کون ہے اور اس کا کس ایجنسی سے تعلق ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ۔ یہ انتہائی اہم بات ہے"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"اس کا کسی ایجنسی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ انڈر ورلڈ میں کام کرتی رہتی ہے۔ انتہائی دلیر، بے خوف اور جارحانہ مزاج کی لڑکی ہے

ہر لمحہ ہر وقت ہر آدمی سے لڑنے کے لئے تیار رہتی ہے اور لڑائی بھڑائی کے فن میں خاصی ماہر بھی ہے۔ پہلے یہ کمیشن پر دوسروں کے لئے ڈکیتی وغیرہ اور انڈر ورلڈ میں گروپس کے خلاف کام کرتی تھی لیکن اب اس نے اپنا ایک کلب کھول لیا ہے اور وہاں جنرل منیجر کے طور پر بیٹھتی ہے"...... راجر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اگر اس کا کسی ایجنسی سے کوئی تعلق نہیں ہے تو پھر یہ کافرستان کے خلاف کیوں کام کر رہی ہے"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"کافرستان کے خلاف۔ اوہ نہیں۔ یہ اس قسم کی لڑکی نہیں ہے ارے ہاں۔ ایک بات مجھے یاد آ گئی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ یہ انڈر ورلڈ میں کام کرنے والے ایک آدمی ٹائیگر کے لئے اپنے دل میں نرم گوشہ رکھتی ہے لیکن ٹائیگر اسے گھاس نہیں ڈالتا اور یہ اس سے لڑتی بھی رہتی ہے اور نرم رویہ بھی رکھتی ہے اور یہ ٹائیگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے انتہائی خطرناک ایجنٹ عمران کا شاگرد ہے۔ اس لحاظ سے ہو سکتا ہے کہ عمران کے ذریعے ٹائیگر نے کافرستان کے سلسلے میں اس روزی راسکل کے ذمے کوئی کام لگایا ہو"...... راجر نے جواب دیا تو کرنل جگدیش نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ اب اس کے ذہن میں الجھنے والے ہر سوال کا جواب اسے مل گیا تھا کہ روزی راسکل کیوں کافرستانی حکام کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہی تھی۔

"کیا تم اس روزی راسکل کو ہلاک کرا سکتے ہو"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"سوری کرنل۔ اس کے ہلاک ہونے پر ٹائیگر اور اس کا باس حرکت میں آ جائیں گے اور پھر معاملات لازماً بگڑ کر رہ جائیں گے۔ وہ انتہائی خطرناک ترین لوگ ہیں"...... راجر نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"روزی راسکل کے کلب کا کیا نام ہے"...... کرنل جگدیش نے پوچھا۔

"روز کلب"...... راجر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ شکریہ"...... کرنل جگدیش نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے پہلے پاکیشیا کے رابطہ نمبر پریس کر کے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے اور انکوائری آپریٹر سے اس نے روز کلب کا نمبر پوچھ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے رابطہ نمبر اور پھر روز کلب کا نمبر پریس کر دیا۔

"روز کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"روزی راسکل سے بات کراؤ۔ میں گولڈن کلب کا جنرل منیجر انتھونی بول رہا ہوں"...... کرنل جگدیش نے ویسے ہی ایک کلب کا نام لیتے ہوئے کہا کیونکہ اسے بھی معلوم تھا کہ دارالحکومت میں نجانے کتنے معروف اور کتنے غیر معروف کلب ہوں گے۔

"وہ آفس میں موجود نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ کب آئیں گی اس لئے کوئی پیغام ہو تو نوٹ کرا دیں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"میں کل پھر فون کروں گا"...... کرنل جگدیش نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"میں خواہ مخواہ جذباتی ہو رہا ہوں۔ یہ روزی راسکل، ٹائیگر یا عمران میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ انہیں تو میرے بارے میں علم ہی نہیں ہو سکتا۔ مجھے ڈیفنس سیکرٹری کے احکامات کی طرف توجہ کرنی چاہئے"...... کرنل جگدیش نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ یہ تاثرات بتا رہے تھے کہ اس نے سب کچھ اپنے ذہن سے جھٹک دیا ہے۔

عمران رانا ہاؤس سے واپس اپنے فلیٹ پر آ گیا تھا کیونکہ اس نے ٹائیگر کو ماجو کو اٹھا کر لانے کے لئے بھیجا تھا اور اسے معلوم تھا کہ اس کام میں تین چار گھنٹے بہرحال لگ ہی جائیں گے اس لئے جوزف کو کہہ کر وہ واپس آ گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جب ٹائیگر ماجو کو لے کر آئے گا تو جوزف اسے فلیٹ پر اطلاع دے دے گا لیکن اسے فلیٹ پر آئے ہوئے کئی گھنٹے گزر چکے تھے لیکن جوزف کی کال نہ آئی تھی اور وہ سوچ رہا تھا کہ ٹائیگر کیا کرتا پھر رہا ہے۔ اس نے سوچا کہ وہ ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر سے رابطہ کرے لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ اپنے اس ارادے پر عمل کرتا پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا۔ لے آئے ہو ماجو کو۔ وہ جوزف کہاں ہے۔ اس نے فون کیوں نہیں کیا"...... عمران نے کہا۔

"ماجو کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اسی سلسلے میں آپ سے بات کرنی ہے۔ آپ اجازت دیں تو میں فلیٹ آجاؤں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"آجاؤ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ مزید آگے بڑھنے کا کلیو ختم کرنے کے لئے ماجو کو ہلاک کر دیا گیا ہے ویسے اس کے خیال کے مطابق یہ حماقت ٹائیگر نے کی تھی کہ وہ صرف کارلیف کو اغوا کر لے آیا تھا اور ماجو کو وہیں چھوڑ آیا تھا۔ اگر وہ ماجو کو بھی ساتھ لے آتا تو اب یہ نتیجہ نہ نکلتا۔ لامحالہ ماجو نے ہوش میں آکر اپنے باس سے رابطہ کیا ہو گا اور انہوں نے کلیو کو روکنے کے لئے فوری طور پر ماجو کو ہی ہلاک کرا دیا ہو گا لیکن ظاہر ہے اب مزید کیا ہو سکتا تھا۔ ویسے بھی عمران کو اس معاملے میں اس لئے بھی کچھ زیادہ دلچسپی نہ تھی کہ براہ راست یہ پاکیشیا کے مفادات کا مسئلہ نہ تھا۔ وہ صرف سر سلطان کی وجہ سے اس میں دلچسپی لے رہا تھا اس کے خیال کے مطابق خلائی میزائل سازی میں نہ ہی کافرستان داخل ہوا تھا اور نہ ہی پاکیشیا۔ یہ سپر پاورز کا کھیل تھا۔ وہ بیٹھا یہی سب کچھ سوچ رہا تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی اور پھر سلیمان کے

قدموں کی باہر جاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کون ہے"...... دور سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"کیسے ہو سلیمان"...... چند لمحوں بعد سلام دعا کے بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہوں۔ تم سناؤ۔ گوشت مل رہا ہے یا گھاس پر ہی گزارہ ہے"...... سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ ٹائیگر کے ہنسنے کی آواز بھی سنائی دی اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹائیگر سٹنگ روم میں داخل ہوا اور اس نے سلام کیا تو عمران نے اسے سلام کا جواب دینے کے بعد بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"تم نے سلیمان کے سوال کا جواب نہیں دیا۔ کیوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا جواب دیتا۔ اگر میں گوشت کا نام لیتا تو وہ مجھے فوراً آدم خور ڈکلیئر کر دیتا اور اگر گھاس کہتا تو نجانے کیا نام دے دیتا اس لئے جواب نہ ہی دینا بہتر تھا"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے جواب نہ دے کر اپنے آپ کو صرف چائے تک ہی محدود کر لیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب باس"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سلیمان نے ڈنر میں گوشت کی ڈش بھی بنائی ہے اور ساتھ ہی ساگ کی بھی۔ اس کا مطلب تھا کہ تم اگر گوشت کھاتے ہو تو

تمہیں ڈنر میں گوشت کی ڈش پیش کی جائے اور اگر گھاس کھاتے ہوئے تو ساگ پیش کر دیا جائے جبکہ تم نے کوئی جواب نہیں دیا اس لئے ڈنر ختم اور صرف چائے مل جائے گی"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ابھی تو ڈنر کا وقت کہاں ہوا ہے باس"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ وہ واقعی چائے اور سنیکس وغیرہ لے آیا تھا۔

"ٹائیگر میرا شاگرد ہے اور تم اسے صرف چائے اور سنیکس پر ٹرخا رہے ہو۔ کیا سمجھے گا کہ استاد اس قدر مفلس اور قلاش ہے کہ کوئی تکلف ہی نہیں کر سکتا"...... عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہونہار شاگرد اپنے استاد کے بارے میں وہ کچھ بھی جانتے ہیں جو باہر کے لوگ نہیں جانتے اور یہ تو سب کو معلوم ہے کہ آپ ہمیشہ سے فارغ الجیب رہے ہیں"...... سلیمان نے برتن میز پر رکھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ اس کے علاوہ بھی میرے پاس کوئی ایسی صلاحیت ہے جس سے لوگ ابھی تک ناواقف ہیں"...... عمران نے چونک کر اور قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک اور صفت بھی ہوتی ہے فارغ العقل"...... سلیمان نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ خالی ٹرالی کو ایک طرف کر کے تیزی سے واپس مڑ گیا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم ہنس رہے ہو جبکہ یہ رونے کا مقام ہے کہ تمہارا استاد فارغ العقل قرار دے دیا گیا ہے اور ایسے استاد کا شاگرد کیا کہلائے گا"۔ عمران نے مصنوعی انداز میں منہ بناتے ہوئے کہا۔

"فارغ الذہن"...... ٹائیگر نے برجستہ جواب دیا اور عمران بھی اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارے ہاں۔ ہم دوسری باتوں میں پڑ گئے۔ تم گئے تھے ماجو کو لینے اور ابھی تم نے بتایا ہے کہ ماجو کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ تمہارے آنے سے پہلے میں یہی سوچ رہا تھا کہ کاش تم فارغ الذہن نہ ہوتے تو اس ماجو کو بھی کاریف کے ساتھ ہی لے آتے کیونکہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے تھا کہ کاریف کو اس انداز میں وہاں سے لے آنے کے بعد لامحالہ اس سارے معاملے کے عقب میں جو قوتیں ہیں انہوں نے فوراً ماجو کو ہلاک کر دینا ہے کیونکہ اصل آدمی کاریف نہیں بلکہ ماجو تھا"...... عمران نے قدرے سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ماجو کو روڈی راسکل نے ہلاک کیا ہے"...... عمران کی تفصیلی بات انتہائی تحمل سے سننے کے بعد ٹائیگر نے سادہ سے لہجے میں کہا تو عمران محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا۔

"روڈی راسکل نے۔ کیا مطلب۔ کیوں۔ کیا وہ اس سارے معاملے کے عقب میں ہے"...... عمران کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"یہی بات معلوم کرنے کے لئے میں آپ سے اجازت لینے آیا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ روزی راسکل آسانی سے زبان نہیں کھولے گی"...... ٹائیگر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم درست کہہ رہے ہو۔ کیا اس ساری کارروائی کے پیچھے روزی راسکل ہے"...... عمران کے لہجے سے نمایاں تھا کہ اسے اس بات پر یقین نہیں آ رہا۔

"ہاں۔ میں آپ کو تفصیل بتا دیتا ہوں۔ میں آپ کے حکم پر کار لے کر جب ماجو کے ڈیرے پر گیا تو وہاں سے مجھے بتایا گیا کہ ماجو کافرستانی سرحد کے اندر ایک گاؤں میں اپنے دوست دلیر سنگھ سے ملنے گیا ہے اور وہاں سے ہی مجھے معلوم ہوا کہ تقریباً دو گھنٹے پہلے ایک لڑکی کار میں سوار یہاں آئی تھی اور وہ بھی ماجو کا پوچھ رہی تھی اور پھر وہ یہاں کے ایک آدمی کو ساتھ لے کر دلیر سنگھ کی حویلی پر گئی تھی اور اسے یہاں سے واپس جاتے بھی دیکھا گیا ہے۔ کار کے بارے میں جو تفصیل معلوم ہوئی اور اس لڑکی کا جو حلیہ معلوم ہوا ہے اس سے بات ثابت ہو گئی کہ یہ لڑکی روزی راسکل تھی۔ میں کار لے کر سرحدی گاؤں چلا گیا۔ وہاں کا منظر عجیب تھا۔ دلیر سنگھ کی حویلی میں قتل عام ہوا تھا۔ دلیر سنگھ، ماجو اور دلیر سنگھ کے بارہ آدمیوں کی لاشیں وہاں پڑی تھیں۔ وہاں مجھے دلیر سنگھ کا بھائی سوہا سنگھ ملا۔ اس نے جو تفصیل بتائی جو اسے وہاں کے ایک آدمی نے بتائی تھی اس کے مطابق روزی راسکل وہاں پہنچی۔ اس نے غصے میں آ کر دلیر

سنگھ کا ایک آدمی ہلاک کر دیا۔ دلیر سنگھ نے مکاری سے کام لیتے ہوئے روزی راسکل کو کسی گیس کی مدد سے بے ہوش کر دیا اور پھر اس حویلی کے نیچے تہہ خانے میں روزی راسکل کو ایک کرسی پر بٹھا کر رسیوں سے باندھ دیا گیا۔ اس کے بعد وہ آدمی کسی کام سے دوسرے گاؤں چلا گیا۔ پھر جب وہ واپس آیا تو روزی راسکل کار میں سوار ہو کر واپس جا چکی تھی۔ اس تہہ خانے میں کرسی ٹوٹی پڑی تھی جس کے ساتھ رسیاں لٹک رہی تھیں۔ اس تہہ خانے میں دلیر سنگھ، ماجو اور دلیر سنگھ کے دو مسلح آدمیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور اسی طرح دوسرے کمروں اور صحن میں بھی لاشیں پڑی تھیں۔ روزی راسکل نے واقعی وہاں قتل عام کر دیا تھا"...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ ماجو کے پیچھے وہاں تک پہنچ گئی۔ پھر جب ان گھٹیا لوگوں نے اس کے بارے میں کچھ اور سوچا ہو گا تو اس نے وہاں سب کو ہلاک کر دیا اور واپس آ گئی۔ لیکن وہ ماجو سے ملنے کیوں گئی تھی۔ اس کا ماجو سے کیا تعلق ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہی بات معلوم کرنے کے لئے تو میں آپ سے اجازت لینے آیا ہوں کیونکہ ظاہر ہے وہ سیدھی طرح تو کچھ نہ بتائے گی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تو تم میری اجازت چاہتے ہو تاکہ اس پر تشدد کر کے اس سے معلومات حاصل کرو"...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"باس ۔ وہ ٹیڑھی کھیر ہے"...... ٹائیگر نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ مجرم یا کوئی دشمن نہیں ہے۔ مجھے ۔ اب تک جس حد تک میں اسے سمجھا ہوں وہ ہم دونوں سے زیادہ محب وطن ہے ۔ یہ اور بات ہے کہ اس کا مزاج اور سوچ کا زاویہ عام عورتوں جیسا نہیں ہے اور یہ بھی سن لو کہ تم ہو بھی اور جس قدر بھی اس پر تشدد کرو اس نے جان دے دینی ہے لیکن زبان نہیں کھولنی ۔ اس لئے تمہیں اسے اس انداز میں ٹریٹ کرنا ہو گا کہ وہ خود ہی سب کچھ بتا دے"...... عمران نے سرد لہجے میں اور کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"باس ۔ اس سے نرم لہجے میں بات کرو تو وہ اور زیادہ اکڑ جاتی ہے ۔ سخت لہجے میں بات کرو تو لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے ۔ اب آپ بتائیں میں کیا کروں"...... ٹائیگر نے قدرے زچ ہو جانے والے لہجے میں کہا۔

"اب روزی راسکل کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"معلوم نہیں باس ۔ میں تو سیدھا آپ کی طرف آ گیا ہوں"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اس کے کلب فون کرو اور میری بات کراؤ"...... عمران نے سائیڈ پر پڑا ہوا فون اٹھا کر ٹائیگر کے سامنے رکھتے ہوئے کہا جبکہ اس دوران سلیمان خاموشی سے آیا اور برتن اٹھا کر ٹرالی پر رکھ کر واپس

چلا گیا تھا ۔ چونکہ وہ عمران کا مزاج شناس تھا اس لئے اس کے چہرے پر سنجیدگی دیکھ کر اس نے ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالا تھا ۔ ٹائیگر نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دینا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"روز کلب"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں ۔ روزی راسکل سے بات کراؤ"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میڈم ابھی ایک گھنٹہ پہلے چارٹرڈ طیارے سے کافرستان چلی گئی ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹائیگر کے ساتھ ساتھ عمران بھی چونک پڑا۔

"وہاں کا کوئی رابطہ نمبر یا وہ وہاں کس کے پاس گئی ہے اور کہاں رہے گی"...... ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ کچھ بتا کر نہیں گئیں ۔ صرف اتنا کہہ کر گئی ہیں کہ انہیں فوری طور پر کافرستان جانا ہے"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ایئر پورٹ سے معلوم کرو کہ کیا روزی راسکل طیارہ چارٹرڈ کرا

کر کافرستان گئی ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا تو نائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایئرپورٹ فون کرنا شروع کر دیا۔ عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی ابھر آئی تھی۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد ایئرپورٹ سے یہ بات کنفرم ہو گئی کہ روزی راسکل ایک چھوٹا طیارہ چارٹرڈ کرا کر کافرستان گئی ہے اور فلائٹ کا جو وقت بتایا گیا ہے اس کے مطابق تو اسے وہاں پہنچے ہوئے بھی نصف گھنٹے سے زیادہ ہو چکا تھا۔

"کیا تمہیں کافرستان میں اس کے دوستوں کے بارے میں علم ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں باس"...... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب مزید کیا کیا جا سکتا ہے۔ جب وہ واپس آئے گی تو اس سے پوچھ گچھ کی جا سکتی ہے اور ویسے بھی ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ پھر آپ کی اجازت ہے کہ میں روزی راسکل سے معلومات حاصل کر لوں"...... نائیگر نے کہا۔

"تم نے معلومات ضرور حاصل کرنی ہیں لیکن اس سے اس کے مخصوص انداز میں بات کرتے ہوئے۔ روزی راسکل کا مزاج اب تم کافی حد تک سمجھ چکے ہو اس لئے بغیر کسی تشدد کے تم آسانی سے اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہو۔ بس صرف اپنے دماغ کو ٹھنڈا رکھا کرو"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... نائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر عمران کو سلام کر کے وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سٹنگ روم سے باہر چلا گیا۔ جب بیرونی دروازہ بند ہونے کی مخصوص آواز سنائی دی تو عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ سرداور کی رہائش گاہ پر فون کر رہا تھا کیونکہ عام طور پر سرداور اس وقت لیبارٹری سے واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ جایا کرتے تھے۔

"داور بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے جواباً کہا۔

"کیا بات ہے۔ خیریت ہے۔ تم اس قدر سنجیدہ کیوں ہو"۔ دوسری طرف سے سرداور کی تشویش بھری آواز سنائی دی۔

"میں سنجیدہ ہوتا تو صرف اپنا نام بلکہ نام کے ابتدائی حروف اے آئی کہتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے وہ حقیر فقیر والے القاب نہیں بولے اس لئے پوچھ رہا تھا"...... سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ ان کے لئے مخصوص ہیں جن سے کچھ مفادات ملنے کے امکانات ہوں۔ آپ سے تو سوائے بودار گیسوں اور خوفناک رنج کے علاوہ اور کیا مل سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو سرداور بے

اختیار ہنس پڑے۔

"ہاں۔ ایسا تو ہے۔ بہرحال تم بتاؤ تم نے اس وقت فون کیوں کیا ہے کیونکہ سوائے خصوصی معاملات کے تم اس وقت فون نہیں کرتے"...... سرداور نے کہا۔

"یہ بتائیں کیا پاکیشیا خلائی میزائل کے دور میں داخل ہو چکا ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... سرداور کا لہجہ چونکا ہوا تھا۔

"سر سلطان نے بتایا ہے کہ جس ڈاکٹر شوائل کے فارمولے کے سلسلے میں کام میرے ذمے لگایا ہے اس سلسلے میں پوچھ رہا تھا۔

"لیکن اس کا پاکیشیائی میزائل سازی سے کیا تعلق"...... سرداور نے کہا۔

"اس سارے معاملے کے پس منظر میں بار بار کافرستان سامنے آ رہا ہے۔ گو ابھی سکرین پر دھند ہے لیکن کافرستان کا خاکہ واضح ہے اس لئے پوچھ رہا تھا"...... عمران نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ڈاکٹر شوائل کی ہلاکت کے پیچھے کافرستان کا ہاتھ ہے"...... سرداور نے چونک کر کہا۔

"فی الحال حتمی طور پر تو کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن امکانات بہرحال موجود ہیں"...... عمران نے کہا۔

"پھر تو تمہیں بتانا پڑے گا کہ پاکیشیا خلائی میزائل سازی میں

قدم رکھ چکا ہے۔ گو اس سلسلے میں ابھی تک صرف ابتدائی کام ہو رہا ہے لیکن بہرحال ہو رہا ہے"...... سرداور نے جواب دیا۔

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ ڈاکٹر شوائل کا فارمولا کیا تھا اور کیا پاکیشیا میں جس میزائل پر کام ہو رہا ہے وہ اس سے ایڈوانس تھا یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"تم نے جب مجھے ڈاکٹر شوائل کے بارے میں بتایا تھا تو میں نے اپنے طور پر اس بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ ان معلومات کے مطابق ڈاکٹر شوائل نہ صرف پاکیشیا بلکہ سپر پاورز سے بھی زیادہ ایڈوانس فارمولا کے خالق تھے۔ ہو سکتا ہے کہ ایکریمیا یا روسیاہ کے پاس اس سے ملتے جلتے خلائی میزائل ہوں لیکن بہرحال باقی سپر پاورز سے یہ کافی ایڈوانس تھا اور اس کا علم اب ہوا ہے ورنہ شاید حکومت پاکیشیا ڈاکٹر شوائل سے اس فارمولے کا سودا کر لیتی"۔ سرداور نے کہا۔

"لیکن بتایا تو یہ گیا ہے کہ ڈاکٹر شوائل پاکیشیا میں رہ کر شوگران سے اس کا سودا کرنے والے تھے جبکہ آپ نے بتایا ہے کہ شوگران کے سائنس دانوں کو اس معاملے کا سرے سے علم ہی نہ تھا کیا انہیں معلوم نہیں تھا کہ یہ کس قدر ایڈوانس فارمولا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"حکومت شوگران سے کوئی بات چیت ہو رہی ہو تو میں کچھ نہیں سکتا۔ بہرحال وہاں خلائی میزائل پر کام کرنے والے سائنس

دانوں کو اس کا علم نہ تھا۔ البتہ ایک اور خیال مجھے آرہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ حکومت شوگران ابھی ابتدائی بات چیت کر رہی ہو تاکہ فارمولا اپنے سائنس دانوں سے ڈسکس کر کے یہ سودا کرے اور اس سے پہلے ہی ڈاکٹر شوائل ہلاک ہو گیا ہو"...... سرداور نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہو گا۔ اچھا یہ بتائیں کہ کیا کافرستان خلائی میزائل سازی پر کام کر رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہمیں اس سلسلے میں ایک رپورٹ ملی ہے کہ کافرستان نے کافرستان کے شمال مشرقی پہاڑی علاقہ پرتاب پورہ میں ایک ایسی لیبارٹری تیار کرائی ہے جس میں خلائی میزائل سازی پر کام ہو سکتا ہے کیونکہ تمام مشینری ایکریمیا سے حاصل کی گئی ہے اور وہ بھی حکومت ایکریمیا کے نوٹس میں لائے بغیر۔ لیکن یہ صرف رپورٹ ہے حتمی رپورٹ نہیں ہے"...... سرداور نے کہا۔

"وہاں اگر کام ہو تو کافرستان کا کون سا سائنس دان وہاں کا انچارج بن سکتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ڈاکٹر شرما۔ وہ طویل عرصہ تک ایکریمیا کی ایسی لیبارٹریوں میں کام کرتے رہے ہیں جہاں خلائی میزائل سازی پر کام ہوتا رہا ہے اور گزشتہ دو سالوں سے مستقل طور پر وہ کافرستان واپس آچکے ہیں۔ انتہائی قابل سائنس دان ہیں"...... سرداور نے کہا۔

"کیا وہ آپ کے دوست بھی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یہ بات پوچھنے سے اگر تمہارا مطلب یہ ہے کہ میں ان سے پوچھوں کہ کیا کافرستان خلائی میزائل پر کام کر رہا ہے تو یہ غلط ہے۔ نہ میں پوچھ سکتا ہوں اور نہ ہی وہ بتائیں گے"...... سرداور نے جواب دیا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ بہرحال میں معلوم کر لوں گا۔ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ سرداور نے جو کچھ بتایا تھا اس سے بہرحال اس بات کا امکان موجود تھا کہ کافرستان نے ڈاکٹر شوائل کو ہلاک کرا کر یہ فارمولا حاصل کر لیا ہے اور شاید اس کی بھن گن روڈی راسکل کے کانوں میں بھی پڑ گئی ہو اور وہ اس کی تصدیق کے لئے کافرستان گئی ہو۔ بہرحال اب جب تک وہ واپس نہیں آجاتی اس سلسلے میں مزید کچھ نہ کیا جا سکتا تھا اس لئے عمران نے سر جھٹک کر اس معاملے کو ختم کر کے دوبارہ رسالے کے مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔

ٹیکسی کافرستان دارالحکومت کی سڑک پر تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ٹیکسی کی عقبی سیٹ پر روزی راسکل بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے جینز کی پینٹ اور براؤن لیدر کی لیڈیز جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے بال چونکہ مردوں کی طرح کٹے ہوئے تھے اس لئے ایک نظر میں اسے لڑکا سمجھ لیا جاتا تھا۔ اس نے آنکھوں پر کالے شیشے کی عینک لگا رکھی تھی۔

"مس۔ میں آپ کو کلب کے کمپاؤنڈ میں چھوڑ دوں گا کیونکہ یہ کلب انتہائی خطرناک جرائم پیشہ افراد سے بھرا رہتا ہے اور یہ لوگ جبراً ٹیکسی میں بیٹھ بھی جاتے ہیں اور کرایہ بھی نہیں دیتے"۔ ادھیڑ عمر ٹیکسی ڈرائیور نے بڑے لجاجت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے"...... روزی راسکل نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک دو منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ کے

قریب رک گئی۔ عمارت پر راشنز کلب کا نیون سائن جل بجھ رہا تھا جس کے ساتھ ایک عورت کی تصویر تھی جو لائٹوں کے جلنے بجھنے کی وجہ سے ناچتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ ٹیکسی کے رکتے ہی روزی راسکل نیچے اتری۔ اس نے میٹر دیکھ کر کرایہ ادا کیا اور ساتھ ہی ٹپ بھی دے دی۔ ٹیکسی ڈرائیور نے سلام کیا اور تیزی سے کار کو آگے لے گیا تو روزی راسکل مڑی اور کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو گئی چونکہ شام کا وقت تھا اس لئے کلب میں آنے جانے والوں کا خاصا رش تھا۔ ان میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی لیکن وہ سب انتہائی تھرڈ کلاس غنڈے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ سب اس طرح بار بار روزی راسکل کو دیکھ رہے تھے جیسے وہ کوئی عجوبہ ہو۔ ایک دو نے سیٹی بھی بجائی لیکن روزی راسکل بڑے اطمینان سے چلتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ وہ ایسے ماحول کی عادی تھی اور دوسری بات یہ کہ وہ یہاں ایک خاص کام سے آئی تھی اس لئے وہ نہیں چاہتی تھی کہ خواہ مخواہ دوسروں سے لڑ کر اصل کام کی بجائے کسی اور بکھیڑے میں پڑ جائے۔ راشنز کلب کا مالک کافرستان کا ایک خاصا بڑا غنڈہ اور گینگسٹر تھا۔ اس کا نام شنگر تھا اور شنگر کے ہاتھ یہاں کافرستان میں کافی لمبے تھے اور شنگر سے اس کی پاکیشیا میں کئی ملاقاتیں ہو چکی تھیں۔ ایک بار تو شنگر سے لڑائی بھی ہو چکی تھی اور اس نے شنگر جیسے لڑاکا غنڈے کا وہ حشر کیا تھا کہ شنگر خود حیران رہ گیا تھا اور پھر غنڈوں کے مخصوص انداز میں وہ جب روزی راسکل سے مرعوب ہو گیا تو

اس نے اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا دیا اور روزی راسکل نے بھی اس سے دوستی کر لی تھی۔ اس کے بعد بھی اس کی کئی ملاقاتیں ہوئی تھیں کیونکہ شنکر اسلحے اور منشیات کے کاروبار سے منسلک تھا اور بڑی بڑی کنسائنمنٹس کے سلسلے میں وہ اکثر پاکیشیا کا چکر لگاتا رہتا تھا جبکہ روزی راسکل پہلی بار یہاں آئی تھی۔ ہال میں داخل ہو کر وہ ابھی ایک طرف ہٹتے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھ رہی تھی کہ یکلخت وہاں موجود ایک لمبے تڑنگے غنڈے نے اٹھ کر اس کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔

"آؤ پٹاخے۔ کہاں جا رہی ہو۔ رام داس تو یہاں بیٹھا ہے"۔ اس غنڈے نے بڑے بدمعاشانہ لہجے میں کہا۔ اس کے اس فقرے پر ادھر ادھر موجود افراد بے اختیار ہنس پڑے لیکن دوسرے ہی لمحے پٹاخ کی زوردار آواز کے ساتھ ہی رام داس جب اچھل کر سائیڈ پر بیٹھے ہوئے افراد سے ٹکرایا تو پورے ہال پر یکلخت خاموشی طاری ہو گئی۔ یہ تھپڑ روزی راسکل نے رام داس کو مارا تھا۔

"اب آئی ہے آواز پٹاخے کی سمجھیں"...... روزی راسکل نے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ جیکٹ کی جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا۔

"اب یہ پٹاخہ بھی سنو"...... روزی راسکل نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی فائرنگ کے دھماکوں سے رام داس جو شاید سکتے کے عالم میں کھڑا یہ سوچ رہا تھا کہ کیا واقعی ایک عورت نے

اس پر ہاتھ اٹھایا ہے، چیختا ہوا پلٹ کر پیچھے پڑی ہوئی میز پر گرا اور پھر رول ہو کر نیچے فرش پر جا گرا جبکہ اس کے باقی ساتھی چیختے ہوئے اٹھ کر دور دور دوڑ گئے۔ یہ سب کچھ زیادہ سے زیادہ دس بارہ سیکنڈ میں مکمل ہو گیا اور روزی راسکل اس طرح دوبارہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی جیسے اس کا اس واقعہ سے سرے سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ ہال میں خاموشی طاری تھی۔ کاؤنٹر پر موجود دو لڑکیاں اور ایک مرد حیرت سے بت بنے روزی راسکل کو اپنی طرف آتے دیکھ رہے تھے۔

"شنکر سے کہو کہ پاکیشیا سے روزی راسکل آئی ہے"...... روزی راسکل نے اونچی آواز میں مگر فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"ادھر۔ ادھر راہداری میں ان کا آفس ہے"...... کاؤنٹر پر کھڑے آدمی نے قدرے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا تو روزی راسکل مڑ کر اس راہداری کی طرف بڑھ گئی اور پھر وہ جیسے ہی راہداری میں داخل ہوئی اسے اپنے پیچھے یکلخت اس طرح شور سنائی دیا جیسے کسی نے خوفناک قسم کی موسیقی کا ریکارڈ اچانک چلا دیا ہو۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جس کے باہر ایک مسلح دربان کھڑا تھا۔

"شنکر بیٹھا ہے"...... روزی راسکل نے اس دربان کے قریب پہنچ کر ایسے لہجے میں کہا جیسے شنکر گلیوں میں پھرنے والے کسی آوارہ لڑکے کا نام ہو۔

"باس اندر ہیں۔ مگر تم کون ہو"...... دربان نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے ہال میں فائرنگ کی آواز نہیں سنی تھی"...... روزی راسکل نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مگر یہاں تو ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔ مگر تم کون ہو اور یہاں کیسے آئی ہو"...... دربان اب پوری طرح سنبھل گیا تھا۔ اس کے لہجے میں اب سختی کا تاثر ابھر آیا تھا۔

"وہ فائرنگ میں نے کی تھی اور اب تم میرے لئے دروازہ کھولو ورنہ"...... روزی راسکل نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

"اچھا۔ اچھا"...... دربان بری طرح گھبرا گیا تھا۔ مشین پسٹل دیکھنے سے زیادہ وہ شاید اس بات سے گھبرا گیا تھا کہ آنے والی نے ہال میں فائرنگ کی تھی اور اس کے باوجود وہ اطمینان سے اندر آ رہی تھی۔ دربان نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا تو روزی راسکل اس طرح اکڑتی ہوئی اندر داخل ہوئی جیسے ذاتی آفس میں داخل ہو رہی ہو۔ آفس میں موجود بڑی آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھے ہوئے ایک گینڈے نما آدمی نے دروازہ کھلنے کی آواز سن کر سر اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر بلاشبہ انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم۔ روزی راسکل تم اور یہاں۔ بغیر اطلاع دیئے"...... اس گینڈے نما آدمی نے اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ یہ شگر تھا۔ اس کلب کا مالک اور جنرل مینجر۔ مشہور غنڈہ اور گینگسٹر۔

"کاؤنٹر پر موجود تمہارے آدمیوں نے اگر تمہیں میری آمد کی اطلاع نہیں دی تو اس میں میرا کیا قصور ہے"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا تو شگر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ تو رام داس کو ہلاک کرنے والی تم تھی۔ اوہ۔ مجھے بتایا گیا کہ ایک اجنبی لڑکی نے ایسا کیا ہے۔ وہ تمہیں جانتے ہی نہ تھے اس لئے وہ تمہارے بارے میں نہ بتا سکے۔ بیٹھو۔ مجھے افسوس ہے کہ میرے کلب میں تمہارے ساتھ بدتمیزی کی گئی لیکن تم نے بھی اس کا جواب شاندار دیا ہے"...... شگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو روزی راسکل میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی اور شگر بھی دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا پیو گی"...... شگر نے پوچھا۔

"صرف ایک گلاس جوس کا منگوا لو۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں شراب نہیں پیا کرتی"...... روزی راسکل نے کہا تو شگر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے کسی کو جوس لانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"کیسے آنا ہوا۔ تم مجھے فون کر دیتی۔ تمہارا کام ہو جاتا"۔ شگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فون پر ایسے معاملات نہ بتائے جا سکتے ہیں اور نہ ہی سنے جا سکتے ہیں اس لئے مجھے خود آنا پڑا ہے"...... روزی راسکل نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کوئی خاص معاملہ ہے۔ بتاؤ مجھے اور یقین رکھو کہ میں ہر ممکن کوشش کروں گا کہ تمہاری مدد کر سکوں"...... شگر نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"آئندہ مدد یا امداد کا لفظ منہ سے دوبارہ نہ نکالنا۔ میں تم سے کوئی مدد یا امداد لینے نہیں آئی۔ سمجھے"...... روزی راسکل کا لہجہ یکلخت بدل گیا تھا۔

"اوہ سوری۔ میرا یہ مطلب نہ تھا جو تم نے سمجھا ہے"...... شگر نے فوراً معذرت کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرے میں جوس کے دو گلاس رکھے اندر داخل ہوا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں دونوں کے سامنے ایک ایک گلاس رکھا اور پھر واپس چلا گیا۔

"تم اسلحے کے لئے کام کرنے والے ایک کافرستانی اسمگلر دلیر سنگھ سے تو واقف ہو جو کافرستانی سرحد پر ایک گاؤں میں رہتا ہے اور جس کے تعلقات پاکیشیائی سرحدی گاؤں میں رہنے والے اسلحے کے اسمگلر ماجھو سے ہیں"...... روزی راسکل نے کہا۔

"ہاں۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں لیکن یہ دونوں تو بہت چھوٹے لوگ ہیں"...... شگر نے جوس کا گلاس اٹھا کر گھونٹ لے کر گلاس واپس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ان چھوٹے لوگوں نے ایک بہت بڑا کام کیا ہے"...... روزی راسکل نے کہا تو شگر چونک پڑا۔

"کون سا کام"...... شگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دلیر سنگھ نے کافرستان کے کسی کرنل جگدیش کے کہنے پر ماجھو کے ذریعے پاکیشیا میں ایک پیشہ ور قاتل ڈاگ جانسن کو بلوایا کے ایک سائنس دان ڈاکٹر شوائل کو ہلاک کرنے کا معاہدہ کیا اور پھر ڈاکٹر شوائل کو ہلاک کر دیا گیا"...... روزی راسکل نے کہا۔

"تو پھر تمہارا اس سلسلے سے کیا تعلق ہے۔ ایسا تو ہوتا رہتا ہے"...... شگر نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر شوائل کے پاس ایک قیمتی راز تھا جس کا سودا میری پارٹی کر رہی تھی لیکن پھر اچانک ڈاکٹر شوائل کو ہلاک کر دیا گیا اور وہ قیمتی راز غائب کر دیا گیا۔ میری پارٹی اب یہ چاہتی ہے کہ جس کے پاس بھی یہ راز ہو وہ اس سے براہ راست بھاری قیمت پر سودا کرنے کے لئے تیار ہے۔ چنانچہ اس کے لئے مجھے ٹاسک دیا گیا۔ میں نے ماجھو اور دلیر سنگھ سے پوچھ گچھ کی تو انہوں نے بتایا کہ یہ کام انہوں نے کافرستان کے کرنل جگدیش کے کہنے پر کرایا ہے لیکن اس سے پہلے کہ وہ کرنل جگدیش کے بارے میں کچھ بتاتے دونوں ہلاک ہو گئے اس لئے میں یہاں تمہارے پاس آئی ہوں۔ تم نے خود مجھے بتایا تھا کہ تمہارے یہاں کافرستان میں بہت لمبے ہاتھ ہیں۔ تمہیں اس کا معقول معاوضہ دیا جائے گا"...... روزی راسکل نے کہا۔

"اس نام کے تو شاید سینکڑوں کرنل کافرستانی فوج میں ہوں کیونکہ یہ عام سا اور خاصا مقبول نام ہے۔ اس کا کوئی مزید اتا پتہ

بتاؤ تو شاید بات آگے بڑھ سکے"...... شنگر نے کہا۔
"اس سے زیادہ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ لیکن اس انداز کا کام عام کرنل نہیں کر سکتا۔ لامحالہ یہ کرنل جگدیش حکومت کافرستان کی کسی ایجنسی سے منسلک ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ یہ ایجنسی ملٹری انٹیلی جنس کی ہو"...... روزی راسکل نے کہا۔
"کتنی رقم دو گی"...... شنگر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔
"تم اپنی ڈیمانڈ بتاؤ"...... روزی راسکل نے کہا۔
"صرف ایک لاکھ روپے دے دو"...... شنگر نے کہا۔
"ٹھیک ہے لیکن یہ سن لو کہ اگر تم نے کوئی دھوکہ دینے کی کوشش کی یا غلط معلومات کو صحیح بنا کر سامنے لے آئے تو پھر تم سمجھ سکتے ہو کہ جو ایک معمولی کام کے لئے ایک لاکھ روپے ادا کر سکتا ہے وہ اس کی سزا بھی اتنی ہی دے سکتا ہے"...... روزی راسکل نے کہا۔
"سنو۔ مجھے دھمکی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی اور اس کام کے لئے مجھے ایک کروڑ روپے بھی دیتا تو میں اس کام کی حامی نہ بھرتا کیونکہ یہ کام بہرحال حکومت کافرستان سے متعلق ہے لیکن تم پہلی بار خود چل کر میرے پاس آئی ہو اور میں تمہاری دل سے عزت کرتا ہوں پھر تم نے بتایا ہے کہ صرف معلومات حاصل کر کے آگے اپنی پارٹی کو دینی ہیں جو اس کرنل جگدیش کو معاوضہ دے کر ڈاکٹر شوائل کا قیمتی راز اس سے حاصل کرنا چاہتی ہے اس لئے میں نے

تمہارے کام کی حامی بھر لی ہے اور معاوضہ بھی صرف ایک لاکھ بتایا ہے۔ میرا جس قدر کام کافرستان اور پاکیشیا میں پھیلا ہوا ہے تم سمجھ سکتی ہو کہ ایک لاکھ روپے کی میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہو سکتی"...... شنگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔
"وہ میں بھی کسی اعتماد پر تمہارے پاس آئی ہوں ورنہ اور بھی بے شمار راستے موجود ہیں۔ بہرحال تمہیں ایک لاکھ روپے مل جائیں گے"...... روزی راسکل نے کہا۔
"تمہاری واپسی کب ہے"...... شنگر نے پوچھا۔
"جب تم معلومات مہیا کر دو گے لیکن یہ سن لو کہ میں زیادہ دیر یہاں نہیں رہ سکتی۔ تم کتنا وقت لو گے"...... روزی راسکل نے کہا۔
"وجہ۔ تم یہاں چند روز رہو میری مہمان بن کر لیکن تمہارا کام چند گھنٹوں میں ہو جائے گا۔ میرے آدمی ملٹری انٹیلی جنس سمیت حکومت کی تمام چھوٹی بڑی ایجنسیوں میں موجود ہیں۔ میں نے صرف ان سے رابطہ کرنا ہے اور معلومات مجھے مل جائیں گی لیکن کاروباری اصول کے تحت آدھی رقم تمہیں ابھی دینا ہو گی اور آدھی معلومات ملنے پر"...... شنگر نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"...... روزی راسکل نے کہا اور جیکٹ کی اندرونی جیب سے اس نے چیک بک نکالی اور پھر ایک چیک پر لکھ کر اس نے اسے چیک بک سے علیحدہ کیا اور

شگر کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ گارینٹڈ چیک ہے"...... روڈی راسکل نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... شگر نے کہا اور چیک کو تہہ کر کے جیب میں ڈال لیا۔

"میں تمہارے لئے اچھے سے ہوٹل میں کمرہ بک کراتا ہوں"...... شگر نے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم صرف اپنا فون نمبر مجھے دے دو۔ میں تمہیں کل فون کر کے معلوم کر لوں گی۔ یہاں میرے رشتے دار رہتے ہیں میں ان کے پاس ٹھہروں گی"...... روڈی راسکل نے کہا تو شگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس نے روڈی راسکل کی طرف بڑھا دیا۔

"اوکے۔ اب میں جا رہی ہوں"...... روڈی راسکل نے کارڈ ایک نظر دیکھ کر جیب میں ڈالا اور پھر اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئی۔

یورپی ملک کانڈا کی ایجنسی ریڈ اسٹار کا چیف گراہم اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ گراہم بول رہا ہوں"...... گراہم نے تیز لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سے ہنری کی کال ہے باس"...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا۔ کراؤ بات"...... گراہم نے چونک کر کہا۔

"ہیلو سر۔ میں ہنری بول رہا ہوں پاکیشیا سے"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے۔ کچھ معلوم ہوا ہے یا نہیں"...... گراہم نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ صورت حال خاصی واضح ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر شوائل کے

پاس جو فارمولا تھا وہ حکومت کافرستان نے خرید لیا ہے" ...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گراہم بے اختیار اچھل پڑا۔

"خرید لیا ہے۔ کیا مطلب۔ تمہارا مطلب اصل فارمولا سے ہے یا ایسے فارمولے سے ہے جیسا نقلی ہمارے پاس پہنچا تھا"۔ گراہم نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں باس۔ پھر آپ اس الجھے ہوئے مسئلے کو سمجھ سکیں گے۔ ڈاکٹر شوائل کو ہلاک کر کے اس سے فارمولا حاصل کیا گیا اور یہ کام ہمارے آدمی نے ایک پیشہ ور قاتل ڈاگ جانسن کے ذریعے کرایا لیکن اس کے پیچھے کافرستان کی کسی ایجنسی کا چیف کرنل جگدیش بھی تھا۔ اس کرنل جگدیش نے ڈبل گیم کھیلی۔ اس نے اصل فارمولا ڈاگ جانسن سے لے کر اسے بھاری دولت دینے کے ساتھ ہی ایک نقلی فارمولا بھی دے دیا تاکہ وہ یہ نقلی فارمولا ہمارے حوالے کر دے اور ایسے ہی ہوا۔ ڈاگ جانسن نے ہم سے بھی دولت حاصل کر لی اور کرنل جگدیش سے بھی۔ لیکن اسے یہ ڈبل کراس مہنگا پڑا کیونکہ کرنل جگدیش نے اس ڈاگ جانسن کو ہلاک کرا دیا اور اس طرح بھاری رقم اصل فارمولا کافرستان کے ڈیفنس سیکرٹری کو دے کر خود حاصل کر لی اور فارمولا بھی اس کے ملک میں رہ گیا۔ اب یہ فارمولا حکومت کافرستان کی تحویل میں ہے" ...... ہنری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ تو تم نے انتہائی حیرت انگیز کہانی سنائی ہے۔ دوسروں کو تو

داغ دیا جاتا ہے لیکن ایک ایجنٹ اپنے ہی ملک کو داغ دے یہ نئی اور انوکھی بات ہے" ...... گراہم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ یہ کافرستانی انتہائی لالچی لوگ ہوتے ہیں۔ یہ اپنے ہی آدمیوں اور اپنی ہی حکومت کو بلیک میل کرنے سے بھی نہیں باز آتے" ...... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیسے تمہیں یہ سب کچھ معلوم ہوا" ...... گراہم نے پوچھا۔

"باس یہاں پاکیشیا میں انڈر ورلڈ میں ایک عورت ہے جس کا نام روڈی راسکل ہے۔ بے حد نڈر عورت ہے۔ غنڈوں اور بدمعاشوں کی طرح ہر وقت لڑنے مرنے پر تیار رہتی ہے۔ اس کا ایک کلب بھی ہے۔ مجھے ایک روز اطلاع ملی کہ اس روڈی راسکل کو کسی غیر ملکی میرا مطلب ہے ایسی پارٹی جس کا تعلق پاکیشیا سے نہیں تھا، ڈاگ جانسن کو تلاش کرنے کا ٹاسک دیا ہے۔ اس پارٹی کا مقصد یہ تھا کہ ڈاگ جانسن کو ٹریس کر کے اس سے معلوم کیا جائے کہ اسے کس پارٹی نے یہ ٹاسک دیا تھا میں نے اس روڈی راسکل کی نگرانی شروع کر دی۔ میں نے اس کی نگرانی کے لئے ٹی ایس ون کا استعمال کیا۔ ٹی ایس ون کا میں نے اس روڈی راسکل کی گردن کے عقبی حصے پر سپرے کر دیا۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ یہ انتہائی جدید ترین ایجاد ہے جو انسانی کھال پر لگ جائے تو ایک ماہ تک اپنے اثرات قائم رکھتا ہے۔ پانی اس پر کوئی اثر نہیں کرتا۔ یہ انسانی کھال میں جذب ہو جاتا ہے اور پھر اس میں موجود زرو ماٹیکول اس

آدمی کی زبان سے نکلنے والے ہر لفظ کو رسیور پر ٹرانسمٹ کر دیتا ہے۔ اس طرح اس روزی راسکل کو علم بھی نہ ہو سکا اور میں پاکیشیا میں بیٹھ کر رسیور کی مدد سے یہ سب کچھ معلوم کرتا رہا۔ پھر روزی راسکل اس کرنل جگدیش کے بارے میں معلوم کرنے کے لئے کافرستان چلی گئی۔ مجھے بھی اس کے پیچھے وہاں جانا پڑا تاکہ رسیور کی رینج قائم رہے۔ وہاں سے اسے صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ کافرستان ملٹری انٹیلی جنس میں ایک سپیشل سیل قائم کیا گیا ہے جس کا سربراہ کرنل جگدیش ہے لیکن یہ کرنل جگدیش کسی پراسرار مشن پر اپنے سیل کے افراد سمیت کہیں گیا ہوا ہے اور نہ اس کی منزل کا کسی کو علم ہے اور نہ ہی اس کی واپسی کا۔ چنانچہ یہ روزی راسکل واپس پاکیشیا آگئی۔ دوسری بات یہ کہ اس روزی راسکل نے اپنے ایک دوست ٹائیگر کو بھی ڈاگ جانسن کی تلاش پر لگایا لیکن اس نے روزی راسکل کو یہ کہہ کر جواب دے دیا کہ چونکہ اس کا استاد اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا انتہائی خطرناک ایجنٹ عمران اس معاملے پر کام کر رہا ہے اس لئے وہ اب اس کے لئے کام کرے گا روزی راسکل کے لئے نہیں۔ جس پر روزی راسکل نے خود ہی اس پر کام شروع کر دیا اور کافرستان کا چکر بھی لگا آئی"...... ہنری نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اب یہ فارمولا کافرستان پہنچ چکا ہے"۔ گراہم نے کہا۔

"یس سر۔ یہ بات حتمی ہے اور کافرستان اس پر یقیناً کسی خفیہ لیبارٹری میں کام بھی شروع کر چکا ہو گا اور یقیناً اس کی حفاظت بھی ڈیفنس سیل ہی کر رہا ہو گا اس لئے وہ اچانک سکرین سے غائب ہو گیا ہے"...... ہنری نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ عمران اور اس کے ساتھی جو مرضی آئے کرتے رہیں۔ ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں۔ ہمارا مشن وہ فارمولا ہے لیکن اب چونکہ وہ کافرستان کے پاس ہے اور اس نے اسے باقاعدہ خریدا ہے اس لئے مجھے حکومت سے بات کرنا پڑے گی۔ پھر ہی آئندہ کا کوئی لائحہ عمل بنایا جا سکتا ہے۔ تم واپس آجاؤ۔ اب ہمارا پاکیشیا میں مزید کوئی کام نہیں ہے"...... گراہم نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھایا اور فون کے نیچے حصے میں موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کافرستان میں ہمارا کوئی ایجنٹ موجود ہے"...... گراہم نے پوچھا۔

"یس سر۔ وہاں ہمارا ایک ایجنٹ موجود ہے۔ اس کا نام مرفی ہے لیکن وہ صرف ملٹری کے معاملات کے سلسلے میں کام کرتا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس سے میری بات کراؤ"...... گراہم نے کہا اور رسیور رکھ دیا تھوڑی دیر بعد گھنٹی بجنے پر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... گراہم نے کہا۔

"مرفی بول رہا ہوں چیف۔ کافرستان سے"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تمہیں معلوم ہے کہ کافرستان کی ملٹری انٹیلی جنس میں کوئی ڈیفنس سیل قائم کیا گیا ہے"...... گراہم نے کہا۔

"یس سر۔ یہ سیل چھ ماہ پہلے قائم کیا گیا ہے لیکن اس کی تمام تر کارکردگی کافرستان کی سائنسی دفاعی لیبارٹریوں کی حفاظت اور فارمولوں کے تحفظ تک ہی محدود ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تمام ملٹری چھاؤنیوں میں بھی اس کے ایجنٹ موجود ہیں جو وہاں اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ کسی بھی سطح پر حکومت کے خلاف ملٹری میں کوئی بغاوت کی پلاننگ تو نہیں کی جا رہی"...... مرفی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا چیف کون ہے"...... گراہم نے پوچھا۔

"اس کا چیف کرنل جگدیش ہے سر۔ یہ ایکریمیا کا تربیت یافتہ ہے اور کافرستان کی ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کا رشتہ دار ہے"...... مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم اسے ذاتی طور پر جانتے ہو کہ یہ شخص کس قماش کا آدمی ہے۔ میرا مطلب ہے کہ لالچی ہے یا نہیں"...... گراہم نے کہا۔

"چیف۔ کافرستان کا ہر آدمی فطری طور پر لالچی ہے۔ ویسے مجھے کرنل جگدیش کے بارے میں ذاتی طور پر کوئی علم نہیں ہے"۔ مرفی

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرے علم میں لایا گیا ہے کہ ایک انتہائی اہم فارمولا حکومت کافرستان کے ڈیفنس سیکرٹری نے خرید کر حکومت کافرستان کے حوالے کیا ہے۔ یہ فارمولا خلائی میزائل کے سلسلے میں ہے اور اسے کسی خفیہ لیبارٹری میں بھجوایا گیا ہے اور کرنل جگدیش اور اس کے سیل کو اس کی حفاظت پر مامور کیا گیا ہے۔ کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ کیا واقعی یہ اطلاع درست ہے اور اگر درست ہے تو یہ فارمولا کس لیبارٹری میں بھجوایا گیا ہے۔ اس کی کیا تفصیل ہے"۔ گراہم نے کہا۔

"یس باس۔ یہ کام تو آسانی سے ہو جائے گا"...... مرفی نے کہا تو گراہم بے اختیار چونک پڑا۔

"آسانی سے۔ وہ کیسے"...... گراہم نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ جیسے میں نے پہلے کہا ہے یہاں کے لوگ انتہائی لالچی ہیں۔ ان میں ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں ہے جو رقم کے عوض وہ سب کچھ بیچنے کے لئے بھی تیار ہو جاتے ہیں جس کا دوسرے تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کی سیکرٹری میڈم کرشنائی میری دوست ہے۔ میں اسے بڑی مالیت کا ایک چیک دے کر اس سے سب کچھ آسانی سے معلوم کر لوں گا"...... مرفی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ کام کب تک ہو سکے گا۔ جلدی سے

جلدی"...... گراہم نے کہا۔

"زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں کے اندر چیف"...... مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا کیونکہ میں نے اس پوائنٹ پر اعلیٰ حکام سے ضروری ڈسکشن کرنی ہے"...... گراہم نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گراہم نے رسیور رکھ دیا۔ وہ چاہتا تھا کہ مرفی جو معلومات مہیا کرے گا ان کی روشنی میں وہ حکومت کو اس معاملے میں مزید مشورے دے اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد ہی مرفی کی کال آ گئی۔

"باس۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں"...... مرفی نے کہا۔

"رپورٹ دو۔ تمہید مت باندھا کرو"...... گراہم نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری باس۔ جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق ابھی حال ہی میں ڈیفنس سیکرٹری کافرستان کے ذریعے ورلڈ بلیک مارکیٹ سے خلائی میزائل کا ایک ایسا فارمولا خریدا گیا ہے جس کے متعلق بتایا گیا ہے کہ اس کا تعلق سلوایا سے ہے اور سلوایا سے ایک سائنس دان ڈاکٹر شوائل اسے شوگران کو فروخت کرنے کے لئے پاکیشیا لے آیا تھا لیکن شوگران حکومت نے سرد مہری کا مظاہرہ کیا تو ڈاکٹر شوائل نے اسے بلیک مارکیٹ میں فروخت کر دیا لیکن ڈاکٹر شوائل

کو یہ رقم لے کر واپس سلوایا جانا نصیب نہ ہوا اور اسے پاکیشیا میں ہی ہلاک کر دیا گیا۔ اب اس فارمولے پر کافرستان میں کسی خفیہ لیبارٹری میں کام ہو رہا ہے۔ اس لیبارٹری کے بارے میں ملٹری انٹیلی جنس کو معلوم نہیں ہے کیونکہ اسے سرٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے۔ سوائے صدر، وزیراعظم اور چند دیگر اعلیٰ حکام کے اور کسی کو بھی اس بارے میں معلوم نہیں ہے"...... مرفی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کرنل جگدیش کے بارے میں کیا معلومات ہیں"...... گراہم نے پوچھا۔

"یہی بتایا گیا ہے کہ جہاں اس فارمولے پر کام ہو رہا ہے اس کی حفاظت کے لئے کرنل جگدیش کام کر رہا ہے کیونکہ حکومت کافرستان کو خطرہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس فارمولے کے حصول کے لئے کافرستان میں کام نہ شروع کر دے"...... مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"...... گراہم نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے کال ملاؤ"...... گراہم نے کہا اور

رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... گراہم نے رسیور اٹھا کر کہا۔

"ڈیفنس سیکرٹری کی پی اے سے بات کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ گراہم بول رہا ہوں"...... گراہم نے کہا۔

"جناب ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے بات کریں"...... دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہیلو"...... ڈیفنس سیکرٹری صاحب کی بھاری آواز سنائی دی۔

"گراہم بول رہا ہوں سر"...... گراہم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فارمولے کا حکومت کافرستان کی تحویل میں جانے سے لے کر اس کا کسی خفیہ لیبارٹری میں پہنچ جانے کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"کافرستان سے ہمارے دوستانہ تعلقات ہیں اس لئے ہمیں اب اس معاملے میں کوئی تشویش نہیں ہے۔ ہمیں تشویش صرف پاکیشیا اور شوگران سے تھی۔ اب فارمولا محفوظ ہاتھوں میں ہے اس لئے اب اس سلسلے میں مزید کارروائی کی ضرورت نہیں رہی"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گراہم نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ ظاہر ہے کہ اب وہ اس کے سوا اور کیا کر سکتا تھا۔

ٹائیگر ہوٹل کے کمرے سے باہر جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں"...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"سموئیل بول رہا ہوں ٹائیگر۔ روز کلب سے"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو ٹائیگر چونک پڑا۔

"کیا رپورٹ ہے"...... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"روزی راسکل رات کافرستان سے واپس آ گئی ہے اور تھوڑی دیر بعد اپنے آفس میں پہنچنے والی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھا ٹھیک ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ روزی راسکل کافرستان گئی ہوئی تھی اور ٹائیگر اس کی واپسی کا شدت سے منتظر تھا کیونکہ وہ اس سے تفصیلی معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ گو اس نے عمران سے اجازت لینے کی کوشش کی تھی کہ وہ روزی

راسکل سے جبراً معلومات حاصل کرے لیکن عمران نے اسے جبراً کی بجائے اس سے مخصوص انداز میں ڈیل سے معلومات حاصل کرنے کی ہدایت کر دی تھی جبکہ ٹائیگر اچھی طرح جانتا تھا کہ روزی راسکل ٹیڑھی کھیر ہے۔ اس سے سیدھے طریقے سے معلومات حاصل کرنا ناممکن ہے لیکن چونکہ وہ عمران کی ہدایت کو نظرانداز نہ کر سکتا تھا اس لئے مجبوراً اس نے یہی سوچا تھا کہ روزی راسکل کی واپسی پر اسے عمران کی ہدایت کے مطابق ٹریٹ کر کے اس سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اس لئے اس نے روز کلب میں کام کرنے والے سپروائزر کے ذمے یہ کام لگا دیا تھا کہ جب بھی روزی راسکل کافرستان سے واپس آئے وہ اسے اطلاع دے اور اب سپروائزر نے کال کر کے اسے اطلاع دے دی تھی۔ چنانچہ ہوٹل سے نکل کر اس نے کار گیراج سے نکالی اور اس کا رخ روز کلب کی طرف موڑ دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کار روز کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور اسے پارکنگ میں لا کر کھڑا کر دیا۔

"روزی راسکل آ گئی ہے"...... ٹائیگر نے کار سے اتر کر اسے لاک کرتے ہوئے پارکنگ بوائے سے پوچھا۔

"یس سر۔ ابھی چند منٹ پہلے ان کی کار آئی ہے"...... لڑکے نے جواب دیا اور آگے بڑھ گیا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر پر موجود نوجوان اسے دیکھ کر مسکرایا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا۔

"کیسے ہو ہیری۔ کام ٹھیک چل رہا ہے"...... ٹائیگر نے قریب پہنچ کر کہا۔

"یس سر"...... ہیری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہاری میڈم آفس میں ہو گی۔ اسے میری آمد کی اطلاع دے دو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"آپ چلے جائیں۔ میں اطلاع دے دوں گا"...... ہیری نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ اسے روزی راسکل اور ٹائیگر کے درمیان تعلقات کی تمام جہتوں کا بخوبی علم تھا اور ٹائیگر اثبات میں سر ہلاتا ہوا اس راہداری کی طرف بڑھ گیا جس میں روزی راسکل کا آفس تھا۔ راہداری خالی پڑی تھی کیونکہ روزی راسکل نے اپنے آفس کے باہر کوئی دربان نہ رکھا ہوا تھا۔ ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا آفس کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر باقاعدہ دستک دی کیونکہ بہرحال اس آفس میں بیٹھنے والی خاتون تھی اور وہ بغیر دستک دیئے اندر جانا معیوب سمجھتا تھا۔

"یس۔ کم ان"...... اندر سے روزی راسکل کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے دروازے پر دباؤ ڈال کر اسے کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ سامنے میز کے پیچھے روزی راسکل بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

"تم جیسے مصروف آدمی کو یہاں آنے کی فرصت کیسے مل گئی"...... روزی راسکل نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں یہاں سے گزر رہا تھا کہ میں نے سوچا کہ تمہارا حال احوال معلوم کر لوں"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تم اور صرف حال احوال پوچھنے آؤ گے۔ کیا آج سورج مغرب سے طلوع ہوا ہے"...... روزی راسکل نے چونک کر اور انتہائی حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"تو کیا میں نے کوئی غلطی کی ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ظاہر ہے وہ عمران کی ہدایات پر عمل کر رہا تھا۔

"اصل بات بتاؤ جس کے لئے تم یہاں آئے ہو۔ اس طرح فضول باتیں تمہارے جیسے خشک مزاج آدمی کے منہ سے اچھی نہیں لگتیں"...... روزی راسکل نے کہا۔

"میں خشک مزاج ہوں۔ حیرت ہے۔ بہرحال اچھی سی کافی پلاؤ"...... ٹائیگر نے کہا تو روزی راسکل یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھنے لگی جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ اس کے سامنے واقعی ٹائیگر بیٹھا ہوا ہے جو سیدھے منہ بات کرنا گناہ سمجھتا تھا اور اب ایسی باتیں کر رہا تھا جیسے اس سے زیادہ ہمدردی اس دنیا پیدا نہ ہوا ہو۔

"کیا بات ہے۔ تم ایسے کیوں دیکھ رہی ہو مجھے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین نہیں آ رہا کہ تم وہی ٹائیگر ہو یا اس کے میک اپ

میں کوئی اور ہو"...... روزی راسکل نے کہا۔

"تم جس طرح چاہے یقین کر لو لیکن پہلے کافی منگوا لو۔ میں نے تمہارے کلب کی کافی کی بڑی تعریف سنی ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو روزی راسکل نے ایک طویل سانس لیا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے کسی کو کافی لانے کا کہہ دیا۔

"کافی آ رہی ہے۔ اب تم وہ اصل بات بتا دو جس کے لئے تم نے کھانے والے دانت چھپا کر دکھانے والے دانت نکال رکھے ہیں"...... روزی راسکل نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ روزی راسکل ہاتھی کے دانتوں والا محاورہ استعمال کر رہی ہے۔ مطلب ہے کہ ٹائیگر کسی خاص مقصد کے لئے نرمی پر اتر آیا ہے۔

"تم جو چاہو کہو میں برا نہیں مناؤں گا"...... ٹائیگر نے بڑی مشکل سے میز پر پڑے ہوئے قلمدان کو اٹھا کر روزی راسکل کے سر پر مارنے سے اپنے آپ کو روکتے ہوئے کہا۔

"تمہارا کھوکھلا پن اور مصنوعی لہجہ صاف دکھائی دے رہا ہے۔ اندر سے تم دانت کچکچا رہے ہو اور اوپر سے ہنس رہے ہو۔ بہرحال ابھی اصل بات سامنے آ جائے گی"...... روزی راسکل نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں کافی کی دو پیالیاں موجود تھیں۔ اس نے ایک ایک پیالی ان دونوں کے سامنے رکھ دی اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"میں نے پرسوں تمہاری خیریت پوچھنے کے لئے فون کیا تھا تو مجھے بتایا گیا کہ تم کافرستان گئی ہوئی ہو"...... ٹائیگر نے کافی کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میری خیریت پوچھنے کے لئے۔ کیوں۔ کیا میں ہسپتال میں داخل تھی یا تمہیں کسی نے بتایا تھا کہ میں مرنے والی ہوں"۔ روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اینٹی اسمگلنگ بیورو میں تمہاری گاڑی اور تمہارا ذکر ہو رہا تھا کہ تمہاری گاڑی اور تمہیں کافرستان کی سرحد میں جاتے اور پھر واپس آتے دیکھا گیا ہے۔ وہ لوگ تمہاری نگرانی کرانے کا سوچ رہے تھے لیکن میں نے انہیں کہہ دیا کہ تم اور جو چاہے کر سکتی ہو لیکن غیر قانونی کام نہیں کر سکتی۔ پھر میں نے تمہیں فون کیا تو پتہ چلا کہ تم چارٹرڈ طیارے پر کافرستان گئی ہوئی ہو"...... ٹائیگر نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"تو تم مجھ پر احسان جتانے آئے ہو۔ کیوں"...... روزی راسکل نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"احسان کس بات کا"...... ٹائیگر نے دانستہ چونک کر پوچھا۔

"یہی کہ تم نے مجھے اینٹی اسمگلنگ بیورو سے بچایا ہے"۔ روزی راسکل نے کہا۔

"ارے نہیں۔ یہ بات سچ ہے تم واقعی کوئی غیر قانونی کام نہیں کر سکتی اور سچ بولنا کوئی احسان نہیں ہوتا"...... ٹائیگر نے جواب

دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم میری نگرانی کراتے رہتے ہو۔ کیوں۔ سچ بتاؤ۔ کس نے تمہیں یہ ساری باتیں بتائی ہیں۔ سچ بولو۔ ورنہ"...... روزی راسکل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر تمہیں یقین نہیں آرہا تو میں فون پر تمہاری بات انسپکٹر آصف سے کرا سکتا ہوں۔ اس نے رپورٹ دی تھی تمہارے بارے میں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کیا رپورٹ دی تھی"...... روزی راسکل نے چونک کر کہا۔

"یہی کہ تمہاری کار کو کافرستانی سرحد میں داخل ہوتے اور پھر واپس آتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ ان لوگوں کے مخبر وہاں موجود ہوتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں خود ان سے نمٹ لوں گی۔ تمہیں میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے"...... روزی راسکل نے کہا۔

"اوکے۔ اب اجازت۔ اللہ حافظ"...... ٹائیگر نے کافی کا آخری گھونٹ لے کر اٹھتے ہوئے کہا اور پھر واپس مڑ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"ٹھہرو۔ واپس آجاؤ"...... روزی راسکل نے کہا۔

"سوری۔ میرے پاس فضول وقت نہیں ہوتا جو یہاں بیٹھ کر ضائع کرتا رہوں"...... ٹائیگر نے مڑ کر کہا اور پھر واپس دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"میں کہہ رہی ہوں آجاؤ۔ ورنہ"...... روزی راسکل نے یکلخت چیختے ہوئے لہجے میں کہا تو ٹائیگر مڑا۔ روزی راسکل کے ہاتھ میں مشین پسٹل نظر آرہا تھا۔

"اوہ۔ تو اب تم اس قابل ہو گئی ہو کہ ٹائیگر پر پسٹل اٹھا سکو۔ تمہیں اپنے بارے میں بڑی غلط فہمی ہو گئی ہے"...... ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یہاں آؤ۔ بیٹھو۔ میں کہہ رہی ہوں بیٹھ جاؤ"...... روزی راسکل نے پسٹل کو واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں البتہ تحکم موجود تھا اور ٹائیگر ہونٹ بھینچے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا بات ہے۔ بولو"...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں تمہارے استاد سے ملنا چاہتی ہوں۔ میرے پاس اس کے لئے ایک اہم خبر ہے"...... روزی راسکل نے کہا۔

"یہی اہم خبر ہے کہ تم کار لے کر پہلے پاکیشیائی سرحدی گاؤں میں گئی اور جب تمہیں معلوم ہوا کہ ماجو کافرستانی سرحدی گاؤں میں اسمگلر دلیر سنگھ سے ملنے گیا ہوا ہے تو تم کار لے کر وہاں پہنچ گئی۔ وہاں پہلے تم نے ان کا ایک آدمی ہلاک کر دیا پھر انہوں نے تمہیں بے ہوش کر کے ایک کرسی پر رسیوں سے باندھ دیا۔ اس کے بعد تم نے وہاں جدوجہد کی اور پھر ماجو دلیر سنگھ اور اس کے بارہ آدمیوں کا قتل عام کر کے تم وہاں سے واپس آ گئی اور یہاں آتے ہی

تم چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کافرستان چلی گئی اور اب تمہاری واپسی ہوئی ہے۔ یہی بتانا چاہتی ہو تم"...... ٹائیگر نے کہا تو روزی راسکل بے اختیار ہنس پڑی۔

"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے"...... ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آج پہلی بار مجھے احساس ہوا ہے کہ تمہاری اور تمہارے استاد کی نظروں میں میری کیا اہمیت ہے کہ تم دونوں میرے پیچھے پیچھے خوار ہوتے رہتے ہو"...... روزی راسکل نے ہنستے ہوئے اور مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اہمیت۔ ہونہہ۔ کبھی آئینہ دیکھا ہے تم نے۔ اہمیت"...... ٹائیگر نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تو تم مجھے بدصورت کہہ رہے ہو۔ میں بدصورت ہوں تو تم کیا ہو۔ تم تو انسان ہی نہیں ہو۔ گوریلا بھی تم سے خوبصورت ہو گا"...... روزی راسکل نے بھی غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کوئی جواب دیتا اس کی جیب سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا اور اس نے جلدی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کی فریکوئنسی شو کرنے والی پلیٹ پر نظر ڈال کر اس نے اسے آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران کی آواز سنائی دی

تو روزی راسکل بھی بے اختیار اچھل پڑی۔

"یس باس۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں۔ اوور"...... ٹائیگر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور روزی راسکل اس کا لہجہ سنتے ہی حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"کہاں ہو تم۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ روزی راسکل کافرستان سے واپس آ گئی ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا تو روزی راسکل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"یس باس۔ میں روزی راسکل کے آفس میں موجود ہوں۔ میں نے آپ کے حکم کے مطابق اس سے بات کی ہے لیکن وہ تو پچھلے پڑ۔ مم۔ مم میرا مطلب ہے کہ وہ سیدھے منہ بات ہی نہیں کر رہی۔ اوور"...... ٹائیگر نے روزی راسکل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور روزی راسکل کی آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگے۔

"اچھا ہوا کہ تم نے اپنی زبان بروقت روک لی۔ روزی راسکل شریف خاتون ہے اور خواتین کے بارے میں بات کرتے ہوئے محاوروں کا استعمال بھی سوچ سمجھ کر کرنا چاہئے۔ اس سے معلوم کرو کہ وہ کافرستان کیا کرنے گئی تھی۔ اسے دلیر سنگھ اور ماجو سے کیا معلوم ہوا تھا جس کی وجہ سے اسے فوراً کافرستان جانا پڑا۔ اوور"...... عمران کی آواز سنائی دی تو روزی راسکل کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"باس۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ آپ سے مل کر آپ کو کوئی اہم خبر

بتانا چاہتی ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں اس وقت بے حد مصروف ہوں اس لئے تم خود ہی یہ اہم خبر اس سے معلوم کر لو۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈال لیا۔ اب اس کی نظریں روزی راسکل پر جمی ہوئی تھیں۔

"تمہارا استاد واقعی انتہائی شریف آدمی ہے۔ عورتوں کی عزت کرنا جانتا ہے جبکہ تم۔ تم اس کے شاگرد ہونے کے باوجود احمق ہو"...... روزی راسکل نے کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر دوبارہ اسی کرسی پر بیٹھ گیا جس پر وہ پہلے بیٹھا ہوا تھا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کہ کیا خبر ہے"...... ٹائیگر نے اپنے معصوم سے لہجے میں کہا کہ روزی راسکل بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"مجھے تمہاری سعادت مندی پسند آئی ہے ٹائیگر۔ جس طرح تم اپنے استاد کا ادب کرتے ہو اور اس کا کہا مانتے ہو ایسا تو شاید قدیم دور کے شاگرد بھی نہ کرتے ہوں گے اس لئے میں تمہیں تفصیل بتا دیتی ہوں"...... روزی راسکل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ماجو اور دلیر سنگھ سے ہونے والی تمام گفتگو کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ وہ کرنل جگدیش کے بارے میں تفصیل معلوم کرنے کافرستان گئی تھی۔

"پھر کیا معلوم ہوا ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ کافرستان ملٹری انٹیلی جنس میں ایک سپیشل سیل قائم کیا گیا ہے جسے ڈیفنس سیل کہا جاتا ہے اور اس کا چیف کرنل جگدیش ہے۔ کرنل جگدیش اس وقت کہاں ہے یہ معلوم نہیں ہو سکا"...... روزی راسکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل جگدیش کے بارے میں تمہیں کس نے تفصیل بتائی تھی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہاں ایک گینگسٹر ہے راشنز کلب کا مالک اور جنرل مینجر شیکھر۔ اس کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں۔ میں نے اسے ایک لاکھ روپے دے کر یہ ساری تفصیل معلوم کی ہے"...... روزی راسکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اصل بات تو درمیان میں ہی رہ گئی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کون سی اصل بات"...... روزی راسکل نے چونک کر پوچھا۔

"کرنل جگدیش نے اگر یہ ساری کارروائی کرائی ہے تو اس کا مقصد کیا تھا اور کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا یا نہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اب یہ بات تو کرنل جگدیش سے ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ میں نے وہاں ایک آدمی کے ذمے لگا دیا ہے جیسے ہی کرنل جگدیش واپس آئے گا وہ آدمی مجھے اطلاع دے دے گا اور میں کافرستان جا کر اس کی روح سے بھی سب کچھ اگلوا لوں گی"...... روزی راسکل نے تیز لہجے

میں کہا۔

"لیکن یہ سب کچھ تم کیوں کر رہی ہو"...... ٹائیگر نے کہا تو روزی راسکل بے اختیار چونک پڑی۔

"کیوں کر رہی ہوں۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا"...... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس سارے کھیل میں تمہارے لئے کیا دلچسپی ہے۔ تمہیں تو یہی ٹاسک دیا گیا تھا کہ تم یہ معلوم کرو کہ ڈاگ جالسن کو کس پارٹی نے ہائر کیا تھا۔ وہ تم نے معلوم کر لیا کہ اسے کرنل جگدیش نے ہائر کیا تھا لیکن پھر تم کرنل جگدیش کے پیچھے کافرستان کیوں پہنچ گئی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ صرف تم اور تمہارا استاد ہی محب وطن ہو اور کوئی نہیں ہو سکتا"...... روزی راسکل نے غراتے ہوئے کہا۔

"اس میں حب الوطنی کہاں سے گھس آئی۔ سائنس دان سلوایا کا، اسے ہلاک کرانے والا کافرستانی فارمولا ایسا جو پاکیشیا کے کسی کام کا نہیں۔ پھر تم کس لئے اس میں اتنی دلچسپی لے رہی ہو"۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تمہارا استاد کیا احمق ہے جو اس میں اتنی دلچسپی لے رہا ہے اور تم بھی میرے پیچھے دم ہلاتے پھر رہے ہو۔ بولو کیوں"۔ روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر سلطان سیکرٹری وزارت خارجہ بھی ہیں اور باس کے انکل

بھی۔ان سے حکومت سلوایا نے درخواست کی ہے اور سر سلطان نے باس سے ذاتی طور پر اس فارمولے کو واپس حاصل کرنے کی درخواست کی ہے اس لئے باس اس معاملے میں دلچسپی لے رہے ہیں لیکن تمہارا اس معاملے میں دلچسپی لینا الٹا تمہیں مشکوک بنا رہا ہے اور تم جانتی ہو کہ مشکوک افراد کا کیا حشر ہوتا ہے"...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں مشکوک ہوں ۔ کیوں ۔ میں روزی راسکل مشکوک ہوں تم نے یہی کہا ہے نا"...... روزی راسکل نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ میں صاف بات کرنے کا عادی ہوں ۔ ہاں ۔ میں نے یہی کہا ہے اور یہ بھی سن لو کہ اب اگر تم نے اس معاملے میں دلچسپی لی تو ایک لمحے میں تمہاری گردن دس جگہوں سے ٹوٹ سکتی ہے"۔ ٹائیگر نے اٹھ کر تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آفس سے باہر آگیا۔اسے واقعی روزی راسکل پر غصہ آ رہا تھا جو خواہ مخواہ اپنی اہمیت بنانے کی غرض سے ایسے اہم بین الاقوامی معاملے میں کود پڑی تھی۔پارکنگ میں پہنچ کر اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر عمران کی ذاتی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بٹن آن کیا اور پھر بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"یس ۔ علی عمران اٹنڈنگ یو ۔اوور"...... تھوڑی دیر بعد عمران کی آواز سنائی دی۔

"باس ۔ میں آپ کو تفصیل سے رپورٹ دینا چاہتا ہوں ۔ آپ کہاں ہیں ۔اوور"...... ٹائیگر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر کوئی ٹوٹ پھوٹ ہو گئی ہو تو پہلے کسی ڈاکٹر سے مرہم پٹی کرا لو پھر فلیٹ پر آجانا ۔ میں وہیں ہوں ۔اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔اسے اب عمران پر بھی غصہ آ رہا تھا جو خواہ مخواہ اس روزی راسکل کو اہمیت دے رہا تھا ورنہ ٹائیگر واقعی اب تک روزی راسکل کا کچومر نکال چکا ہوتا لیکن وہ عمران کی وجہ سے مجبور تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے عمران کے فلیٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی ۔ اچانک اسے خیال آیا کہ عمران صاحب نے پہلی ٹرانسمیٹر کال پر تو کہا تھا کہ وہ مصروف ہیں اس لئے روزی راسکل سے نہیں مل سکتے اور اب وہ اپنے فلیٹ میں موجود ہیں ۔ اس کا کیا مطلب ہوا اور پھر فوراً ہی اس کے ذہن میں ایک خیال آیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا ۔ اسے خیال آیا تھا کہ عمران نے دانستہ روزی راسکل سے ملاقات کرنے سے گریز کیا تھا۔اس کا مطلب یہی نکلتا تھا کہ وہ روزی راسکل کو کوئی اہمیت نہیں دیتا تھا جبکہ اس کے مقابل وہ ٹائیگر کو اہمیت دے رہا تھا اور یہی بات اس کے لئے مسرت کا باعث بن رہی تھی ۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار فلیٹ کے سامنے پہنچ گئی اور چند لمحوں بعد ٹائیگر عمران کے سامنے بیٹھا اسے ساری تفصیل بتا رہا تھا۔

"کمال ہے۔ روزی راسکل نے بڑی اہم معلومات حاصل کی ہیں کرنل جگدیش، ڈیفنس سپیشل سیل، ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ روزی راسکل میں سیکرٹ سروس کی مخصوص صلاحیتیں موجود ہیں"۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر کا منہ بن گیا۔

"باس۔ وہ احمق عورت ہے۔ آپ خواہ مخواہ اسے اہمیت نہ دیں"...... ٹائیگر سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

s4sheikh@gmail.com

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں ابھی شاگردی کے مزید گر بتانے پڑیں گے۔ میں تو یہی سمجھا تھا کہ تم نے تمام گر سیکھ لئے ہیں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیسے گر باس"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"یہی کہ دوسروں سے کام کیسے لیا جاتا ہے اور جس سے کام لینا ہو اس کو اس طرح اہمیت دو جیسے وہ دنیا کا سب سے بڑا عقل مند ہو اور خود احمق بن جاؤ۔ مقصد کو ٹارگٹ میں رکھو اور تم مقصد کو ٹارگٹ میں رکھنے کی بجائے حسد میں مبتلا ہو جاتے ہو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"سوری باس۔ میں سمجھ گیا۔ آپ روزی راسکل سے صرف کام لینا چاہتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ بات تمہیں خود ہی سمجھ لینا چاہئے تھی۔ تم نے مجھے مایوس کیا ہے"...... عمران کے لہجے میں ناراضگی تھی۔

"آئی ایم سوری باس۔ آئندہ ایسا نہیں ہوگا"...... ٹائیگر نے انتہائی معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ کوشش کیا کرو کہ یہ لفظ سوری تمہیں کم سے کم استعمال کرنا پڑے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب تم جاؤ۔ میں اس کرنل جگدیش کا حدود اربعہ معلوم کر کے پھر اس سلسلے میں کسی آئندہ اقدام کا فیصلہ کروں گا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور اس نے عمران کو سلام کیا اور پھر سٹنگ روم سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا فلیٹ سے باہر آ گیا۔

s4sheikh@gmail.com

کرنل جگدیش ڈیفنس سیکرٹری کے آفس میں داخل ہوا اور اس نے ڈیفنس سیکرٹری کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"بیٹھو"...... ڈیفنس سیکرٹری نے مخصوص لہجے میں کہا تو کرنل جگدیش میز کی دوسری طرف کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات کے ساتھ ساتھ پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ وہ اپنے سیل کے ممبران سمیت پرتاب پورہ کے ویران پہاڑی علاقے میں پہنچ گیا تھا۔ وہاں اس نے وہاں کے ملٹری انچارج کرنل سکھ داس سے مل کر باقاعدہ لیبارٹری کے گرد حفاظتی حصار بھی قائم کر دیا تھا۔ کرنل سکھ داس چونکہ اس کا دوست تھا اس لئے اس نے کرنل جگدیش کے ساتھ پورا پورا تعاون کیا تھا۔ کرنل جگدیش نے وہاں نہ صرف اپنے ممبران کو مختلف جگہوں پر تعینات کر دیا تھا بلکہ وہاں اس نے انتہائی جدید سائنسی آلات بھی

نصب کر دیئے تھے اور خود اس نے اپنا ہیڈ کوارٹر ایک فراخ اور صاف ستھرے غار میں بنایا تھا جہاں ایسی مشین موجود تھی جو پرتاب پورہ میں اڑتی ہوئی مکھی کو بھی چیک کر کے سکرین پر پیش کر دیتی تھی۔ یہ مشین کرنل جگدیش نے خصوصی طور پر ایکریمیا سے منگوائی تھی۔ اس کو کوڈ میں زیرو ون کہا جاتا تھا۔ کرنل جگدیش نے اپنے غار کے ہیڈ کوارٹر میں سیٹلائٹ کے ذریعے فون بھی لگوا لیا تھا اس طرح اس کا رابطہ دارالحکومت میں اپنے ہیڈ کوارٹر سے بھی رہتا تھا اور دوسرے لوگوں سے بھی۔ یہ سارے انتظامات کر کے کرنل جگدیش پوری طرح مطمئن ہو گیا تھا کہ اب اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یا کسی اور ملک کی کوئی ایجنسی وہاں آئی تو وہ یقینی طور پر چیک ہو کر کرنل جگدیش کے ہاتھوں ہلاک ہو جائے گی۔ پرتاب پورہ میں ملٹری انچارج کرنل سکھ داس تھا جبکہ ایئر فورس اڈے کا انچارج کمانڈر رام دیال تھا۔ رام دیال نے بھی اس معاملے پر اس سے مکمل تعاون کیا تھا اور پھر جب وہ ہر طرف سے پوری طرح مطمئن ہو گیا تو اچانک اسے ڈیفنس سیکرٹری کا فون ملا اور اسے فوری طور پر آفس کال کیا گیا تھا اور وہ فون ملتے ہی وہاں سے روانہ ہو گیا تھا اور اب وہ آفس میں بیٹھا تھا۔

"تمہیں اس طرح اچانک اور فوری کال پر حیرت تو ہو رہی ہو گی"...... ڈیفنس سیکرٹری نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ لیکن سر۔ ظاہر ہے کوئی خاص معاملہ ہی ہو گا"۔ کرنل

جگدیش نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن پہلے تم بتاؤ کہ تم نے وہاں لیبارٹری کی حفاظت کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا تو کرنل جگدیش نے اسے تمام تفصیل بتا دی۔

"گڈ۔ یہ واقعی بہترین انتظامات ہیں لیکن"...... ڈیفنس سیکرٹری لیکن کہہ کر خاموش ہو گیا تو کرنل جگدیش بے اختیار چونک پڑا۔

"لیکن کیا سر"...... کرنل جگدیش نے بے اختیار پوچھا۔

"لیکن ابھی چونکہ فوری وہاں کوئی خطرہ نہیں ہے اس لئے تم ابھی یہاں دار الحکومت میں یہاں ہی کام کرو گے۔ یہاں ایک خطرہ تمہاری طرف بڑھ رہا ہے اور تم نے ہی اس خطرے سے نجات حاصل کرنی ہے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا تو حیرت کے مارے کرنل جگدیش کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

"خطرہ میری طرف بڑھ رہا ہے۔ کیا آپ وضاحت کریں گے سر"...... کرنل جگدیش نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہمیں ہمارے خاص مخبروں نے جو اطلاعات دی ہیں ان کے مطابق راشٹر کلب کے مالک اور جنرل مینجر شنکر نے تمہارے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں اور جب ہمارے حکم پر اس کا پس منظر ٹریس کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس شنکر کے پاس پاکیشیا سے انڈر ورلڈ

میں کام کرنے والی ایک عورت جسے روزی راسکل کہا جاتا ہے کافرستان آئی تھی اور اس نے شنکر کو ایک لاکھ روپے دے کر اس کے ذریعے یہ معلومات حاصل کی ہیں اور روزی راسکل یہ معلومات حاصل کر کے واپس پاکیشیا چلی گئی ہے ورنہ ہم اسے گرفتار کر لیتے۔ شنکر کو ہم نے اس لئے نہیں چھیڑا کہ اس کی اطلاع لامحالہ پاکیشیا میں اس روزی راسکل تک پہنچ جاتی اور وہ لوگ چھپ جاتے جبکہ تم اپنے مخصوص پیشہ وارانہ انداز میں اس بات کا سراغ لگاؤ کہ یہ روزی راسکل تمہارے بارے میں کیوں معلومات حاصل کر رہی ہے اور پھر مجھے تفصیلی رپورٹ دو۔ اس کے بعد میں فیصلہ کروں گا کہ تمہیں دوبارہ پرتاب پورہ بھجوایا جائے یا نہیں کیونکہ حکومت اس فارمولے کو تیار کرنے سے پہلے کسی صورت اوپن نہیں کرنا چاہتی اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تمہارے ذریعے یہ فارمولا اوپن ہو جائے اور یہ بھی سن لو کہ ہمارے لئے یہ انتہائی آسان بات تھی کہ فارمولے کو اوپن ہونے سے بچانے کے لئے تمہیں کسی بھی روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک کرا دیا جاتا۔ اس طرح تمہاری ہلاکت کے بعد معاملات خود بخود زیرو ہو جاتے لیکن تمہاری خدمات کے پیش نظر ایسا نہیں کیا گیا بلکہ تمہیں موقع دیا جا رہا ہے کہ تم اس معاملے کو اس انداز میں ہینڈل کرو کہ سب کچھ حکومت کے سامنے بھی آ جائے اور فارمولا بھی اوپن نہ ہو سکے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا تو کرنل جگدیش نے بے اختیار جھرجھری سی لی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ڈیفنس سیکرٹری کی دھمکی

صرف دھمکی ہی نہ تھی بلکہ حکومت اس پر عمل درآمد بھی کرا سکتی تھی۔

"میں آپ کا اور حکومت کا شکر گزار ہوں جناب۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے آپ کے سامنے رکھ دوں گا"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں تم سے یہی امید ہے اور اس امید پر ہی تمہیں یہ ٹاسک دیا جا رہا ہے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"جناب۔ پرتاب پورہ میں میرے آدمی موجود ہیں اور وہاں میں نے جو انتظامات کئے ہیں کیا انہیں رہنے دیا جائے یا سب کچھ واپس لے لیا جائے۔ جیسے آپ حکم دیں"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"آپ اکیلے یہاں کیا کریں گے۔ ظاہر ہے آپ کے آدمی ہی سب کچھ کریں گے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میرے سیل کے خاص آدمی پاکیشیا میں بھی موجود ہیں اور یہ روزی راسکل بھی پاکیشیا کی ہی عورت ہے اس لئے اس معاملے کی چابی کافرستان میں نہیں ہے بلکہ پاکیشیا میں ہے اور میں یہ سارا کام بغیر اپنے آدمیوں کے آسانی سے کر لوں گا"۔ کرنل جگدیش نے کہا۔

"نہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ تمہاری وجہ سے پرتاب پورہ اور اس کی لیبارٹری کسی بھی طرح سامنے آئے۔ تمہارے آدمی وہاں رہے تو ظاہر ہے تمہارا رابطہ بھی اپنے آدمیوں کے ساتھ رہے گا اور اس طرح

وہ سپاٹ اور لیبارٹری بھی اوپن ہو سکتی ہے۔ تم تمام انتظامات آف کر دو اور اپنے آدمیوں سمیت فوری واپس آجاؤ اور دوبارہ تم نے اس وقت تک ادھر کا رخ نہیں کرنا جب تک حکومت تمہیں اس کی باقاعدہ اجازت نہ دے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے صاف اور واضح انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ آپ کے احکامات کی تعمیل ہو گی سر"...... کرنل جگدیش نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں یقین ہے کرنل جگدیش کہ اس معاملے میں تم ہماری امیدوں پر پورے اترو گے۔ ہمیں تمہاری رپورٹ کا انتظار رہے گا"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا تو کرنل جگدیش اٹھا اور اس نے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا اور پھر مڑ کر آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے آفس میں پہنچ چکا تھا۔ اس کا ذہن گھوم رہا تھا۔ جو کچھ ڈیفنس سیکرٹری نے اسے کہا تھا اس کے لئے انتہائی توہین آمیز تھا لیکن وہ اس بات پر ڈیفنس سیکرٹری کا دل ہی دل میں شکریہ ادا کر رہا تھا کہ اسے ہلاک کرنے کا فیصلہ نہیں کر لیا گیا۔ بہرحال اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس روزی راسکل سے اصل بات معلوم کر کے ہی چھوڑے گا۔ روزی راسکل کے بارے میں پہلے ہی اسے اطلاع مل چکی تھی کہ روزی راسکل کا تعلق انڈر ورلڈ کے ایک آدمی ٹائیگر سے ہے اور ٹائیگر کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خطرناک ایجنٹ عمران سے ہے لیکن اس نے پرتاب پورہ جانے کی وجہ سے اس پر

توجہ نہ دی تھی۔ اس نے رسیور اٹھایا اور اپنے نمبر ٹو کو اس نے پرتاپ پورہ کا تمام سیٹ اپ ختم کر کے سب ممبران کی واپسی کا حکم دے کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ شنگھر سے معلومات حاصل کرے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا کیونکہ شنگھر اسے زیادہ سے زیادہ روزی راسکل کے بارے میں بتا سکتا تھا جبکہ وہ اس بارے میں پہلے ہی جانتا تھا اس لئے اس نے سوچا کہ اسے اس روزی راسکل سے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ وہ اسے کیوں ٹریس کر رہی ہے۔ اس کا کیا مقصد ہے اور وہ اسے ٹریس کر کے کیا معلوم کرنا چاہتی ہے اس کے لئے اس کے ذہن کے مطابق دو طریقے تھے ایک تو یہ کہ وہ خود وہاں جاتا اور اس روزی راسکل سے سب کچھ معلوم کر لیتا۔ دوسرا طریقہ یہ تھا کہ وہ اس روزی راسکل کو پاکیشیا سے اغوا کرا کر یہاں منگواتا اور پھر اطمینان سے سب کچھ معلوم کر لیتا اور پھر کافی سوچ بچار کے بعد اس نے دوسرا طریقہ اختیار کرنے کا سوچا۔ ایک بار تو اسے خیال آیا کہ وہ راجر کے ذریعے یہ کام کرائے لیکن پھر اس نے یہ سوچ کر ارادہ بدل دیا کہ راجر کا وہاں زیر زمین دنیا میں خاصا اثر و رسوخ ہے اور ایسا نہ ہو کہ اس پر شک پڑ جائے اور پھر راجر کے ذریعے وہ ٹارگٹ بن جائے اس لئے اس نے ایک اور ذریعہ استعمال کرنے کا سوچا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے موجود سفید رنگ کا بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پاکیشیا کا رابطہ نمبر اور

پاکیشیائی دارالحکومت کا رابطہ نمبر اسے معلوم تھا اس لئے وہ مسلسل نمبر پریس کرتا جا رہا تھا۔ چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"ماسٹر قاسم بول رہا ہوں"...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کرنل جگدیش بول رہا ہوں قاسم"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ کیسے یاد کیا آج قاسم کو جناب"...... دوسری طرف سے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"تمہارا دعویٰ ہے کہ معقول معاوضے پر تم دنیا کا ہر کام اچھائی بے داغ طریقے سے کر لیتے ہو"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"ہاں۔ سوائے خودکشی کے باقی ہر کام"...... ماسٹر قاسم نے جواب دیا تو کرنل جگدیش بے اختیار ہنس پڑا۔

"پاکیشیا کی ایک عورت کو اغوا کر کے کافرستان پہنچانا ہے۔ اس انداز میں کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ اس عورت کو کس نے اغوا کیا ہے اور کہاں پہنچایا ہے۔ اب بولو۔ کیا یہ کام کر سکتے ہو"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"عورت کون ہے"...... ماسٹر قاسم نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عورت کا تعلق پاکیشیائی انڈر ورلڈ سے ہے۔ یہ تفصیل اس وقت بتاؤں گا جب تم حامی بھر و گے"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"ہو جائے گا آپ کا کام"...... ماسٹر قاسم نے کہا۔

"تو پھر سن لو کہ اس عورت کا نام روزی راسکل ہے۔ روز کلب کی مالک اور جنرل مینجر۔ کیا تم اسے جانتے ہو"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"اسے کون نہیں جانتا کرنل صاحب"...... ماسٹر قاسم نے جواب دیا۔

"تو اب بتاؤ۔ کیا یہ کام تم بے داغ انداز میں کر سکتے ہو یا نہیں"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"دس لاکھ روپے معاوضہ ہو گا۔ اگر آپ کو منظور ہو تو آپ کا کام ہو جائے گا اور اس انداز میں ہو گا کہ قیامت تک کسی کو معلوم نہ ہو سکے گا کہ روزی راسکل اچانک اس دنیا سے کہاں غائب ہو گئی ہے"...... ماسٹر قاسم نے کہا۔

"میں نے اسے ہلاک کرانے کا نہیں اغوا کرنے کا کہا ہے"۔ کرنل جگدیش نے کہا۔

"پاکیشیا سے تو وہ غائب ہو جائے گی۔ اس کے بعد آپ کا کام ہے کہ آپ اسے ہلاک کرتے ہیں یا زندہ چھوڑ دیتے ہیں۔ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ اسے اغوا میں نے کرایا ہے"...... ماسٹر نے جواب دیا۔

"کتنے دنوں میں یہ کام کر لو گے"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"اسے اغوا کر کے پہنچانا کہاں ہے"...... ماسٹر قاسم نے کہا۔

"کافرستان بذریعہ لانچ۔ جہاں میرے آدمی اسے وصول کر لیں

گے"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"اس کا معاوضہ ایک لاکھ علیحدہ ہو گا"...... ماسٹر قاسم نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"اوکے۔ ڈن۔ آپ آدھی رقم کافرستان میں میرے بینک اکاؤنٹ میں جمع کرا دیں۔ آپ کا کام چند گھنٹوں میں ہو جائے گا"...... ماسٹر قاسم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بینک اکاؤنٹ اور دوسری تفصیلات بتا دیں۔

"ٹھیک ہے"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"کس گھاٹ پر اسے پہنچایا جائے"...... ماسٹر قاسم نے پوچھا۔

"سوناری گھاٹ پر۔ لیکن پہلے مجھے اطلاع دے کر"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ باقی آدھی رقم آپ کو اسے وصول کرتے ہوئے دینا ہو گی"...... ماسٹر قاسم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ڈن۔ لیکن خیال رکھنا اس کا تعلق خطرناک لوگوں سے ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اس کے پیچھے تمہارے ذریعے مجھ تک پہنچ جائیں"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ اس کا تعلق ٹائیگر سے ہے اور ٹائیگر کا تعلق عمران سے۔ لیکن آپ بے فکر رہیں۔ کام اس انداز میں ہو گا کہ ٹائیگر کے فرشتوں کو بھی اس کا علم نہ ہو سکے گا۔ میں ایسے کاموں

میں مہارت رکھتا ہوں"...... ماسٹر قاسم نے کہا۔

"اوکے۔ پھر کام شروع کر دو اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہ کام کر ڈالو"...... کرنل جگدیش نے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے اپنے منیجر کو کال کر کے ماسٹر قاسم کا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں تفصیل بتا کر طے شدہ معاوضے کی آدھی رقم جمع کرانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ وہ ماسٹر قاسم سے بہت اچھی طرح واقف تھا اس لئے اسے سو فیصد یقین تھا کہ ماسٹر قاسم اس انداز میں کام کرے گا کہ کسی کو معلوم تک نہ ہو سکے گا کہ روزی راسکل کو زمین کھا گئی یا آسمان اور پھر وہ روزی راسکل سے ساری معلومات حاصل کرے گا کہ وہ کیوں اس کے پیچھے کافرستان آئی تھی اور کس نے اسے ہائر کیا تھا۔

s4sheikh@gmail.com

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... عمران نے سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ نے تو اب دانش منزل کا رخ کرنا ہی چھوڑ دیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا کروں۔ یہاں آؤ تو تم صرف چائے کے ایک کپ پر ٹرخا دیتے ہو۔ یہ نہیں کہ کبھی کسی اچھے سے ہوٹل میں کھانے کی دعوت ہی دے دو"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ دعوت قبول کریں گے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

s4sheikh@gmail.com

"کیوں نہیں۔ تم دعوت دے کر تو دیکھو۔ میں سچ لاؤ لشکر بھیجتا ہوں یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"لاؤ لشکر۔ کیا مطلب۔ یہ لاؤ لشکر کہاں سے آ جائے گا۔ آپ کا مطلب سیکرٹ سروس کے ممبران سے تو نہیں ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ وہ سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں جبکہ میں تو بس کرائے کا سپاہی ہوں۔ وہ میرے ساتھ کیوں آئیں گے۔ ان سے ہٹ کر بھی تو میرے دوست ہیں۔ جوزف ہے، جوانا ہے اور ٹائیگر۔ ٹائیگر کی نصف بہتر روزی راسکل اور سب سے اہم آغا سلیمان پاشا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو اس بار بے اختیار ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اور اگر تم لاؤ لشکر میں مزید وسعت چاہتے ہو تو سر سلطان ہیں۔ سرداور ہیں اور بھی ایسے بہت سے سرکاری سر آ جائیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"پھر تو مجھے ان کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا رہنا پڑے گا کیونکہ ظاہر ہے سر سلطان کے سامنے میں صرف طاہر ہوں گا اور سرداور تو شاید مجھے سرے سے نہ جانتے ہوں۔ ارے ہاں۔ یہ آپ نے کیا کہا تھا ٹائیگر کی نصف بہتر روزی راسکل۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔ کیا ٹائیگر نے روزی راسکل سے شادی کر لی ہے"...... بلیک زیرو نے بات کرتے کرتے اس انداز میں کہا جیسے باتیں کرتے ہوئے اچانک

اسے اس بات کا خیال آ گیا ہو۔

"جس روز شادی ہوئی روزی کی لاش ہی حجلہ عروسی سے برآمد ہو گی اس لئے بہتر ہے کہ یہ شادی نہ ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر آپ نے نصف بہتر کیوں کہا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس لئے کہ بیگم کو نصف بہتر کہا جاتا ہے اور روزی راسکل جس انداز کی خاتون ہے اس لئے اسے نصف بدتر ہی کہا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا تو بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔ عمران نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے چونکہ اس فون میں لاؤڈر کا بٹن مستقل پریسڈ رہتا تھا اس لئے دوسری طرف سے بجنے والی گھنٹی کی آواز میز کی دوسری طرف بیٹھا ہوا بلیک زیرو بھی بخوبی سن رہا تھا۔

"ناٹران بول رہا ہوں"...... رسیور اٹھتے ہی ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ناٹران کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

"تمہاری کارکردگی روز بروز بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ کیوں"۔ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا اور اس کی بات اور لہجہ سن کر بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"آئی ایم سوری سر۔ آئندہ ایسی کوتاہی نہیں ہو گی"...... ناٹران

نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"میرے نزدیک سوری سب سے ناپسندیدہ لفظ ہے۔ سوری کہنے کا موقع آئندہ نہ آنے دینا ورنہ سوری کہنے کی نوبت ہی نہیں آئے گی"...... عمران کا لہجہ پہلے سے زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

"یس سر"...... ناٹران نے قدرے لرزتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"کافرستان کی ملٹری انٹیلی جنس میں ایک سپیشل سیل بنایا گیا ہے جسے ڈیفنس سیل کہتے ہیں۔ اس کا چیف کرنل جگدیش ہے جو ایکریمیا کا تربیت یافتہ ہے لیکن تم نے آج تک اس بارے میں کوئی رپورٹ ہی نہیں دی جبکہ تمہاری وہاں موجودگی کا مقصد ہی یہی ہے کہ تم ایسے معاملات کو ٹریس کر کے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہو"۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"میں ابھی اس بارے میں تمام معلومات کر کے رپورٹ کرتا ہوں سر۔ آئندہ کوتاہی نہ ہو گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کس بارے میں معلومات حاصل کرو گے"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"ڈیفنس سیل اور کرنل جگدیش کے بارے میں سر"...... ناٹران نے جواب دیا۔

"اس بارے میں جو رپورٹ تھی وہ پہلے ہی میرے پاس پہنچ چکی ہے اس لئے تو میں نے تمہیں وارننگ دی ہے کیونکہ ایسی رپورٹ

تمہاری طرف سے ملنی چاہئے تھی۔ بہرحال اصل معاملہ یہ ہے کہ سلوایا کا ایک سائنس دان ڈاکٹر شوائل خلائی سیارائل کا ایک اہم فارمولا لے کر پاکیشیا پہنچا۔ وہ اسے شوگران حکومت کو فروخت کرنا چاہتا تھا لیکن پھر ایک پیشہ ور قاتل ڈاگ جانسن نے اسے ہلاک کیا اور فارمولا اس سے حاصل کر لیا۔ پھر ڈاگ جانسن بھی غائب ہو گیا۔ حکومت سلوایا نے اس سلسلے میں حکومت پاکیشیا سے سرکاری طور پر رابطہ کیا۔ یہ چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کیس نہ تھا اس لئے میں نے عمران کے ذمے لگا دیا۔ عمران کے شاگرد ٹائیگر نے جب اس ڈاگ جانسن کو ٹریس کرنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ اسے بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور ڈاگ جانسن کو یہ کام یہاں کے ایک کلب کے سپروائزر کارلیف نے دیا تھا۔ کارلیف سے اسے معلوم ہوا کہ یہ کام اسے ایک اسمگلر ماجو نے دیا تھا۔ ماجو کا تعلق کافرستانی اسمگلر دلیر سنگھ سے تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر اس ماجو اور دلیر سنگھ تک پہنچتا یہاں کے ایک کلب کی مالکہ لڑکی روزی راسکل جو محب وطن ہے اور ٹائیگر کی دوست ہے وہ ان دونوں تک پہنچ گئی۔ اس روزی راسکل نے بتایا ہے کہ دلیر سنگھ اور ماجو کو یہ کام کافرستان کے کرنل جگدیش نے دیا تھا۔ پھر روزی راسکل اس کرنل جگدیش کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کافرستان چلی گئی اور وہاں راشنر کلب کے مالک اور جنرل منیجر شنکر کے ذریعے اس نے کرنل جگدیش کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور شنکر نے جو معلومات دیں

وہ ٹائیگر نے روزی راسکل سے معلوم کر کے مجھے پہنچائیں اور وہی میں نے تمہیں بتائی ہیں۔ مجھے یہ محسوس کر کے بے حد افسوس ہوا کہ ایک عام سی عورت کافرستان جا کر یہ سب کچھ معلوم کر کے آ جاتی ہے اور تم وہاں موجود رہ کر بھی کچھ معلوم نہیں کر سکے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں خود شرمندہ ہوں سر۔ اب آپ جو حکم دیں"...... ناٹران نے کہا۔

"یہ فارمولا یقیناً کرنل جگدیش تک پہنچا ہو گا۔ تم نے معلوم کرنا ہے کہ اب یہ فارمولا کہاں ہے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... ناٹران نے کہا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

"یہ واقعی سیکرٹ سروس کا کیس تو نہیں بنتا کیونکہ پاکیشیا تو خلائی میزائل سازی میں داخل ہی نہیں ہوا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر یہ فارمولا کافرستان لے جایا گیا اور وہاں اس پر کام ہو رہا ہے تو پھر ہمیں ہر صورت میں یہ فارمولا واپس حاصل کرنا ہے کیونکہ سپر پاورز کے مطابق خلائی میزائل سازی پر پاکیشیا خاموشی سے کام کر رہا ہے لیکن یہ عام میزائل نہیں ہے بلکہ ایڈوانس خلائی میزائل ہے۔ ایسا میزائل تو سپر پاورز کے پاس بھی نہیں ہے اس لئے اگر کافرستان

اس میزائل کو تیار کر لیتا ہے تو پھر ہمارے خلا میں موجود سیٹلائٹ بھی خطرے میں آ جائیں گے اور ہمارے دوست ممالک کے بھی"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"روزی راسکل اس معاملے میں کیوں دلچسپی لے رہی ہے" ...چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بلیک زیرو نے پوچھا۔

"پہلے تو حکومت ملوایا کے ایجنٹوں نے روزی راسکل کو اس ڈاگ جانسن کو ٹریس کرنے کا ٹاسک دیا تھا لیکن پھر شاید روزی راسکل کی حب الوطنی نے جوش مارا اور وہ کرنل جگدیش کو ٹریس کرنے کافرستان پہنچ گئی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس نے زیادہ اس سلسلے میں کام کیا تو اسے ہلاک بھی کیا جا سکتا ہے۔ وہ سیکرٹ ایجنٹ تو بہرحال نہیں ہے۔ عام عورت ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن وہ جس فطرت کی خاتون ہے اسے جبراً کسی کام سے روکا بھی نہیں جا سکتا"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ایک طرف پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور اس پر ٹائیگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس ۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو ۔ اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"روزی راسکل اس وقت کہاں موجود ہو گی ۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"اپنے کلب میں ہو گی باس ۔ وہ زیادہ تر وہیں رہتی ہے ۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اس کا فون نمبر بتاؤ ۔ اوور"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے فون نمبر بتا دیا۔

"تم وہاں پہنچو ۔ میں اسے فون کر کے کہہ دیتا ہوں کہ وہ تم سے مکمل تعاون کرے ۔ تم اس سے کرنل جگدیش کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم کرو کیونکہ روزی راسکل آسانی سے مطمئن ہونے والی خاتون نہیں ہے ۔ وہ لازماً اس کرنل جگدیش کے بارے میں سب کچھ معلوم کر کے ہی واپس آئی ہو گی ۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس ۔ مجھے وہاں پہنچنے میں نصف گھنٹہ لگ جائے گا ۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے ایک طرف کیا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور ٹائیگر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"روز کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی

لہجہ بے حد مہذب تھا۔

"علی عمران ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں ۔ روزی راسکل سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"سر ۔ میں آپ کو اور ٹائیگر صاحب کو جانتی ہوں ۔ میڈم ابھی تک آفس ہی نہیں آئیں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کیا وہ کہیں گئی ہوئی ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"مجھے تو کچھ معلوم نہیں ہے سر ۔ وہ عین وقت پر آفس آ جایا کرتی ہیں لیکن ابھی تک نہیں پہنچیں ۔ میں نے ان کے رہائشی حصے میں فون کیا تھا لیکن وہاں کوئی فون ہی اٹنڈ نہیں کر رہا اس لئے میں خاموش ہو گئی کیونکہ میڈم اپنی مرضی کے خلاف بات ہو جانے پر بہت غصے میں آ جاتی ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھا ۔ ٹائیگر کلب آ رہا ہے ۔ اسے کہو کہ وہ مجھ سے ٹرانسمیٹر پر بات کرے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا اور پھر ٹرانسمیٹر پر اپنی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دی۔

"آپ ٹائیگر کو کیا ہدایات دینا چاہتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی کہ وہ اس روزی راسکل سے ہر صورت میں ملاقات کرے ورنہ وہ آفس سے ہی معلوم ہونے پر کہ روزی راسکل موجود نہیں

ہے واپس چلا جائے گا"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا وہ اس سے ملاقات کرنے سے کتراتا ہے"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

"ان دونوں کی آپس میں نہیں بنتی۔ روزی راسکل عام عورتوں سے ہٹ کر منفرد فطرت کی مالک ہے اور زود رنج بھی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دل کی بھی صاف ہے۔ جو دل میں آتا ہے فوراً ہی کہہ دیتی ہے اور ٹائیگر کو اس کی ایسی باتوں پر غصہ آجاتا ہے جس کا نتیجہ یہ کہ وہ دونوں کھلنڈری بلیوں کی طرح ایک دوسرے سے لڑنا شروع کر دیتے ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"ویسے آپ روزی راسکل کو کچھ زیادہ اہمیت نہیں دے رہے"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"جو کام کرتا ہے اسے اہمیت دی جاتی ہے۔ تمہارا ناٹران کافرستان میں رہتے ہوئے غافل رہا جبکہ روزی راسکل نے نہ صرف کرنل جگدیش کے بارے میں ابتدائی معلومات، اسمگلروں ماجھو اور دلیر سنگھ سے حاصل کیں اور پھر خود کافرستان جا کر بھی اس بارے میں اہم معلومات حاصل کر لیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس نے جو کچھ ٹائیگر کو بتایا ہے یہ ادھورا ہے ورنہ وہ مجھ سے ملاقات کرنے کی بات نہ کرتی"۔۔۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ جیسے آپ نے بتایا ہے یہ دونوں اتنی بات کے بعد ہی آپس میں لڑ پڑے ہوں گے اس لئے باقی باتیں اس

نے نہیں بتائی ہوں گی"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر کی سیٹی کی آواز سنائی دی تو عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور"۔۔۔۔۔ ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ علی عمران اٹنڈنگ یو۔ بہت دیر لگا دی تم نے کال کرنے میں۔ اوور"۔۔۔۔۔ عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"روزی راسکل کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ اوور"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بھی بے اختیار چونک پڑا۔

"کیسے معلوم ہوا۔ اوور"۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"باس۔ روزی راسکل اپنی رہائش گاہ سے آفس نہیں آئی تھی۔ چنانچہ میں اس کی رہائش گاہ پر گیا جو کلب سے ملحقہ ہے۔ وہاں دربان کی لاش پڑی ہوئی تھی جبکہ روزی راسکل غائب تھی۔ میں نے اس کا بیڈ روم چیک کیا تو وہاں ابھی تک ہلکی سی نامانوس سی بو پھیلی ہوئی تھی اور بیڈ کے نیچے اس کے نائٹ سلیپر بھی پڑے ہوئے تھے جس سے میں اس نتیجے پر پہنچا کہ دربان کو ہلاک کر کے اغوا کرنے والوں نے بیڈ روم میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی اور پھر بے ہوش روزی راسکل کو اٹھا کر نکل گئے۔ یہ معلوم ہونے پر میں نے ادھر ادھر سے معلومات حاصل کیں تو صرف اتنا پتہ چل سکا ہے کہ سیاہ

رنگ کی جیپ میزدہ کار اس گلی میں جاتی اور پھر واپس آتی دیکھی گئی ہے۔ اس میں دو آدمی موجود تھے اور ان کے بھی صرف سرسری سے حلیے معلوم ہو سکے ہیں۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اگر اسے اغوا کیا گیا ہے تو پھر لامحالہ یہ کام کافرستان کے اس کرنل جگدیش نے کرایا ہوگا اور ان حالات میں اسے سمندر کے راستے ہی کافرستان پہنچایا جا سکتا ہے۔ تم سارے معاملے کو چیک کرو اور پھر رپورٹ دو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ اٹھ کھڑا ہوا تو بلیک زیرو بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"میں فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ ناٹران کی طرف سے کوئی اطلاع آئے تو مجھے فون پر بتا دینا"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹائیگر نے کار ایک کلب کی پارکنگ میں لے جا کر روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کلب کی پارکنگ اس وقت تقریباً خالی تھی۔ اکا دکا کاریں وہاں کھڑی نظر آ رہی تھیں۔ اس طرح کلب میں آنے جانے والے افراد بھی خال خال ہی نظر آ رہے تھے کیونکہ اس ٹائپ کے کلب راتوں کو ہی آباد ہوتے تھے۔ دن کو تو یہاں صرف وہ لوگ آتے تھے جو کسی بھی وجہ سے رات کو نہ آ سکتے تھے یا کسی بزنس ٹاک کے لئے انہیں کسی ایسے خالی کلب کی ضرورت ہو۔ ٹائیگر مین گیٹ سے اندر داخل ہوا اور سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جس پر صرف ایک آدمی موجود تھا۔ وہ ٹائیگر کو دیکھ کر چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آپ اور یہاں اس وقت"...... کاؤنٹر مین نے ٹائیگر کے کاؤنٹر

کے قریب پہنچتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جارج سے ملنا ہے۔ سنا ہے کہ وہ اس وقت قدرے فارغ ہوتا ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ کاؤنٹرمین کو کافی عرصہ سے اچھی طرح جانتا تھا۔ یہ لوگ مختلف کلبوں میں ملازمت کرتے تھے۔ کبھی کسی کلب میں اور کبھی کسی کلب میں اس لئے کسی نہ کسی کلب میں ان سے ملاقات ہو جایا کرتی تھی۔

"وہ تو اس وقت سو رہا ہو گا"...... کاؤنٹرمین نے کہا۔

"کمرہ نمبر بتاؤ۔ سوتے ہوؤں کو اٹھانا مجھے آتا ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کمرہ نمبر ایک سو اٹھارہ۔ لیکن اسے یہ نہ بتائیں کہ میں نے آپ کو کمرہ نمبر بتایا ہے ورنہ وہ مجھے گولی بھی مار سکتا ہے"...... کاؤنٹرمین نے کہا تو ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا اور پھر تیزی سے اس طرف کو بڑھ گیا جدھر راہداری اس حصے کی طرف جاتی تھی جہاں رہائشی کمرے تھے۔ یہ کلب تین منزلہ تھا اور ایک سو اٹھارہ نمبر کا مطلب تھا کہ پہلی منزل پر اٹھارہ نمبر کمرہ۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر اٹھارہ نمبر کمرے کے سامنے موجود تھا۔ سائیڈ پلیٹ پر جارج کا نام بھی لکھا ہوا تھا۔ جارج اسلحے کی اسمگلنگ کے ساتھ ساتھ انتہائی مہنگی کاروں کا بھی ڈیلر تھا۔ اس کے پاس خود بھی رولز رائس کار تھی جو کسی مخصوص گیراج میں بند تھی۔ جارج کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ پاکیشیا تو ایک طرف کافرستان میں بھی جتنی مہنگی اور جدید ماڈل

کی کاریں ہوں گی ان سب کی تفصیل جارج کے ذہن پر نقش ہو گی اور ٹائیگر کو چونکہ اس کار میزڈو کی تلاش تھی جس میں روزی راسکل کو اس کے خیال کے مطابق اغوا کر کے لے جایا گیا تھا۔ گو اس کار کا نمبر وغیرہ تو معلوم نہ ہو سکا تھا لیکن اس کی چند ایسی نشانیاں سامنے آ گئی تھیں جن کی مدد سے اسے ٹریس کیا جا سکتا تھا۔ ویسے بھی میزڈو بے حد مہنگی کاروں میں سے ایک تھی اور دارالحکومت میں ان کی تعداد یقیناً دس پچیس سے زیادہ نہیں ہو گی اس لئے ٹائیگر کو یقین تھا کہ جارج کو اس بارے میں علم ہو گا۔ جارج ٹائیگر کا خاص دوست بھی تھا اور اس سے اکثر ٹائیگر کی ملاقات بھی رہتی تھی اس لئے ٹائیگر نے اس کے سونے کی پرواہ نہ کی تھی۔ اس نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ چند لمحوں بعد کلک کی آواز سنائی دی۔

"کون پاگل ہے۔ کون بجا رہا ہے بیل"...... جارج کی نیند میں ڈوبی لیکن غصیلی ہوئی آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے گھنٹی کے بٹن سے انگلی اٹھا لی۔

"تم خود پاگل ہو جارج جو اس وقت تک گھوڑے بیچ کر سو رہے ہو۔ مہنگی کاریں بیچ کر سو رہے ہو۔ میں ٹائیگر ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم۔ تم ناسنس۔ یہ طریقہ ہے گھنٹی بجانے کا۔ نجانے کس جنگل سے نکل کر سیدھے یہاں آ گئے ہو"...... جارج کی پھنکارتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔ اس نے ٹائیگر کے نام کی وجہ سے جنگل کا

لفظ کہا تھا اور ٹائیگر اس کی جھلاہٹ پر بے اختیار مسکرا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو سوجی ہوئی آنکھوں کے ساتھ سلیپنگ سوٹ پہنے دیو زاد جارج سامنے کھڑا اس طرح آنکھیں جھپک رہا تھا جیسے کسی الو کو دھوپ میں بٹھا دیا گیا ہو۔

"کیا مصیبت آگئی ہے تم پر"...... جارج نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"مصیبت تو تم پر ٹوٹی ہو گی جس کی وجہ سے ساری رات بیٹھے شراب پیتے رہے ہو"...... ٹائیگر نے اندر داخل ہوتے ہوئے اس کی سوجی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر کہا۔

"وہ تو میری عادت ہے۔ تم بکو۔ کیسے آنا ہوا۔ جلدی بتاؤ تاکہ میں دوبارہ سو سکوں"...... جارج نے کہا۔

"پہلے جا کر باتھ روم میں منہ دھو لو بلکہ بہتر ہے کہ شاور لے لو تاکہ ایک لاکھ ڈالر نقد کا تمہیں ٹانک بتایا جا سکے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ایک لاکھ ڈالر۔ کیا۔ کیا کہہ رہے ہو"...... جارج نے اس طرح اچھلتے ہوئے کہا جیسے ایک لاکھ ڈالر کے الفاظ نے اسے لاکھوں وولٹیج کا الیکٹرک کرنٹ لگا دیا ہو۔

"ہاں۔ جاؤ اور جا کر فریش ہو کر آؤ۔ یہ میری مہربانی سمجھو کہ ایک لاکھ ڈالر کسی اور کو دینے کی بجائے میں نے تمہارے کرے کا رخ کیا ہے"...... ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ تم تو میرے بہترین دوست ہو۔ میں ابھی آتا ہوں"...... جارج نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور دوڑتا ہوا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے انداز میں ایسی تیزی تھی جیسے وہ زندگی بھر کبھی سویا ہی نہ ہو۔ ٹائیگر کرسی پر بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اب جارج فریش ہونے میں چند منٹ ہی لگائے گا کیونکہ جارج کو دولت پرست کہا جاتا تھا۔ ویسے بھی وہ نسلاً یہودی تھا اس لئے دولت پرستی اس کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جارج واپس آ گیا۔ وہ واقعی فریش نظر آ رہا تھا۔ اس نے بیٹھنے سے پہلے فون کر کے روم سروس کو دو بلیک کافی بھیجنے کا آرڈر دے دیا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ۔ کہاں ہیں ایک لاکھ ڈالر اور وہ مجھے کیسے مل سکتے ہیں"...... جارج نے بے چینی سے لہجے میں کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ ایک لاکھ ڈالر سڑک پر پڑے ہوں گے"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سڑک پر پڑے ہوئے ہوتے تو پھر ان کی اہمیت ہی کیا تھی لیکن تم نے کہا ہے کہ مجھے ایک لاکھ ڈالر دلوانے کے لئے تم آئے ہو اور اب تم سیدھے منہ بات ہی نہیں کرتے"...... جارج کے لہجے میں غصہ عود کر آیا تھا۔ شاید وہ یہ سمجھا تھا کہ ٹائیگر نے اس سے مذاق کیا ہے۔

"سنو جارج۔ میرو کی نئے ماڈل کی ایک کار کو ٹریس کرنا ہے۔ کار تم نے درست طور پر ٹریس کر لی تو تمہیں ایک لاکھ ڈالر بھی مل

سکتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میزو کار ہے ماڈل کی۔ لیکن اس کا ایک لاکھ ڈالروں سے کیا تعلق ہے"...... جارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کوئی جواب دیتا کال بیل کی آواز سنائی دی تو جارج اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں بلیک کافی کے دو بڑے مگ رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک مگ ٹائیگر کے سامنے رکھا اور دوسرا اپنے سامنے رکھ کر اس نے خالی ٹرے کو سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

"تعلق ہے تو کہہ رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کافی کا مگ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ کس طرح ٹریس کرنا ہے اس کار کو۔ کیا تفصیل ہے"...... جارج نے بھی ٹائیگر کی بات سمجھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اسے وہ تمام نشانیاں وضاحت سے بتا دیں جو اس نے معلوم کی تھیں۔

"اب اصل بات بتا دو کہ کیا واقعی ایک لاکھ ڈالر مل سکتے ہیں اور کون دے گا"...... جارج نے کہا۔

"یہ کار تم خرید لو۔ اس کی ایک لاکھ ڈالر کی انشورنس کرا لو۔ میں اسے میزائل سے تباہ کر دوں گا اور تمہیں انشورنس کمپنی سے ایک لاکھ ڈالر مل جائیں گے"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو جارج بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تم نے واقعی مجھے فریش کرنے کے لئے بہترین نسخہ آزمایا ہے اور جو طریقہ ایک لاکھ ڈالر کمانے کا بتایا ہے وہ بھی بہترین ہے۔ میں واقعی ایک لاکھ ڈالر کما سکتا ہوں لیکن"...... جارج نے کہا اور پھر لیکن کہہ کر خاموش ہو گیا۔

"لیکن کیا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن یہ کار برائے فروخت نہیں ہے"...... جارج نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم اس کار کو پہچانتے ہو۔ ویری گڈ"۔ ٹائیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا ویری گڈ اپنی جگہ لیکن میں تو ویری گڈ سمیت قبر میں پہنچ جاؤں گا اس لئے سوری۔ تم کوئی اور دروازہ دیکھو"...... جارج نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو مجھے نہ بتا کر تم زندہ رہ جاؤ گے۔ یہ سوچا ہے تم نے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو معاملہ واقعی خراب ہے۔ لیکن پہلے بتاؤ کہ اس کار کے ساتھ ایسا کیا ہوا ہے کہ تم اسے ٹریس کرتے پھر رہے ہو"۔ جارج نے کہا۔

"ایک لڑکی کو اس کار میں اغوا کیا گیا ہے اور میں نے اسے ہر صورت میں ٹریس کرنا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم حلف دیتے ہو کہ میرے نام درمیان میں نہیں آئے گا"۔

جارج نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"کیا تمہیں واقعی مجھ سے حلف لینے کی ضرورت ہے"...... ٹائیگر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی تم سے حلف لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہرحال سنو۔ یہ کار معروف بحری اسمگلر ماسٹر قاسم کی ہے جو اسمگلر ہونے کے ساتھ ساتھ معروف گینگسٹر بھی ہے انتہائی بے رحم اور سفاک آدمی ہے"...... جارج نے کہا۔

"ماسٹر قاسم۔ تمہارا مطلب ہے ریڈ ہوٹل کا مالک۔ ریڈ ہوٹل جو بندرگاہ پر ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ وہی ماسٹر قاسم۔ یہ کار اس کی ملکیت ہے اور وہ خاص خاص مواقع پر اسے استعمال کرتا ہے۔ کار کا ڈرائیور موجی ہے۔ وہ بڑی بڑی مونچھوں والا موجی جو انتہائی خطرناک قاتل بھی رہا ہے"۔ جارج نے کہا۔

"یہ ماسٹر قاسم رہتا کہاں ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"اسی ہوٹل کی چوتھی منزل پر ایک پورشن اس نے اپنی رہائش کے لئے مخصوص کیا ہوا ہے لیکن وہاں انتہائی سخت پہرہ ہوتا ہے۔ بغیر ماسٹر قاسم کی اجازت کے وہاں پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا"۔ جارج نے جواب دیا۔

"اگر اس لڑکی کو ماسٹر قاسم نے کافرستان بھجوانا ہو تو کیسے بھجوائے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس کے لئے یہ کام بے حد آسان ہے۔ اس کی ایک بڑی خصوصی لانچ ہے جس کا نام وائٹ فلاور ہے۔ اس لانچ کو نہ پاکیشیا کا کوئی کوسٹ گارڈ چیک کرتا ہے اور نہ ہی کافرستان کا"...... جارج نے کہا۔

"اس لانچ کا کیپٹن کون ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"جیری۔ ماسٹر قاسم کا خاص آدمی"...... جارج نے کہا۔

"اوکے۔ بلیک کافی کا بے حد شکریہ۔ اب سب کچھ بھول کر سو جاؤ۔ گڈ بائی"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میری ایک بات سن لو ٹائیگر۔ یہ درست ہے کہ تم اچھے لڑاکے ہو۔ انڈر ورلڈ میں تمہارا نام عزت سے لیا جاتا ہے لیکن ماسٹر قاسم تمہارے تصور سے بھی زیادہ خطرناک آدمی ہے اس لئے جو کچھ کرنا اچھی طرح سوچ سمجھ کر کرنا"...... جارج نے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ تم اچھے دوست ہو۔ میں تمہاری بات کو سنجیدگی سے لوں گا"...... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے بندرگاہ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ ریڈ ہوٹل بندرگاہ کا معروف اور انتہائی بدنام ہوٹل تھا۔ ٹائیگر بے شمار بار وہاں جا چکا تھا اور ماسٹر قاسم سے بھی وہ اچھی واقف تھا۔ اب اسے خیال آ رہا تھا کہ ماسٹر قاسم کے بارے میں تو اب معلوم ہوا ہے لیکن باس عمران نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ روزی راسکل کو کافرستان بحری راستے سے اسمگل کیا جائے گا۔

اس کے ساتھ ساتھ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے ماسٹر قاسم کے پیچھے بھاگنے کی بجائے پہلے کسی طرح روزی راسکل کا پتہ چلانا چاہئے کہ کیا وہ ابھی تک یہاں ہے یا کافرستان پہنچ چکی ہے۔ اگر وہ یہاں موجود ہے تو اسے چھڑانے کی کوشش کی جائے اور اگر وہ کافرستان پہنچ چکی ہے تو پھر یہ معلوم کیا جائے کہ کافرستان میں اسے کہاں پہنچایا گیا ہے۔ یہی باتیں سوچتا ہوا وہ بندرگاہ کے ایریئے میں داخل ہو گیا۔ چونکہ وہ اکثر یہاں آتا جاتا رہتا تھا اس لئے اسے یہاں کے بارے میں بہت کچھ معلوم تھا حتیٰ کہ ماسٹر قاسم کے بارے میں بھی وہ اچھی طرح جانتا تھا ماسٹر قاسم کا خاص آدمی رالف اس کا بہت بے تکلف دوست تھا۔ رالف بندرگاہ میں واقع لائٹ ٹاور کلب کا سربراہ تھا۔ یہ کلب ہر قسم کے اسمگلروں کی آماجگاہ تھا۔ خاص طور پر بحری اسمگلروں کا اس لئے اسے یقین تھا کہ رالف سے اسے تازہ ترین صورت حال معلوم ہو جائے گی۔ یہ سوچتے ہی اس نے کار کا رخ لائٹ ٹاور کلب کی طرف موڑ دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ لمبے قد اور بھاری جسم کے ادھیڑ عمر آدمی رالف کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

"تم ٹائیگر۔ اس وقت اچانک۔ کوئی خاص بات لگتی ہے"۔ رالف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک سو ایک فیصد خاص بات ہے"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو رالف چونک پڑا۔

"ماسٹر قاسم تمہارا باس ہے نا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں ہے۔ کیوں"...... رالف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس نے میری عورت کو اغوا کر لیا ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ وہ اسے کافرستان منتقل کر رہا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ کیا تم اپنے باس کو زندہ بچانے میں دلچسپی لو گے یا نہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تمہاری عورت۔ تم نے بھی کوئی عورت رکھی ہوئی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ایسی رپورٹ تو مجھے آج تک نہیں ملی"...... رالف نے کہا۔

"اس عورت نے مجھے رکھا ہوا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ وہ مجھ میں دلچسپی لیتی ہے میں نہیں اور اس کا نام روزی راسکل ہے"۔ ٹائیگر نے کہا تو رالف نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ روزی راسکل کا نام سن کر اس کا حیرت بھرا چہرہ خود بخود نارمل ہو گیا تھا کیونکہ پاکیشیائی انڈر ورلڈ میں ٹائیگر اور روزی راسکل کے درمیان جھگڑوں اور تعلقات کی وجہ سے دونوں خاصے معروف تھے اور ہر جگہ مزے لے لے کر ان کی باتوں کو دوہرایا جاتا تھا۔ ویسے بھی انڈر ورلڈ کے لوگ روزی راسکل اور اس کی مخصوص فطرت سے بخوبی واقف تھے۔

"تو روزی راسکل کو اغوا کیا گیا ہے اور تمہارا مطلب ہے کہ یہ کام باس نے کیا ہے۔ نہیں۔ میں نہیں مانتا"...... رالف نے کہا۔

"یہ بات تو سچ ہے رالف۔ اب تم بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو۔ تم میرے دوست ہو اس لئے میں تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ کل کو تم

مجھ سے کوئی گلہ نہ کر سکو"...... ٹائیگر نے بے حد سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم کیا چاہتے ہو۔ کھل کر بات کرو"...... رالف نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ بات حتمی ہے کہ ماسٹر قاسم نے روزی راسکل کو اس کی رہائش گاہ سے اغوا کرایا ہے اور یہ بات بھی طے ہے کہ وہ اسے کافرستان اپنی خصوصی لانچ میں بھجوانا چاہتا ہے یا بھجوا چکا ہے۔ اب دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اگر روزی راسکل یہاں موجود ہے تو اسے یہاں سے واپس حاصل کیا جائے اور اگر وہ پاکیشیا اور کافرستان کے درمیان ہے تو اسے وہاں سے واپس لایا جائے اور اگر وہ کافرستان پہنچ گئی ہے تو پھر یہ معلوم کیا جائے کہ وہاں اسے کہاں پہنچایا گیا ہے تاکہ وہاں سے اسے واپس لایا جا سکے اور یہ کام تم نے کرنا ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"میں نے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں باس کے خلاف کیسے کام کر سکتا ہوں"...... رالف نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے کام کرنے کے لئے نہیں کہا معلومات مہیا کرنے کا کہا ہے۔ کام تو میں خود کروں گا۔ اس طرح تمہارے باس ماسٹر قاسم کی جان بھی بچ جائے گی ورنہ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو کہ میں جب اپنی ضد پر اتر آؤں تو پھر ماسٹر قاسم تو ایک طرف ایکریمیا اور روسیاہ جیسی سپر پاورز بھی میرے مقابلے پر آنے سے کتراتی ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ میں جانتا ہوں تمہیں۔ لیکن میں ایک شرط پر تمہیں معلومات مہیا کر سکتا ہوں کہ میرا نام درمیان میں نہ آئے ورنہ باس مجھے میرے خاندان سمیت جلا کر راکھ کر دے گا"...... رالف نے کہا۔

"تمہیں میرے بارے میں ایسی بات نہیں سوچنی چاہئے تھی"...... ٹائیگر نے ناراض ہوتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اب بولو۔ کیا معاوضہ دو گے"۔ رالف نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

"ایک روپیہ بھی نہیں دوں گا"...... ٹائیگر نے کہا تو رالف بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت ابھر آئی تھی۔

"کیوں۔ کیا مطلب۔ میں تمہارے لئے مفت کام کیوں کروں"...... رالف نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم میرے دوست ہو رالف اور میں دوستوں کو معاوضہ نہیں دیا کرتا۔ معاوضہ نچلے درجے کے ملازموں کو دیا جاتا ہے۔ دوستو کو تحفہ دیا جاتا ہے اور تحفہ بھی دوست کے اعلیٰ معیار کو سامنے رکھ کر دیا جاتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو رالف بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم واقعی دوسروں کو حیران کر دیتے ہو۔ بہرحال تم نے دوستی کی بات کی ہے تو ٹھیک ہے۔ میں اس معاملے میں دوستی کا حق ادا کروں گا۔ ویسے تو شاید میں ایک لاکھ روپے لیتا لیکن تم سے پچاس ہزار روپے لوں گا۔ بولو"...... رالف نے کہا۔

"تمہارا معیار ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہے اس لئے میں تمہیں دو لاکھ روپے تحفے میں دوں گا اور دوستی کا حق یہ ہے کہ معلومات فوراً اور صحیح ہونی چاہئیں"...... ناٹیگر نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا۔ تمہارے سامنے معلوم کر لیتا ہوں"...... رالف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا۔ فون پیس کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی پھر تیسری گھنٹی بجنے کے بعد رسیور اٹھا لیا گیا۔

"ہاشم بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"رالف بول رہا ہوں ہاشم"...... رالف نے کہا۔

"اوہ آپ۔ کیسے فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"معمولی سی بات بتانے پر دس ہزار روپے کمانا چاہتے ہو یا نہیں"...... رالف نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ کیا پوچھنا ہے"...... ہاشم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ شاید دس ہزار روپے اسے مفت میں آتے دکھائی دے رہے تھے۔

"ماسٹر نے ایک عورت روزی راسکل کو اس کی رہائش گاہ سے

اغوا کرایا ہے۔ وہ عورت اس وقت کہاں ہے اور کس حال میں ہے"...... رالف نے کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا بات ہے۔ کیا ماسٹر کے خلاف کام کرنا شروع کر دیا ہے تم نے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس میں ماسٹر کے خلاف کون سی بات ہے۔ سب کو اس بات کا علم ہے اور صرف اتنا بتا دینے پر دس ہزار روپے تمہیں مل جائیں اور دس ہزار روپے مفت میں ملیں تو کیا حرج ہے۔ اس سے ماسٹر کی صحت پر کیا اثر پڑتا ہے"...... رالف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تو پھر سن لو۔ ماسٹر نے اس عورت کو اپنی خصوصی لانچ میں کافرستان بھجوا دیا ہے اور وہ شاید اب پہنچنے ہی والی ہو گی اور ماسٹر نے اس کا انتظام کر دیا تھا کہ وہ کافرستان پہنچنے تک بے ہوش ہی رہے"...... ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"خصوصی لانچ وائٹ فلاور یا کوئی اور ہے"...... رالف نے کہا۔

"وائٹ فلاور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کون کون ساتھ گیا ہے اور وہاں کس کے حوالے اس عورت کو کیا جائے گا"...... رالف نے پوچھا۔

"وائٹ فلاور کا کیپٹن جیری اور اس کے دو ساتھی گئے ہیں اور وہاں کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ جس وقت جی چاہے آ کر مجھ سے رقم لے جانا"۔ رالف

نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کیپٹن کا حلیہ کیا ہے"...... ٹائیگر نے رالف سے پوچھا تو رالف نے حلیہ بتا دیا۔

"کافرستان کی بندرگاہ رانچی کے کس گھاٹ پر ماسٹر قاسم کی لانچیں جا کر لگتی ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"سٹار پیڈ گھاٹ"...... رالف نے جواب دیا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ رالف خاموش بیٹھا اسے ایسا کرتے دیکھتا رہا۔

"بلیک روز کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے ٹائیگر بول رہا ہوں۔ یہاں سردار گورو سنگھ ہو گا۔ اس سے میری بات کراؤ"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہولڈ کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ گورو بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں گورو۔ کوئی محفوظ فون نمبر دو اور خود بھی فوری طور پر اس نمبر پر پہنچ جاؤ۔ بڑی رقم کمانے کے لئے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ نوٹ کرو نمبر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر نمبر بتا دیا گیا۔

"پانچ منٹ بعد فون کرنا اس نمبر پر"...... گورو نے نمبر بتانے کے بعد کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ کمرے میں خاموشی طاری تھی۔ پانچ منٹ بعد ٹائیگر نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا۔ فون سیٹ کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسے چونکہ پاکیشیا سے کافرستان کا رابطہ نمبر اور کافرستان دارالحکومت کا رابطہ نمبر معلوم تھا اس لئے وہ مسلسل نمبر پریس کئے جا رہا تھا۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رسیور اٹھا لیا گیا۔

"گورو بول رہا ہوں"...... رسیور اٹھتے ہی گورو سنگھ کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ۔ کیا بات ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پاکیشیا کے ماسٹر قاسم نے یہاں انڈر ورلڈ کی ایک عورت روزی راسکل کو اغوا کر کے بے ہوشی کے عالم میں اپنی مخصوص لانچ جس کا نام وائٹ فلاور ہے اور جس کا کیپٹن جیری ہے، کافرستان بھجوایا اور یہاں کے آدمیوں کے اندازے کے مطابق یہ لانچ رانچی گھاٹ پر پہنچنے ہی والی ہو گی۔ میں اس عورت کو زندہ اور صحیح سلامت واپس حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ تم جو معاوضہ کہو گے وہ مل جائے گا لیکن وقت ضائع کرنے کی بجائے فوری حرکت میں آ جاؤ۔

میری ٹرانسمیٹر فریکوئنسی تمہارے پاس ہے۔ تم مجھے اس پر اطلاع دے سکتے ہو۔ اٹ از ایمرجنسی۔ پلیز"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ تم بے فکر رہو۔ میں فوری حرکت میں آ جاتا ہوں۔ تمہیں اطلاع مل جائے گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور جیکٹ کی جیب سے چیک بک نکال کر اس نے ایک چیک پر دو لاکھ روپے لکھ کر دستخط کئے اور چیک بک سے چیک علیحدہ کر کے اس نے رالف کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ گارینٹڈ چیک ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوکے۔ زبان بہرحال بند رکھنا"...... رالف نے کہا اور وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"بے فکر رہو"...... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر آ گیا۔ وہاں سے باہر نکل کر ٹائیگر نے کار ایک اور ہوٹل کی طرف موڑ دی۔ یہ ہوٹل اس کے بے تکلف دوست راگو کا تھا۔ راگو بھی بحری اسمگلنگ میں ملوث تھا لیکن اس کا کاروباری گروہ ماسٹر قاسم سے بہت کم تھا۔ ماسٹر قاسم پاکیشیا اور کافرستان میں بحری اسمگلنگ کا بہت بڑا نام تھا لیکن راگو بہرحال نامور اسمگلروں میں شمار ضرور کیا جاتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر اس کے آفس میں موجود تھا۔ راگو اکہرے جسم اور درمیانے قد کا آدمی تھا۔ چہرے پر سخت گیری ہر

وقت نمایاں رہتی تھی لیکن اس کی آنکھوں میں ذہانت کی مخصوص چمک موجود تھی۔

"آؤ۔ آؤ ٹائیگر۔ آج اچانک کیسے ٹپک پڑے"...... راگو نے انتہائی بے تکلفانہ انداز میں اٹھ کر اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"میں ایک اہم رپورٹ کے انتظار میں ہوں اور میں یہ رپورٹ تمہارے آفس میں بیٹھ کر سننا چاہتا ہوں۔ تم میرے لئے ہاٹ کافی منگوا لو"...... ٹائیگر نے بھی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"رپورٹ۔ کیسی رپورٹ۔ کیا کوئی خاص مسئلہ ہے"...... راگو نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ ماسٹر قاسم نے ایک واردات کی ہے۔ اس بارے میں رپورٹ آنی ہے۔ تم کافی منگواؤ پھر بات ہو گی"...... ٹائیگر نے کہا اور میز کی دوسری طرف کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔

"پہلے مجھے بتاؤ کیا مسئلہ ہے۔ پھر کافی بھی منگوا لوں گا۔ تم نے ماسٹر قاسم اور واردات کے الفاظ کہہ کر مجھے چونکا دیا ہے"...... راگو نے کہا تو ٹائیگر نے اسے تفصیل بتا دی۔

"تمہارے اندر یہی صلاحیت تمہاری کامیابی کی بنیادی وجہ ہے کہ تم صحیح آدمی کا انتخاب کرتے ہو۔ ماسٹر قاسم کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے رالف کا انتخاب اور کافرستان میں کارروائی کے لئے گورو سنگھ کا انتخاب واقعی لاجواب ہے لیکن یہ بتا دوں کہ وائٹ فلاور بے حد تیز رفتار لانچ ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ

"گورو کے گھاٹ پر پہنچنے سے پہلے لانچ وہاں پہنچ چکی ہو"...... راگو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ہاٹ کافی لانے کا حکم دیا اور رسیور رکھ دیا۔

"ایک بات ہے ٹائیگر۔ ماسٹر قاسم نے یہ واردات کر کے اپنے پیروں پر خود کلہاڑی ماری ہے"...... کافی آنے کے بعد اس کی ایک پیالی راگو نے ٹائیگر کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"روزی راسکل بے حد خطرناک عورت ہے۔ اگر وہ بچ کر واپس آ گئی تو ماسٹر قاسم یقیناً اس کے ہاتھوں مارا جائے گا"...... راگو نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہو گا۔ اسی لئے تو میں نے ماسٹر قاسم کو کچھ نہیں کہا ورنہ وہ اب تک میرے ہی ہاتھوں مارا جا چکا ہوتا"...... ٹائیگر نے کہا تو راگو بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم دونوں کے درمیان آخر یہ کیسی دوستی ہے۔ سب یہی کہتے ہیں کہ تم دونوں خوفناک دشمنوں کی طرح ایک دوسرے سے لڑتے رہتے ہو اور پھر ملتے بھی رہتے ہو"...... راگو نے ہنستے ہوئے کہا تو ٹائیگر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہمارے درمیان کوئی دوستی نہیں ہے اور پھر میں تو عورتوں سے دوستی کا قائل ہی نہیں ہوں۔ تم میرے باس کو جانتے ہو۔ عمران صاحب کو۔ وہ روزی راسکل کو محب وطن سمجھتے ہیں اس لئے

ان کا حکم ہے کہ روزی راسکل کو برداشت کروں اس لئے برداشت کرتا ہوں۔ اب بھی ان کے حکم کی وجہ سے ہی یہ سب کچھ کر رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کافی پیتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اس کی جیب سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے چونک کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور چھوٹے سائز کا جدید ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ گورو سنگو کالنگ۔ اوور"...... بٹن آن ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مسٹر ٹائیگر۔ ہمارے گھاٹ پر پہنچنے سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے وائٹ فلاور لانچ گھاٹ پر پہنچ کر واپس بھی چلی گئی ہے۔ وہاں سے ایک اسٹیشن ویگن میں کسی بے ہوش عورت کو لاد کر لے جایا گیا ہے لیکن اس اسٹیشن ویگن کا جو نمبر معلوم ہوا ہے وہ جعلی ہے۔ یہ نمبر کسی ٹرک کا ہے۔ مزید تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔ اوور"...... گورو نے کہا۔

"جس سے تمہیں اسٹیشن ویگن کا نمبر معلوم ہوا ہے اس سے اس کے ڈرائیور اور دوسرے افراد کے حلیئے بھی تو معلوم ہوئے ہوں گے اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہاں موقع پر کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ البتہ وہاں سے ہٹ کر لائٹ ٹاور پر ایک آدمی موجود تھا جس نے دوربین کی مدد سے یہ سب

کچھ دیکھا ہے۔ اس کے مطابق تین آدمی تھے اور ان تینوں نے چہروں پر رومال باندھ رکھے تھے۔ اوور"...... گورو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ بہرحال معاوضہ پہنچ جائے گا اور شاید میں خود وہاں آؤں تم کوشش کرتے رہو۔ اگر کوئی خاص بات معلوم ہو جائے تو مجھے کال کر لینا۔ اوور اینڈ آل"...... ٹائیگر نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رالف بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے رالف کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں رالف"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کوئی خاص بات"...... رالف نے چونک کر پوچھا۔

"ماسٹر قاسم اس وقت کہاں ہو سکتا ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"اگر وہ پاکیشیا میں ہے تو یہ وقت اس کا سارو گا کلب میں بیٹھنے کا ہے۔ وہ اس وقت اپنے مخصوص حساب کتاب چیک کرتا ہے"۔ رالف نے جواب دیا۔

"کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ ماسٹر قاسم اس وقت کہاں موجود ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"سوری۔ میں وہاں فون نہیں کر سکتا۔ ماسٹر قاسم بے حد وہمی اور شکی آدمی ہے۔ اسے کوئی شک پڑ گیا تو اس نے مجھے ایک لمحے میں ہلاک کر دینا ہے"...... رالف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم

ہو گیا۔

"مجھے دو فون۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ اس کلب کا خاص آدمی گرگیک ہے اور وہ میرا دوست ہے اور خاص آدمی ہے"...... راگو نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ راگو نے رسیور لے کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس۔ سارو گا کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"گرگیک سے بات کراؤ۔ میں راگو بول رہا ہوں"...... راگو نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ گرگیک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"راگو بول رہا ہوں گرگیک"...... راگو نے کہا۔

"کوئی خاص بات"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا فون محفوظ ہے"...... راگو نے پوچھا۔

"ہاں۔ کھل کر بات کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ماسٹر قاسم سے ایک ضروری ٹپ لینی ہے۔ وہ اس وقت کہاں دستیاب ہو گا"...... راگو نے کہا۔

"وہ تو آج صبح گریٹ لینڈ چلا گیا ہے اور اب اس کی واپسی ایک

ہفتے بعد ہو گی۔ وہاں کا فون نمبر کہو تو شام کو مل جائے گا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ نہیں۔ وہاں فون کر کے میں نے کیا کرنا ہے۔ ٹھیک ہے ایک ہفتے بعد ہی۔ تھینک یو۔ گڈ بائی"...... راگو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا یہ بات درست ہو گی"...... ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ سو فیصد"...... راگو نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوکے۔ شکریہ۔ اب اجازت۔ گڈ بائی"...... ٹائیگر نے کہا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا راگو کے آفس سے باہر آ گیا۔ پہلے اس کا خیال تھا کہ ماسٹر قاسم کو گھیر کر اس سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ روزی راسکل کو کافرستان میں کس کے حوالے کیا گیا ہے لیکن اب جبکہ ماسٹر قاسم موجود نہیں تھا تو ٹائیگر نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ تفصیلی رپورٹ عمران کو دے دے۔ پھر جو حکم عمران دے اس پر عمل کیا جائے۔ یہ فیصلہ کر کے وہ مطمئن ہو کر کار آگے بڑھائے لے گیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر نے کوئی رپورٹ دی ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"جی ہاں۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے ڈیفنس سیل کے قیام کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں۔ یہ سیل ابھی چند ماہ پہلے پرائم منسٹر کافرستان کی خصوصی ہدایت پر قائم کیا گیا ہے۔ اس کا انچارج ڈیفنس سیکرٹری کو بنایا گیا ہے اور ڈیفنس سیکرٹری نے اس

سیل کا چیف کرنل جگدیش کو بنایا ہے جو ملٹری انٹیلی جنس میں کام کرتا تھا۔ اسے ایکریمیا میں خصوصی ٹریننگ دلوائی گئی ہے پھر اسے کام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ دس ایجنٹس ہیں لیکن ابھی تک اس کے ہیڈ کوارٹر اور باقی تفصیلات کا علم نہیں ہو سکا۔ ناٹران اس پر مزید کام کر رہا ہے"...... بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اسے کہہ دو کہ وہ وہاں اس سیل کے خلاف تیزی سے کام کرے۔ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ایک بار تو اس کا دل چاہا تھا کہ وہ بلیک زیرو کو کہہ دے کہ وہ ناٹران کو روزی راسکل کا کافرستان میں سراغ لگانے کا حکم دے دے لیکن پھر اس نے یہ ارادہ اس لئے تبدیل کر دیا کہ روزی راسکل کی تلاش کوئی سرکاری کام نہ تھا اس لئے سرکاری سطح پر یہ کام نہ کرایا جا سکتا تھا۔ ابھی وہ بیٹھا یہ بات سوچ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے ایک بار پھر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ کیا معلوم ہوا ہے روزی راسکل کے بارے میں"۔ عمران نے پوچھا۔

"باس۔ روزی راسکل کو یہاں کے ایک معروف بحری اسمگلر ماسٹر قاسم نے اغوا کر کے بے ہوشی کی حالت میں ایک خصوصی لانچ وائٹ فلاور کے ذریعے کافرستان کی بندرگاہ کے لائٹ ٹاور گھاٹ پر پہنچا دیا ہے۔ میں نے کافرستان میں ایک پارٹی کو فون کر کے اس گھاٹ پر پہنچنے کے لئے کہا۔ اس نے کال بیک کرتے ہوئے بتایا کہ اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی روزی راسکل کو بے ہوشی کے عالم میں ایک اسٹیشن ویگن پر لاد کر شہر لے جایا گیا ہے۔ اس اسٹیشن ویگن پر ایک ٹرک کا جعلی نمبر لگایا گیا تھا اور اس میں سوار افراد کے چہروں پر رومال بندھے ہوئے تھے اس لئے انہیں پہچانا نہیں جا سکا۔ اس کے بعد میں نے ماسٹر قاسم کے بارے میں معلومات حاصل کیں تاکہ اس کو گھیر کر اس سے تفصیلی معلومات حاصل کی جائیں لیکن حتمی اطلاع ملی ہے کہ وہ آج گریٹ لینڈ فلائی کر گیا ہے اور اس کی واپسی ایک ہفتے بعد ہو گی"...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس کرنل جگدیش کے ہاتھ خاصے لمبے ہیں کہ اس نے کافرستان میں بیٹھ کر یہاں اتنی جلدی اور کامیاب کارروائی کرائی ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ اگر آپ حکم دیں تو میں کافرستان جا کر اس کا سراغ لگاؤں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کس کا"...... عمران نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کرنل جگدیش کا باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اچھا۔ میں سمجھا کہ روزی راسکل کی بات کر رہے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس۔ اس سے ہمارا کیا تعلق۔ جو کچھ وہ کرتی پھر رہی ہے خود ہی بھگتے گی"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"لیکن وہ بھی تو کرنل جگدیش کو ہی ٹریس کرنے کافرستان گئی تھی جس کی وجہ سے اسے وہاں سے اغوا کرایا گیا ہے اور ڈاکٹر شوائل کے فارمولے کے پیچھے بھی کرنل جگدیش کا ہی ہاتھ سامنے آیا ہے اس لئے کرنل جگدیش کو ٹریس کرنا ضروری ہے تاکہ اس سے معلوم کیا جاسکے کہ یہ فارمولا اب کہاں ہے اور چونکہ روزی راسکل پاکیشیا کی بیٹی ہے اور پاکیشیا کی بیٹی کا اغوا میرے نزدیک سب سے بڑا جرم ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ ہمارا اس سے کیا تعلق"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ اس طرح تم جرائم پیشہ افراد ہزاروں نہیں تو سینکڑوں لڑکیاں اغوا کر کے اسمگل کراتے رہتے ہوں گے۔ ہم کس کس کے پیچھے بھاگ سکتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جن کے بارے میں اطلاع نہ مل سکے ان کی بات تو دوسری ہے لیکن جن کے بارے میں اطلاع مل جائے کیا اس کے باوجود تم آنکھیں بند کر سکتے ہو"...... عمران کے لہجے میں یکلخت تلخی آگئی تھی۔

"آئی ایم سوری باس۔ آپ کی بات درست ہے۔ پھر کیا میں

کافرستان جا کر اس کرنل جگدیش اور روزی راسکل کا پتہ کراؤں"۔ ٹائیگر نے عمران کے لہجے میں تلخی محسوس کرتے ہی فوراً ہی معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ فوراً جاؤ اور سب سے پہلے روزی راسکل کو ٹریس کر کے آزاد کراؤ۔ اس کے بعد اس کرنل جگدیش کو ٹریس کر کے اس سے تمام معلومات حاصل کرو۔ اگر واقعی فارمولا کافرستان کے پاس ہو تو مجھے اطلاع دو تاکہ میں خود بھی وہاں پہنچ کر تمہارے ساتھ مل کر اس فارمولے کو حاصل کر سکوں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا۔ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سامنے پڑی ہوئی کتاب اٹھائی ہی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"اس آلے نے انسان کا وقت سب سے زیادہ ضائع کیا ہے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ تم نے اس ڈاکٹر شوائل اور اس کے فارمولے کے بارے میں ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی۔ مجھے

حکومت سلوایا کے چیف سیکرٹری کا فون آیا ہے۔ ان کو اطلاع ملی ہے کہ ڈاکٹر شوائل کے خلاف تمام کارروائی حکومت کانڈا نے کرائی ہے لیکن وہ خود سامنے نہیں آئے بلکہ انہوں نے حکومت جنگوانے سے درخواست کر کے یہ کارروائی جنگوانے ایجنٹوں سے کرائی ہے لیکن فارمولا کانڈا حکومت کے پاس پہنچا ہے"...... سر سلطان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"پھر میرے لئے کام کرنے کی کیا گنجائش رہ گئی۔ تمام معلومات تو انہوں نے خود ہی حاصل کر لی ہیں۔ ویسے جس پیشہ ور قاتل ڈاگ جانسن نے ڈاکٹر شوائل کو ہلاک کیا تھا اسے بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اس لئے یہ باب بھی بند ہو گیا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے بغیر آج تک کوئی کام سیدھا ہوا ہے جو اب ہو جائے گا وہ فارمولا جو ڈاکٹر شوائل کو ہلاک کر کے اس سے حاصل کیا گیا ہے اور جو فارمولا کانڈا پہنچا ہے وہ نقلی فارمولا ہے۔ ڈاکٹر شوائل کا فارمولا خصوصی خلائی میزائل کا تھا جبکہ جو فارمولا کانڈا پہنچایا گیا ہے وہ عام خلائی میزائل کا ہے۔ ایسے خلائی میزائل کا جو تقریباً ہر اس ملک کے پاس ہے جو خلائی میزائل پر کام کرتا ہے۔ اصل فارمولا غائب ہے اور انہوں نے مجھے اس لئے فون کیا ہے تاکہ یہ بات بتانے کے ساتھ ساتھ درخواست کی جائے کہ تم اصل فارمولا ٹریس کر کے انہیں دو۔ انہوں نے ساتھ ہی آفر کی ہے کہ اگر حکومت پاکیشیا

چاہے تو اس فارمولے کی ایک کاپی بھی رکھ سکتی ہے اور اگر اس فارمولے پر حکومت پاکیشیا کام کرنا چاہے تو حکومت سلوایا نہ صرف مشینری مہیا کرے گی بلکہ اپنے سائنس دانوں کو بھی یہاں بھجوائے گی۔ دراصل وہ نہیں چاہتے کہ یہ فارمولا کانڈا کے پاس پہنچ جائے کیونکہ اس کے اور سلوایا کے درمیان ایسے ہی تعلقات ہیں جیسے پاکیشیا اور کافرستان کے درمیان ہیں"...... سر سلطان نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر پہلی بار دلچسپی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"ابھی تک جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق تو اس تمام کارروائی کے پیچھے کافرستان کا ہاتھ ہے جبکہ آپ کہہ رہے ہیں کہ جنگوانے حکومت کے ایجنٹوں نے یہ کارروائی کی ہے"...... عمران نے کہا۔

"کافرستان کا ہاتھ ہے۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا تو مطلب ہے کہ حکومت کافرستان نے یہ اصل فارمولا حاصل کر لیا ہے اور ڈاج دینے کے لئے نقلی فارمولا کانڈا بھجوا دیا ہے۔ ویری بیڈ۔ پھر تو کافرستان اس اصل فارمولے پر خصوصی خلائی میزائل تیار کر لے گا"۔ سر سلطان نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"تو اس سے کیا ہو جائے گا۔ دنیا کے اور ممالک بھی تو ایسا کر رہے ہیں۔ پاکیشیا تو ابھی خلائی میزائل سازی میں داخل ہی نہیں ہوا"...... عمران نے کہا۔

"تم اپنے آپ کو احمق پوز کرتے کرتے واقعی احمق تو نہیں ہو گے۔ تمہیں معلوم ہے کہ پاکیشیا نے گزشتہ تین سالوں کے اندر کتنے خلائی سیارے خلاء میں بھیجے ہیں اور کتنے مزید بھیجنے والا ہے تاکہ نہ صرف ترقی کی دوڑ میں وہ پیچھے نہ رہ جائے بلکہ دفاعی لحاظ نظر سے بھی ان کی بے پناہ اہمیت ہے کیونکہ پاکیشیا نے خفیہ طور پر ایسے خلائی سیارے خلاء میں بھجوائے ہوئے ہیں جن کی مدد سے وہ کافرستان کے دفاعی راز حاصل کرتا رہتا ہے اور یقیناً ایسے ہی خلائی سیارے کافرستان نے بھی بھجوائے ہوں گے۔ اب اگر کافرستان نے خفیہ طور پر خصوصی خلائی میزائل تیار کر لئے تو وہ آسانی سے خلاء میں ہمارے دفاعی سیاروں کو تباہ کر دے گا جبکہ اس کے خلائی سیارے کام کرتے رہیں گے۔ ایسی صورت میں کیا ہو گا۔ بولو۔ کیا پاکیشیا دفاعی لحاظ سے کھوکھلا رہ سکے گا اور تم کہہ رہے ہو کہ پاکیشیا ابھی خلائی میزائل سازی میں داخل ہی نہیں ہوا"...... سر سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری سر سلطان۔ مجھے دراصل ان باتوں کا علم نہ تھا۔ مجھے تو سرداور نے بتایا تھا کہ پاکیشیا عام سے خلائی میزائل پر کام کر رہا ہے اور ابھی اسے اس سٹیج میں مکمل طور پر داخل ہونے میں کافی عرصہ چاہئے جبکہ آپ کہہ رہے ہیں کہ پاکیشیا کے دفاعی خلائی سیارے خلاء میں کام کر رہے ہیں"...... عمران نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے۔ عام طور پر ایسے سیاروں کو تجارتی، معدنیاتی سروے، موسموں اور قدرتی آفات کے سلسلے میں تیار کیا جاتا ہے لیکن ان کے اندر ایسے خفیہ آلات رکھ دیئے جاتے ہیں جو دفاعی معلومات ہم تک پہنچاتے رہتے ہیں اس لئے بظاہر پاکیشیا نے صرف ایسے بے ضرر سے خلائی سیارے خلاء میں بھیجے ہوئے ہیں لیکن ان میں چند ایسے بھی ہیں جن میں دفاعی معلومات کے حصول کے آلات بھی نصب ہیں۔ ایسے آلات عام خلائی میزائل سے ٹریس نہیں ہو سکتے اور ان کا اینٹی نظام بھی ان سیاروں میں موجود ہوتا ہے لیکن ڈاکٹر شوائل نے جو فارمولا ایجاد کیا ہے اس سے بنا ہوا میزائل خود ہی خلاء میں پہنچ کر ایسے آلات کو ٹریس کرے گا اور پھر انہیں خود ہی ٹارگٹ بنائے گا اس لئے تو اس کے پیچھے کانڈا حکومت پاگل ہو رہی ہے اور اب جیسا کہ تم نے بتایا ہے کہ کافرستان حکومت کو بھی اس کا علم ہو گیا ہو گا اور انہوں نے اسے جھپٹ لیا"...... سر سلطان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ آپ نے میرے ذہن پر چھائی ہوئی تمام گرد اپنے غصے سے جھاڑ دی ہے۔ اب یہ فارمولا میں کافرستان کو ہضم نہیں ہونے دوں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب تم جیسا آدمی تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے ایسی باتیں کرتا ہے تو دوسرے کو غصہ تو آتا ہی ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"چلیں یہ بھی غنیمت ہے کہ آپ نے مجھے عارف یعنی دانا تو مان

لیا۔ ڈیڈی تو مجھے عارف جیسا احمق بھی ملنے کے لئے تیار نہیں ہوتے"...... عمران نے کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"اس فارمولے کو حاصل کرو عمران۔ یہ ہمارے لئے انتہائی اہم ہے"...... سر سلطان نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ انشاء اللہ ایسے ہی ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ اب میں مطمئن ہوں۔ میں سلوایا کے چیف سیکرٹری کو کہہ دیتا ہوں کہ فارمولا ان تک پہنچ جائے گا۔ اللہ حافظ"۔ سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"یہ تو معاملات زیادہ گھمبیر ہوتے جا رہے ہیں۔ اب مجھے خود کافرستان جانا ہو گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کر اس نے الماری سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے اس پر ٹائیگر کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کر کے آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تم رانا ہاؤس آجاؤ۔ میں بھی وہیں آ رہا ہوں۔ اب تم نے اکیلے

کافرستان نہیں جانا بلکہ میں اور جوانا بھی تمہارے ساتھ جائیں گے۔ اب صورت حال بدل گئی ہے۔ ہم نے اب وہ فارمولا وہاں سے حاصل کرنا ہے جسے کافرستان نے ڈاکٹر شوابل کو ہلاک کرا کے اڑایا ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور دانش منزل کے نمبر پریس کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں طاہر"...... عمران نے کہا۔

"اوہ آپ۔ کوئی خاص بات"...... بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اسے سر سلطان کے فون آنے اور ان سے ہونے والی تمام بات چیت بتا دی۔

"پھر تو یہ سیکرٹ سروس کا مشن ہو گیا عمران صاحب"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ بظاہر تو ایسا ہی ہے لیکن میں ابھی اس کیس میں سیکرٹ سروس کو حرکت میں نہیں لانا چاہتا کیونکہ بظاہر اس فارمولے کا کوئی تعلق پاکیشیا حکومت سے نہیں ہے اور اگر سیکرٹ سروس نے یہ فارمولا حاصل کیا تو کافرستان یہ سمجھے گا کہ حکومت پاکیشیا اس میں اس لئے دلچسپی لے رہی ہے کہ وہ خود اس پر کام کرنا چاہتی ہے اس

طرح یہ جو ہے کا کھیل لامحدود وقت تک شروع ہو جائے گا۔ ابھی یہ فارمولا ہم نے حکومت سلوانیا کے لئے حاصل کرنا ہے اور بس۔ اس لئے ابھی میں اپنے ساتھ ٹائیگر اور جوانا کو لے جا رہا ہوں"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ واقعی ہر معاملے کو انتہائی گہرائی میں سوچتے ہیں"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو دانش سے دور دور رہتا ہوں۔ اللہ حافظ"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ تیار ہو کر رانا ہاؤس جا سکے۔

روزی راسکل کا شعور بیدار ہوا تو پہلے چند لمحوں تک تو وہ لاشعوری کیفیت میں رہی لیکن پھر جس طرح بجلی چمکتی ہے اس طرح اس کے ذہن میں اپنے بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات ابھر آئے۔ وہ بیڈ پر سوئی ہوئی تھی کہ اسے باہر سے کسی کے چیخنے اور نیچے گرنے کی آواز سنائی دی۔ وہ تیزی سے اٹھی ہی تھی کہ اس کی ناک سے نامانوس سی بو ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا اور اب اسے ہوش آیا تھا۔ اس نے بے اختیار اپنے آپ کو دیکھا تو جس انداز میں وہ موجود تھی اس پر اسے بے حد حیرت ہوئی تھی کیونکہ وہ ایک دیوار کے ساتھ کھڑی تھی۔ اس کے دونوں بازوؤں کو اس کے سر کے اوپر کر کے دیوار میں موجود کڑوں میں جکڑا گیا تھا جبکہ اس کا باقی جسم بندھا ہوا تھا لیکن اس انداز میں بندھے ہونے اور بے ہوش ہونے کی وجہ سے اس کا جسم لامحالہ

ڈھیلا ہو کر نیچے لٹک گیا ہو گا اس لئے اس کے دونوں بازوؤں پر شدید دباؤ تھا اور کڑے اس کی کلائیوں میں جیسے کافی اندر تک اتر گئے تھے اس کے دونوں بازوؤں میں شدید درد کی لہریں سی دوڑ رہی تھیں اور جہاں کلائیوں میں کڑے موجود تھے وہاں شدید جلن سی ہو رہی تھی۔ وہ ایک کافی بڑے ہال نما کمرے میں موجود تھی لیکن یہ ہال نما کمرہ خالی تھا۔ البتہ سامنے ایک کرسی رکھی ہوئی تھی اور ایک کونے میں لوہے کی بنی ہوئی ایک بڑی سی الماری بھی موجود تھی۔ روزی راسکل کو اپنی حالت دیکھ کر ان لوگوں پر غصہ آ رہا تھا جنہوں نے اسے یہاں اس انداز میں باندھا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق یہ لوگ انسان نہیں جانور اور وحشی درندے تھے جنہیں اس بات کا بھی لحاظ نہ تھا کہ کسی عورت کو اس انداز میں دیوار کے ساتھ جکڑنا انتہائی توہین آمیز تھا اور یہی بات سوچ کر اس کے دل میں غصے کا لاوا سا ابلنے لگ گیا تھا۔ یہ اور بات تھی کہ وہ مردوں میں الجھتی رہتی تھی اور زیادہ تر مردانہ لباس ہی پہنتی تھی اور پھر مردوں سے لڑنے بھڑنے سے بھی اسے کبھی عار نہ رہی تھی لیکن اس کے باوجود اس کی تربیت کچھ اس انداز کی تھی کہ وہ نسوانیت کی توہین پر بے اختیار بھڑک اٹھتی تھی۔ اس نے کڑوں سے نجات حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی لیکن فولادی کڑے اس قدر مضبوط تھے اور دیوار میں اس طرح نصب تھے کہ باوجود شدید کوشش کے وہ انہیں معمولی سا کھسکانے میں بھی کامیاب نہ ہو سکی تھی۔

"مجھے ان کڑوں سے ہاتھ سمیٹ کر باہر نکالنے چاہئیں"۔ روزی راسکل نے ایک خیال کے تحت بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اس انداز میں ہاتھوں کو سکیڑنا شروع کر دیا جیسے عورتیں چوڑیاں پہننے کی غرض سے ہاتھوں کو سکیڑ لیتی ہیں لیکن چونکہ اس نے کبھی چوڑیاں پہنی ہی نہ تھیں اس لئے اسے اس کا مخصوص طریقہ ہی نہ آتا تھا اور پھر چونکہ وہ لڑائی بھڑائی کرنے کے لئے مخصوص ورزشیں بھی کرتی رہتی تھی اس لئے اس کے ہاتھ عام عورتوں سے زیادہ بھاری اور چوڑے ہو گئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی شدید کوشش کے باوجود اس کے ہاتھ ان کڑوں سے باہر نہ آ سکے تھے۔ البتہ اس کوشش میں اس کے ہاتھوں کو پسینہ آ گیا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید کوشش کرتی اچانک کمرے کا اکلوتا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور روزی راسکل چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔ دروازے سے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس نے سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کا چہرہ چوڑا اور سر کے بال چھدرے اور چھوٹے تھے۔ البتہ اس کی آنکھوں میں تیز چمک دور سے ہی نمایاں تھی۔ اس کے پیچھے ایک اور آدمی تھا جس نے خاکی رنگ کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور وہ سر سے گنجا تھا۔ اس کے چہرے پر سختی اور سفاکی جیسے ثبت سی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اس نے کاندھے سے مشین گن لٹکائی ہوئی تھی جبکہ اس کی بیلٹ کے ساتھ ایک کوڑا بھی مخصوص انداز میں بندھا ہوا تھا۔

"ارے واہ۔ یہ تو بڑی جاندار اور خوبصورت لڑکی ہے"۔ سوٹ والے نے کرسی کے قریب پہنچتے ہی کہا۔

"یس کرنل۔ بہت کم عورتیں ایسی جاندار ہوتی ہیں".......... اس کے عقب میں آنے والے گنجے نے قدرے خوشامدانہ لہجے میں کہا اور وہ سوٹ والا جسے کرنل کہا گیا تھا بڑے تفاخرانہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میرا خیال تھا کہ کوئی عام سی لڑکی ہو گی اور میں اسے معلومات حاصل کر کے ہلاک کر دوں گا لیکن یہ لڑکی تو مجھے پسند آ گئی ہے اور ایسی لڑکیوں کو ہلاک نہیں ہونا چاہئے بلکہ انہیں تو ہم جیسے مردوں کی خدمت پر مامور ہونا چاہئے"........ اس سوٹ والے نے بڑے اوباشانہ لہجے میں کہا۔ روزی راسکل کو اس کی آنکھوں سے چھلکنے والی شیطنیت اب بخوبی نظر آنے لگ گئی تھی۔

"کون ہو تم شیطان"........ روزی راسکل نے بڑے نفرت بھرے لہجے میں کہا تو وہ سوٹ والا بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"نام بھی بتا رہی ہو اور پوچھ بھی رہی ہو۔ بہت خوب۔ مجھے تمہارا یہ انداز پسند آیا ہے۔ ویسے میرا نام کرنل جگدیش ہے اور میں تم جیسی خوبصورت اور جاندار لڑکیوں کے لئے واقعی شیطان ہی ثابت ہوتا ہوں"........ سوٹ والے نے کہا اور روزی راسکل بے اختیار چونک پڑی۔

"کرنل جگدیش۔ کیا مطلب۔ تم کب اور کیسے پاکیشیا آئے

ہو"۔ روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل جگدیش ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"تو تم ابھی تک یہ سمجھ رہی ہو کہ تم پاکیشیا میں ہو۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ تم اس وقت کافرستان کے دارالحکومت کے مضافاتی علاقے کی ایک عمارت میں موجود ہو۔ تمہیں پاکیشیا سے بے ہوش کر کے یہاں لایا گیا ہے"........ سوٹ والے نے کہا۔

"تم وہی کرنل جگدیش ہو جس نے ولیر سنگھ اور ماجو کے ذریعے کارلیف اور پھر کارلیف کے ذریعے پیشہ ور قاتل ڈاگ جانسن کو ہائر کیا تاکہ سلوایا کے ساتھیں وان کو ہلاک کر دیا جائے"........ روزی راسکل نے کہا۔

"ہاں۔ میں وہی ہوں اور تم واقعی بہت کچھ جانتی ہو۔ اب تمہیں بتانا ہو گا کہ تم کیوں اس کیس پر کام کر رہی ہو اور کس نے تمہیں ہائر کیا ہے اور کیوں"........ کرنل جگدیش کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

"یہ طریقہ ہے معلومات حاصل کرنے کا۔ مجھے ان کڑوں سے نجات دلاؤ اور اپنے سامنے کرسی پر بٹھا کر پوچھو۔ پھر بتاؤں گی ورنہ تم میری بوٹیاں بھی کیوں نہ اڑا دو تمہیں ایک لفظ بھی معلوم نہیں ہو سکے گا"........ روزی راسکل نے کہا۔

"تم مجھے دھمکی دے رہی ہو۔ مجھے۔ کرنل جگدیش کو۔ گنجے"۔ کرنل جگدیش نے یکلخت بھڑک کر کہا۔

"یس کرنل"........ گنجے آدمی نے فوراً ہی الرٹ ہوتے ہوئے

کہا۔

"اس پر کوڑے برساؤ۔ اس وقت تک برساتے رہو جب تک یہ زبان نہ کھول دے۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ کیسے اپنی زبان بند رکھتی ہے"..... کرنل جگدیش نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس کرنل"..... گنجے سر والے نے جس کا نام شنکر لیا گیا تھا مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی بیلٹ سے بندھا ہوا کوڑا اتارا اور اسے فضا میں بڑے وحشت خیز انداز میں جھٹکنے لگا۔

"تم۔ تم ایک بندھی ہوئی عورت پر تشدد کرو گے۔ تف ہے تمہاری مردانگی پر۔ مجھے کھول دو۔ پھر جو تمہارا جی چاہے کرو۔ پھر میں دیکھتی ہوں کہ تم دونوں کتنے پانی میں ہو"..... روزی راسکل نے بھی کرنل جگدیش کی طرح چیختے ہوئے کہا۔

"برساؤ کوڑے اس پر"..... کرنل جگدیش نے واقعی پاگلوں کے سے انداز میں کہا تو شنکر نے یکلخت پوری قوت سے کوڑا بندھی ہوئی روزی راسکل کو مار دیا اور کمرہ شائیں کی آواز کے ساتھ ہی روزی راسکل کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کی جیکٹ ادھڑ گئی تھی اور بازو پر اس کوڑے نے خاصا زخم ڈال دیا تھا۔ روزی راسکل کا پورا جسم یکلخت تکلیف کی شدت سے پسینے میں ڈوب گیا تھا۔

"برساؤ۔ برساؤ۔ اس وقت تک برساؤ جب تک یہ زبان نہ کھول

دے"..... کرنل جگدیش نے پاگلوں کے سے انداز میں کہا اور شنکر نے پوری قوت سے ایک اور کوڑا مار دیا اور کمرہ ایک بار پھر روزی راسکل کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ سا ہو گیا تھا۔ شنکر نے تیسرا کوڑا مارنے کے لئے جیسے ہی بازو ہرایا یکلخت روزی راسکل کسی عقاب کی طرح اڑتی ہوئی شنکر سے ٹکرائی اور شنکر چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا تھا۔ کرنل جگدیش یہ دیکھ کر اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا۔ روزی راسکل شنکر سے ٹکرا کر خود بھی پہلو کے بل نیچے جا گری تھی لیکن اس سے پہلے کہ شنکر اٹھتا روزی راسکل نے شدید زخمی ہونے کے باوجود تیزی سے قلابازی کھائی اور اس کے ساتھ ہی کرنل جگدیش چیختا ہوا اچھل کر کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا لیکن اسی لمحے شنکر نے اٹھ کر ہاتھ میں ابھی تک پکڑے ہوئے کوڑے کو پوری قوت سے روزی راسکل پر برسا دیا اور روزی راسکل کی بے ساختہ چیخ سے کمرہ ایک بار پھر گونج اٹھا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے شنکر نے کوئی وقفہ دیئے بغیر دوسری بار کوڑا مار دیا اور روزی راسکل کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سانس اس کے حلق میں پتھر کی طرح جم گیا ہو۔ اس نے سانس لینے کی کوشش کی لیکن اس کا ذہن تاریک دلدل میں جیسے ڈوبتا چلا گیا۔

ٹائیگر ٹیکسی رکتے ہی نیچے اترا اور اس نے میٹر دیکھ کر کرایہ دینے کے ساتھ ساتھ ڈرائیور کو ٹپ بھی دی اور جب ڈرائیور اسے سلام کر کے ٹیکسی لے کر آگے بڑھ گیا تو ٹائیگر سامنے موجود بلیک راڈ کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں مڑ گیا۔ کلب کی عمارت دو منزلہ تھی اور سامنے ہی ایک جہازی سائز کا نیون سائن جل بجھ رہا تھا۔ ٹائیگر ابھی پاکیشیا سے کافرستان پہنچا تھا اور ایئر پورٹ سے سیدھا بلیک راڈ کلب ہی آیا تھا۔ عمران کی کال پر وہ رانا ہاؤس پہنچا تھا۔ وہاں گو عمران جوانا کو ساتھ لے کر کافرستان آنا چاہتے تھا لیکن ٹائیگر نے عمران کو قائل کر لیا تھا کہ پہلے وہ جا کر اس کرنل جگدیش اور روزی راسکل کا سراغ لگائے پھر وہ عمران کو رپورٹ دے گا۔ اس کے بعد وہ اگر آنا چاہیں تو آ جائیں ــ نہ آنا چاہیں تو ٹائیگر ہی وہاں اکیلا کام کرے گا اور عمران نے اسے اجازت دے دی کہ وہ پہلی فلائٹ سے کافرستان پہنچ کر

روزی راسکل اور کرنل جگدیش کا سراغ لگائے اور پھر اسے رپورٹ دے۔ چنانچہ ٹائیگر پہلی فلائٹ سے کافرستانی دارالحکومت پہنچ گیا تھا بلیک راڈ کلب کا مالک اور جنرل مینجر گورو سنگھ تھا جو کافرستان کی بحری اسمگلنگ میں بھی کام کرتا تھا اور ویسے بھی کافرستانی انڈر ورلڈ میں اس کے کئی نیٹ ورک پھیلے ہوئے تھے۔ گورو سنگھ لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا۔ وہ چونکہ اکثر پاکیشیا آتا جاتا رہتا تھا اس لئے ٹائیگر کی دوستی اس سے کافی عرصہ سے تھی اور ٹائیگر نے پاکیشیا میں اس کے لئے کئی ایسے کام بھی کئے تھے جن سے گورو سنگھ اس کا ذاتی طور پر ممنون بھی تھا۔ چونکہ ٹائیگر نے گھاٹ پہنچنے والی وائٹ فلاور نامی لانچ جس کے ذریعے روزی راسکل کو کافرستان پہنچایا گیا تھا، کو ٹریس کرنے اور روزی راسکل کو ماسٹر قاسم کے آدمیوں سے چھڑانے کے لئے گورو سنگھ سے کہا تھا اور جس نے واپسی جواب میں بتایا تھا کہ ان کے گھاٹ پر پہنچنے سے پہلے ہی لانچ واپس چلی گئی تھی اور روزی راسکل کو ایک اسٹیشن ویگن پر شہر لے جایا گیا تھا۔ اس ویگن کا رجسٹریشن نمبر بھی جعلی ثابت ہوا تھا جس پر ٹائیگر نے اسے مزید کوشش جاری رکھنے کا کہا تھا اور وہ سب سے پہلے اس لئے یہاں آیا تھا کہ گورو سنگھ سے مل کر اس سے مزید رپورٹ لے سکے۔ مین گیٹ سے ہال میں داخل ہو کر وہ ایک سائیڈ پر بنے ہوئے بڑے سے کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں دو مرد اور دو عورتیں موجود تھیں۔ دونوں مرد اور ایک عورت ویٹرز کو سروس دینے میں مصروف تھی

جبکہ دوسری عورت سٹول پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے سامنے سرخ رنگ کا فون رکھا ہوا تھا۔

"گوروسے کہو کہ پاکیشیا سے اس کا دوست ٹائیگر آیا ہے"۔ ٹائیگر نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا جو سٹول پر بیٹھی ہوئی تھی۔

"یس سر"...... لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

"لابی سے بول رہی ہوں باس۔ کاؤنٹر پر ایک صاحب آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کا نام ٹائیگر ہے اور وہ پاکیشیا سے آئے ہیں اور آپ کے دوست ہیں"...... لڑکی نے ٹائیگر کی طرف مسلسل اور غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا سر۔ یس سر"...... دوسری طرف سے بات سن کر لڑکی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے سائیڈ پر کھڑے ایک آدمی کو بلایا۔

"ٹائیگر صاحب کو باس کے آفس تک پہنچا دو"...... لڑکی نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"رہنے دو۔ مجھے معلوم ہے۔ میں پہلے بھی کئی بار آ چکا ہوں۔ میں پہنچ جاؤں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یس سر"...... لڑکی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر تیزی سے سائیڈ راہداری کی طرف مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ گورو سنگھ

کے شاندار انداز میں سجے ہوئے آفس میں موجود تھا۔

"تم نے ناحق آنے کی تکلیف کی ٹائیگر۔ تمہارا کام نہیں ہو سکا۔ میں نے بڑی کوشش کی لیکن کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ میرے پاس تمہارا کوئی فون نمبر نہیں تھا اس لئے میں نے سوچا کہ تم خود فون کرو گے تو میں تمہیں بتا دوں گا"...... گورو سنگھ نے رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد خود ہی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے پوری دلچسپی نہیں لی ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ گورو سنگھ اس معمولی سی اسٹیشن ویگن کا سراغ بھی نہ لگا سکے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں ٹائیگر۔ واہ گرو کی قسم۔ میں نے پوری کوشش کی ہے لیکن نجانے ان لوگوں نے کیا انتظام کیا تھا کہ معمولی سا سراغ بھی نہیں لگ سکا"...... گورو سنگھ نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جس نے تمہیں اس اسٹیشن ویگن کا رجسٹریشن نمبر بتایا اور ان تین افراد کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے منہ پر رومال باندھے ہوئے تھے وہ آدمی اب کہاں ہو گا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"وہیں نادر پر ہو گا۔ اس کی تو ڈیوٹی ہے بحریہ کی طرف سے کہ وہ گھاٹ پر آنے والی لانچوں پر نظر رکھے لیکن چونکہ سب ہی اسے خصوصی بھتہ دیتے ہیں اس لئے وہ کسی کی رپورٹ نہیں کرتا۔ یہ لوگ باقاعدہ آٹھ آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی دیتے ہیں۔ تین آدمی ہیں۔ البتہ

جس آدمی نے میرے آدمیوں کو رپورٹ دی اس کا نام جیری ہے اور وہ بندرگاہ پر واقع بحریہ کے کوارٹر میں رہتا ہے"..... گورو سنگھ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم اسے یہاں بلا سکتے ہو"..... ٹائیگر نے کہا۔

"اس وقت تو وہ ڈیوٹی پر ہو گا۔ وہاں فون بھی ہے۔ میں اس سے بات کرتا ہوں لیکن وہ ڈیوٹی کے دوران یہاں نہ آسکے گا"..... گورو سنگھ نے کہا۔

"تم اس سے میری فون پر بات کراؤ۔ اسے رقم کا لالچ دے دینا تاکہ وہ میرے سوالات کا درست جواب دینے پر تیار ہو جائے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"میں اسے ماہانہ بڑی بھاری رقم دیتا ہوں اس لئے فکر مت کرو۔ وہ خدمت کرے گا لیکن تم اس سے مزید کیا پوچھو گے۔ جو کچھ وہ جانتا تھا وہ تو پہلے ہی بتا چکا ہے"..... گورو سنگھ نے کہا۔

"تم بات تو کراؤ میری"..... ٹائیگر نے کہا تو گورو سنگھ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"لائٹ ٹاور تھرٹی ون سے جیری بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"گورو سنگھ بول رہا ہوں جیری"..... گورو سنگھ نے کہا۔

"حکم سردار جی۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"..... دوسری

طرف سے بولنے والے کا لہجہ خاصا مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"تم نے میرے آدمیوں کو بتایا تھا کہ گھاٹ پر لانچ آکر رکی اور اس میں سے ایک بے ہوش لڑکی کو اتار کر ایک اسٹیشن ویگن میں ڈالا گیا جس میں تین افراد سوار تھے جنہوں نے اپنے چہروں پر رومال باندھے ہوئے تھے۔ تم نے اس اسٹیشن ویگن کا رجسٹریشن نمبر بھی بتایا تھا جو جعلی ثابت ہوا تھا۔ یاد ہے تمہیں"..... گورو سنگھ نے کہا۔

"جی ہاں۔ اچھی طرح یاد ہے۔ وہ لانچ وائٹ فلاور تھی اور پاکیشیائی ماسٹر قاسم کی تھی اس لئے میں خاموش رہا تھا اور میں نے اس بارے میں اوپر اعلیٰ حکام کو کوئی رپورٹ نہ کی تھی"..... جیری نے جواب دیا۔

"میرا دوست ٹائیگر اس سلسلے میں کام کر رہا ہے۔ یہ تم سے فون پر ہی کچھ پوچھنا چاہتا ہے۔ اس کی باتوں کا درست اور سچ جواب دینا ورنہ تم جانتے ہو کہ گورو سنگھ کیا نہیں کر سکتا"..... گورو سنگھ نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سردار جی۔ میں تو آپ کا خادم ہوں۔ جو مجھے معلوم ہو گا میں ضرور بتا دوں گا"..... جیری نے کہا تو گورو سنگھ نے رسیور ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو جیری۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں"..... ٹائیگر نے کہا۔

"یس سر۔ حکم فرمائیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم نے جس اسٹیشن ویگن کو دیکھا تھا اس کے ٹائر عام اسٹیشن ویگن سے چوڑے تو نہیں تھے"...... ٹائیگر نے پوچھا تو گورو سنگھ چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"نہیں جناب۔ میں آپ کا مطلب سمجھتا ہوں۔ یہ ریت پر چلنے والی مخصوص ویگن لیپارڈ نہیں تھی بلکہ عام سی اسٹیشن ویگن تھی۔ سفید رنگ کی"...... جیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے اسے آتے ہوئے بھی دیکھا ہو گا اور جاتے ہوئے بھی۔ اس کے بمپروں پر کوئی سٹیکر یا اس کے فرنٹ اور عقبی شیشوں پر کوئی خاص سٹیکر یا کوئی ایسی نشانی جس سے اسے پہچانا جا سکے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ ہاں سر۔ اس کے عقبی شیشے پر ایک کالے رنگ کی تتلی کی تصویر کا سٹیکر لگا ہوا تھا۔ خاصی خوبصورت تتلی تھی سیاہ رنگ کی جس میں سفید رنگ کے دھبے بھی نظر آ رہے تھے"...... جیری نے جواب دیا۔

"اور کوئی بات"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹائیگر نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"گلیڈ کلب کا نمبر دیں"...... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا اور ٹائیگر نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ گورو سنگھ ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا اسے یہ سب کچھ کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"گلیڈ کلب"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"گوتھم سے بات کراؤ۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں پاکیشیا سے"...... ٹائیگر نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا گورو سنگھ بے اختیار چونک پڑا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ گوتھم بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں گوتھم پاکیشیا سے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کوئی خاص بات۔ جو آج یاد کیا ہے مجھے"...... دوسری طرف سے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا گیا۔

"تم واقعی خاص موقعوں پر یاد آتے ہو کیونکہ تم خاص آدمی ہو ہوئے"...... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے گوتھم بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا۔ بس خوشامد ختم کرو اور بتاؤ کہ کیا مسئلہ ہے"...... گوتھم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سیاہ تتلی جس پر سفید رنگ کے دھبے ہیں کس کی نشانی ہے"۔

ٹائیگر نے کہا۔

"کہاں دیکھی ہے تم نے یہ نشانی"...... گوتھم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے نہیں دیکھی۔ میرے ایک آدمی کو کافرستان میں اغوا کیا گیا ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ اس گاڑی کے عقبی شیشے پر سیاہ تتلی کا باقاعدہ پینٹ شدہ نشان تھا جس کے پروں پر سفید دھبے تھے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"پھر اپنے دوست کو ہمیشہ کے لئے بھول جاؤ کیونکہ یہ نشانی یہاں دارالحکومت کے سب سے خطرناک گینگسٹر رام لال کی ہے جسے انڈر ورلڈ کے لوگ بلیک سکارپین کہتے ہیں یعنی سیاہ بچھو"...... گوتھم نے کہا۔

"اچھا بچھو ہے۔ نشان تو تتلی بنایا ہوا ہے"...... ٹائیگر نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"یہی تو اصل بات ہے۔ بظاہر وہ انتہائی شفیق اور نرم دل ہے۔ تتلی کی طرح نفیس اور خوبصورت لیکن درحقیقت وہ خونخوار بھیڑیا ہے، بچھو ہے جو اپنے محسن کو بھی ڈنک مارنے سے باز نہیں آتا"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کہاں مل سکتا ہے یہ"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"بلیک سکارپین کلب کا مالک ہے اور جنرل مینجر بھی لیکن اس کے مینجر تک ہی پہنچا جا سکتا ہے اس تک نہیں۔ وہ صرف اپنی مرضی

کے آدمیوں سے ملتا ہے اور چاہے کافرستان کا صدر بھی کیوں نہ آ جائے۔ وہ نہیں ملنا چاہتا تو نہیں ملے گا"...... گوتھم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا بزنس ہے اس کا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"بتایا تو ہے گینگسٹر ہے۔ ہر قسم کے جرائم میں ملوث رہتا ہے۔ پورے دارالحکومت میں اس کے نیٹ ورکس اور اڈے پھیلے ہوئے ہیں"...... گوتھم نے جواب دیا۔

"اوکے۔ شکریہ"...... ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تم جانتے ہو اسے"...... ٹائیگر نے سامنے بیٹھے ہوئے گورو سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ بہت اچھی طرح۔ جو کچھ گوتھم نے بتایا ہے وہ اس سے کئی گنا زیادہ خطرناک اور سفاک ہے"...... گورو سنگھ نے کہا۔

"تو پھر تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا"...... ٹائیگر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ یہ میرے لئے نئی بات ہے کہ سیاہ تتلی اس کا نشان ہے۔ میں تو اس کا نشان سیاہ بچھو ہی سمجھتا رہا ہوں۔ اس کے کلب کے بورڈ پر بھی یہی نشان بنا ہوا ہے"...... گورو سنگھ نے کہا۔

"کیا گوتھم نے غلط بتایا ہے"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"نہیں۔ گوتھم کو میں جانتا ہوں۔ اول تو وہ کچھ بتاتا نہیں اور اگر بتاتا ہے تو پھر غلط بات نہیں کرتا۔ ویسے شاید وہ نہ بتاتا۔ اگر تم

اسے کہہ دیتے کہ تم کافرستان سے بات کر رہے ہو"...... گورو سنگھ نے کہا۔

"اس کے آدمیوں میں سے کوئی تمہارا واقف ہے جس سے معلومات مل سکیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے"...... گورو سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس رام لال کی رہائش کہاں ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"وہیں کلب کے تہہ خانے میں۔ جس کا راستہ بھی علیحدہ ہے اور خفیہ ہے۔ شاید چند لوگوں کو ہی اس کا علم ہو گا"...... گورو سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کلب میں سارے کام وہ خود تو نہیں کرتا ہو گا۔ اس کا کوئی خصوصی نائب بھی ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ مینجر پراگ اس کا خاص آدمی ہے۔ وہی کرتا دھرتا ہے۔ رام لال تو صرف احکامات دیتا ہے"...... گورو سنگھ نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اب مجھے اجازت"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا تم وہاں جانے کے بارے میں تو نہیں سوچ رہے"۔ گورو سنگھ نے بھی اٹھتے ہوئے چونک کر کہا۔

"ارے نہیں۔ میں نے اکیلے وہاں جا کر کیا کرنا ہے۔ میں کچھ اور سوچوں گا۔ گڈ بائی"...... ٹائیگر نے کہا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کے آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھا بلیک

سکارپین کلب کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کی جیکٹ کی جیب میں مشین پسٹل موجود تھا اور اس نے جینز کی پینٹ اور بلیک لیدر کی خصوصی جیکٹ پہن رکھی تھی اور یہ لباس یہاں کافرستان کی انڈر ورلڈ کے لوگ ہی پہنتے تھے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ ایک چار منزلہ شاندار عمارت پر مشتمل کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ پر پہنچ گیا۔ اس نے ڈرائیور کو کرایہ دیا اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمپاؤنڈ سے اندر داخل ہو گیا۔ کلب میں آنے جانے والے سب ہی انڈر ورلڈ کے لوگ دکھائی دے رہے تھے اور ٹائیگر بھی چونکہ ان جیسا ہی تھا اس لئے کسی نے اس کی طرف توجہ نہ دی تھی۔ وہ ہال میں داخل ہوا تو ہال اس کی توقع کے خلاف بھرا ہوا تھا لیکن وہاں اس طرح خاموشی تھی جیسے انتہائی مہذب لوگوں کے کلبوں میں ہوتی ہے۔ لوگ ایک دوسرے سے آہستہ اور دبے دبے لہجے میں بات کر رہے تھے۔ ایک طرف وسیع و عریض کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے چار آدمی موجود تھے۔ ہال میں بھی مرد ویٹرز ہی کام کر رہے تھے البتہ ہال کے چاروں کونوں میں مشین گنوں سے مسلح چار افراد دیواروں سے پشت لگائے خاموش لیکن چوکنے کھڑے تھے۔ ان کی نظریں ہال میں موجود افراد کا مسلسل جائزہ لے رہی تھیں۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ یہاں خاموشی مہذب پن کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ خوف کی وجہ سے ہے۔ کسی کے چیخنے چلانے پر اسے گولی مار دی جاتی ہو گی اور ظاہر ہے لاش بھی غائب کر دی جاتی ہو گی اس لئے یہاں سب لوگ آہستہ بول رہے تھے۔

"میرا نام ٹائیگر ہے اور میرا تعلق ساریہ سے ہے۔ مجھے مینجر پراگ صاحب سے ملنا ہے"...... ٹائیگر نے کافرستان کے ایک اور ہمسایہ لیکن چھوٹے سے ملک کا نام لیتے ہوئے کہا۔

"کیا کام ہے آپ کو"...... اس آدمی نے چونک کر اور غور سے ٹائیگر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ ایک اہم ترین شخصیت کے قتل کا مسئلہ ہے"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کیا آپ کا تعلق حکومت سے ہے"...... اس آدمی نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ میرا تعلق وہاں کی سیاسی پارٹی سے ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا"...... اس آدمی نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے گنیش بول رہا ہوں جناب۔ ساریہ کی سیاسی پارٹی کے ایک صاحب ٹائیگر نامی آئے ہیں۔ وہ کسی اہم شخصیت کے قتل کے سلسلے میں آپ سے ملنا چاہتے ہیں"...... اس آدمی نے کہا۔

"یس سر۔ وہ اکیلے ہیں"...... دوسری طرف سے کوئی بات سن کر کاؤنٹر مین نے کہا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے کاؤنٹر کے نیچے خانے میں سے ایک کارڈ نکال کر اس پر مہر لگائی اور کارڈ ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

"چوتھی منزل پر آفس ہے۔ آپ کارڈ دکھائیں گے تو وہاں تک آپ کو جانے دیا جائے گا"...... کاؤنٹر مین نے کارڈ دیتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو"...... ٹائیگر نے کہا اور کارڈ لے کر اس طرف بڑھ گیا جہاں تین لفٹیں اوپر سے نیچے آ جا رہی تھیں۔ ایک لفٹ جیسے ہی نیچے اتری اور اس میں سے دو آدمی نکل کر باہر آئے تو ٹائیگر اندر داخل ہو گیا۔

"چوتھی منزل"...... ٹائیگر نے کارڈ لفٹ مین کو دکھاتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... لفٹ مین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور دروازہ بند کر کے اس نے چوتھی منزل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر چوتھی منزل پر پہنچ چکا تھا لیکن راہداری میں جگہ جگہ مشین گنوں سے مسلح افراد کھڑے تھے۔ ٹائیگر نے کارڈ دکھایا تو وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے اور پھر مینجر کے آفس تک ٹائیگر پہنچ گیا۔ اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلنے پر جب وہ اندر داخل ہوا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ سامنے میز کے پیچھے ایک گینڈے نما آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بھی بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"تم۔ تم ٹائیگر اور یہاں۔ مگر مجھے تو بتایا گیا ہے کہ ساریہ سے کوئی ٹائیگر نامی آدمی آیا ہے"...... اس گینڈے نما آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے بھی تمہیں یہاں دیکھ کر بے حد حیرت ہو رہی ہے۔ میرا

خیال تھا کہ تم ایکریمیا چلے گئے ہو"...... ناٹیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں یہاں آ گیا ہوں۔ تو بیٹھو۔ کیسے آنا ہوا ہے اور وہ بھی اس انداز میں"...... پراگ نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور ناٹیگر سر ہلاتا ہوا میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"شراب تو تم پیتے نہیں اور یہاں شراب کے علاوہ اور کچھ ملتا نہیں۔ اب بتاؤ کیا کروں"...... پراگ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کچھ نہیں۔ میں نے صرف چند باتیں کرنی ہیں"...... ناٹیگر نے کہا۔

"ارے ہاں۔ تم نے غلط بیانی کیوں کی۔ اگر تم پاکیشیا کے بارے میں بتا دیتے تو میں خود جا کر تمہیں ساتھ لے آتا"...... پراگ نے کہا۔ پراگ ناٹیگر کا خاصا بے تکلف دوست تھا لیکن پاکیشیا میں اس کا ٹکراؤ ایک ایسے ادارے سے ہو گیا جو بے حد طاقتور تھا جس کے نتیجے میں پراگ کو پاکیشیا سے فرار ہونا پڑا اور اب کئی سالوں بعد ناٹیگر اسے یہاں اس روپ میں دیکھ رہا تھا۔

"میرا خیال تھا کہ تم پاکیشیا کا سن کر ملنے سے انکار کر دو گے۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ پراگ تم ہو"...... ناٹیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو پراگ نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیسے آنا ہوا۔ مجھے بتاؤ کیا مسئلہ ہے۔ تم نے کسی قتل کی بات

کاؤنٹر پر کی تھی"...... پراگ نے کہا۔

"چھوڑو۔ وہ تو تم تک پہنچنے کا بہانہ تھا۔ روزی راسکل کو تو تم جانتے ہو"...... ناٹیگر نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے اسے"...... پراگ نے چونک کر کہا۔

"اسے کافرستان کے کسی کرنل جگدیش کے کہنے پر پاکیشیا کے بحری اسمگلر ماسٹر قاسم نے اغوا کر کے پاکیشیا سے یہاں کافرستان پہنچایا ہے اور گھاٹ پر تمہارے آدمیوں نے اسے پک کیا ہے۔ میں یہی پوچھنے آیا ہوں کہ اب وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے"۔ ناٹیگر نے کہا۔

"اوہ۔ تو وہ لڑکی روزی راسکل تھی۔ آئی ایم سوری۔ مجھے صرف اتنا بتایا گیا تھا کہ کسی لڑکی کو گھاٹ سے پک کر کے اپنے ایک مضافاتی اڈے پر پہنچانا ہے۔ کوئی کرنل جگدیش وہاں آ کر اس سے پوچھ گچھ کرے گا اور پھر اسے اپنے ساتھ لے جائے گا۔ چنانچہ میں نے احکامات دے دیئے اور ان احکامات پر عمل درآمد بھی ہو گیا"۔ پراگ نے جواب دیا۔

"کرنل جگدیش کا تم سے براہ راست کوئی تعلق ہے"...... ناٹیگر نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے اس سلسلے میں ٹونی نے کہا تھا۔ ٹونی کلب کا مالک اور میرا دوست ہے۔ ویسے اس کے تعلقات فوج کے بے شمار اعلیٰ افسران سے ہیں"...... پراگ نے جواب دیا۔

"تم نے کس اڈے پر روزی راسکل کو پہنچایا تھا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"مضافات میں ایک علاقہ ہے جسے قاذی پورہ کہا جاتا ہے۔ وہاں ہمارا ایک اڈا ہے جس کا انچارج شنکر ہے"...... پراگ نے کہا۔

"تم اس شنکر سے پوچھو کہ روزی راسکل کا کیا ہوا۔ وہ زندہ ہے یا مر چکی ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو پراگ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"قاذی پورہ زیرو پوائنٹ پر شنکر سے بات کراؤ"...... پراگ نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... پراگ نے کہا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"شنکر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"وہ لڑکی جو تمہارے پوائنٹ پر پہنچائی گئی تھی اس کا کیا ہوا"۔ پراگ نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"اسے کرنل جگدیش صاحب لے گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھا"...... پراگ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ٹونی سے پوچھو کہ کرنل جگدیش کہاں مل سکتا ہے"...... ٹائیگر

نے کہا تو پراگ نے اثبات میں سر ہلایا اور رسیور اٹھا کر اس نے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"ٹونی کلب کے ٹونی سے میری بات کراؤ"...... پراگ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... پراگ نے کہا۔

"ٹونی لائن پر ہے سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ پراگ بول رہا ہوں"...... پراگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"ٹونی بول رہا ہوں۔ ٹونی کلب سے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تمہارے کہنے پر میں نے ایک اغوا شدہ لڑکی کو قاذی پورہ پوائنٹ پر بھجوایا تھا۔ تم نے کہا تھا کہ کرنل جگدیش وہاں پہنچے گا۔ کون ہے یہ کرنل جگدیش۔ اس کے بارے میں کیا تفصیلات ہیں"...... پراگ نے کہا۔

"تم اب کیوں پوچھ رہے ہو۔ کوئی خاص بات"...... ٹونی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اس لڑکی کو اگر وہ زندہ ہے واپس حاصل کرنا چاہتا ہوں کیونکہ وہ میرے ایک دوست کی عورت ہے"...... پراگ نے کہا۔

"سوری پراگ۔ اب تک تو شاید اس کی ہڈیاں بھی گل سڑ چکی

ہوں گی۔ کرنل جگدیش ملٹری انٹیلی جنس کا کرنل رہا ہے۔ پھر وہ ایکریمیا چلا گیا تھا۔ پہلے وہ میرے کلب آتا جاتا رہتا تھا پھر ایکریمیا سے واپس آکر وہ کبھی کلب نہیں آیا۔ بس اس کا فون آیا تھا۔ اس نے کہا کہ پاکیشیا سے ماسٹر قاسم ایک عورت کو اغوا کر کے یہاں گھاٹ پر پہنچا رہا ہے میں اسے کسی محفوظ جگہ پر پہنچا دوں جہاں سے وہ اسے اپنے ساتھ لے جائے گا۔ اس نے مجھے بھاری رقم دینے کا بھی کہا تھا۔ چونکہ کافرستان میں سب سے محفوظ پوائنٹ تمہارے ہیں اس لئے میں نے تم سے کہہ دیا اور تم نے کام کر دیا۔ مجھے واقعی معلوم نہیں ہے کہ کرنل جگدیش ایکریمیا سے واپس آنے کے بعد کہاں ہے"۔ ٹونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس نے رقم بھیجی ہے"...... پراگ نے پوچھا۔

"نہیں۔ ابھی نہیں بھجوائی لیکن وہ کسی بھی وقت بھجوا سکتا ہے۔ کیوں"...... ٹونی نے کہا۔

"جب وہ رقم بھجوائے تو اس کے بارے میں معلومات حاصل کر لینا اور مجھے بتا دینا"...... پراگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا"...... ٹونی نے جواب دیا تو پراگ نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"بس اب تو راضی ہو۔ اس سے زیادہ میں کیا کر سکتا ہوں"۔ پراگ نے کہا۔

"اس غازی پورہ کے زیرو پوائنٹ کی تفصیل بتاؤ اور فون کر کے

شنکر سے کہو کہ وہ میرے ساتھ تعاون کرے۔ باقی کام میں خود کر لوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا"...... پراگ نے کہا اور پھر اس نے ایسے ہی کیا جیسے ٹائیگر نے کہا تھا اور ساتھ ہی اسے تفصیل بھی بتا دی۔

"کیا کوئی کار مل سکتی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ ڈرائیور بھی ساتھ ہو"...... پراگ نے کہا۔

"نہیں۔ صرف کار۔ میں اسے اس وقت واپس کروں گا جب پاکیشیا واپس جاؤں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"بے شک پاکیشیا ساتھ لے جانا۔ میری طرف سے اجازت ہے"...... پراگ نے ہنستے ہوئے کہا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے اپنے کسی آدمی کو ہدایت دینا شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد ایک آدمی آفس میں داخل ہوا اور اس نے کار کی چابیاں مؤدبانہ انداز میں پراگ کے سامنے رکھ دیں۔

"یہ لو۔ اس کے ساتھ ٹوکن موجود ہے اور کار پارکنگ میں موجود ہے۔ ٹوکن پر اس کا نمبر درج ہے"...... پراگ نے کہا تو ٹائیگر نے اس سے چابیاں لیں اور شکریہ ادا کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک جدید ماڈل کی نئی سیاہ رنگ کی کار میں سوار غازی پورہ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ویسے اس نے دیکھ لیا تھا کہ اس کار کے شیشے پر بھی سیاہ تتلی کا سٹکر موجود تھا جس پر سفید رنگ کے دھبے تھے اور شاید یہ اس سٹکر کی موجودگی تھی کہ راستے میں ایک جگہ پولیس

چیکنگ کر رہی تھی لیکن اس کی کار کو سرے سے روکا ہی نہیں گیا تھا۔ ٹائیگر چونکہ اکثر کافرستان کے دارالحکومت میں آتا جاتا رہتا تھا اس لئے اسے اس شہر اور اس کے مضافاتی علاقوں کے بارے میں بخوبی معلوم تھا اس لئے وہ اطمینان سے کار چلاتا ہوا غازی پورہ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا اور پھر تقریباً ڈھائی گھنٹوں کی مسلسل اور تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد وہ غازی پورہ میں داخل ہو چکا تھا۔ زیرو پوائنٹ ایک رہائشی کالونی کی کوٹھی تھی۔ ٹائیگر نے کار اس کوٹھی کے بند گیٹ کے سامنے لے جا کر روکی اور پھر تین بار مخصوص انداز میں ہارن دیا تو چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک گنجا آدمی باہر آگیا۔ اس کی بیلٹ سے ایک کوڑا بندھا ہوا تھا اور کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔

"میرا نام ٹائیگر ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو اس آدمی نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"میں پھاٹک کھولتا ہوں جناب۔ اس آدمی نے جس کا نام شنکر تھا، مؤدبانہ لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور ٹائیگر کار اندر لے گیا اور اس نے پورچ میں کار روک دی اور پھر نیچے اتر آیا۔ شنکر اس دوران پھاٹک بند کر چکا تھا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... شنکر نے کہا۔

"میں نے تم سے چند معلومات حاصل کرنی ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یس سر۔ باس نے مجھے آپ سے مکمل تعاون کرنے کا حکم دیا ہے آیئے۔ ادھر سٹنگ روم میں آجائیے"...... شنکر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں پہنچ گئے جسے سٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے"...... شنکر نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ تم بیٹھو میرے سامنے"...... ٹائیگر نے کہا تو شنکر مؤدبانہ انداز میں ٹائیگر کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"جس لڑکی کو یہاں پہنچایا گیا تھا اس کے ساتھ یہاں کیا ہوا تھا۔ تفصیل سے بتاؤ"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جناب۔ باس کے آدمی لڑکی کو بے ہوشی کے عالم میں یہاں چھوڑ گئے۔ مجھے باس نے حکم دیا تھا کہ کرنل جگدیش صاحب آئیں گے۔ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کرنی ہے اور اگر وہ اس لڑکی کو لے جانا چاہیں تو انہیں اس کی اجازت ہو گی۔ پھر کرنل جگدیش کا فون آگیا۔ انہوں نے کہا لڑکی کو زنجیروں میں جکڑ دیا جائے اور پھر ہوش میں لایا جائے۔ وہ اس سے پوچھ گچھ کریں گے۔ چنانچہ میں نے اسے تہہ خانے میں دیوار میں نصب کڑوں میں جکڑ دیا اور اسے اینٹی گیس سونگھا دی اور باہر آگیا۔ پھر کرنل صاحب پہنچ گئے اور میں انہیں ساتھ لے کر تہہ خانے میں گیا تو لڑکی ہوش میں آچکی تھی۔ وہ انتہائی نڈر ٹائپ لڑکی تھی۔ وہ الٹا کرنل جگدیش پر چڑھ دوڑی۔ کرنل بے حد غصیلا آدمی ہے۔ اس نے اس لڑکی پر کوڑے برسانے کا

حکم دیا۔ مجھے چونکہ کرنل کے حکم کی تعمیل کا حکم دیا گیا تھا اس لئے میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی۔ لڑکی خاصی زخمی ہو گئی اور پھر اچانک اس کے ہاتھ کڑوں سے نکل آئے اور وہ لڑکی شدید زخمی ہونے کے باوجود کسی بھوکے عقاب کی طرح ہم پر جھپٹ پڑی۔ مجھے اس نے نیچے گرا دیا۔ کرنل بھی گر گیا لیکن میرے ہاتھ میں کوڑا رہ گیا تھا۔ میں نے کوڑا مار کر اسے گرا دیا اور پھر اٹھ کر اس پر پے در پے کوڑے برسانے تو وہ بے ہوش ہو گئی۔ کرنل جگدیش نے کہا کہ اس نے اس سے پوچھ گچھ کرنی ہے اگر وہ مر گئی تو وہ اس سے پوچھ گچھ نہ کر سکے گا اس لئے اس نے میڈیکل باکس لانے کا حکم دیا۔ کرنل جگدیش اور میں نے مل کر اس کے زخموں کی بینڈیج کی اور پھر کرنل جگدیش نے اسے طویل بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا اور مجھے حکم دیا کہ اسے اسی حالت میں ان کی کار کی سیٹوں کے درمیان ڈال دیا جائے۔ میں نے حکم کی تعمیل کی اور وہ اس لڑکی کو لے کر واپس چلے گئے“...... شنکر نے تفصیل سے سب کچھ بتاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کو روزی راسکل پر اس طرح کوڑے برسانے کا سن کر یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے کسی نے اس کے دل پر بوجھ ڈال دیا ہو۔

”تمہیں ایک لڑکی کو اور وہ بھی بندھی ہوئی کو کوڑے مارتے شرم نہیں آئی“...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں نے تو حکم کی تعمیل کرنا تھی جناب ورنہ باس مجھے گولی مار دیتے“...... شنکر نے جواب دیا۔

”کرنل جگدیش کا حلیہ اور قد و قامت کی تفصیل بتاؤ“...... ٹائیگر نے کہا تو شنکر نے تفصیل بتا دی۔

”کار کے بارے میں کیا تفصیل ہے“...... ٹائیگر نے پوچھا تو شنکر نے اس کی بھی تفصیل بتا دی۔

”کیا تمہیں اندازہ ہے کہ کرنل جگدیش اس لڑکی کو کہاں لے گیا ہو گا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”وہ کہہ رہے تھے کہ لڑکی شدید زخمی ہے اس لئے وہ اسے خصوصی ملٹری ہسپتال کا مرس لے جائیں گے۔ وہاں پہلے اس کا علاج ہو گا پھر وہ اس سے پوچھ گچھ کریں گے“...... شنکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہاں فون ہے“...... ٹائیگر نے پوچھا۔

”یس سر“...... شنکر نے کہا۔

”لے آؤ یہاں“...... ٹائیگر نے کہا تو شنکر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ ٹائیگر نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے مشین پسٹل نکال کر جیکٹ کی باہر والی جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر بعد فون آ گیا تو ٹائیگر نے انکوائری سے خصوصی ملٹری ہسپتال کا مرس کا نمبر معلوم کیا اور پھر ہسپتال فون کر دیا۔

”یس سر“...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”کرنل جگدیش ایک شدید زخمی لڑکی کو لائے تھے۔ اس کا کیا ہوا۔ میں جنرل بھگت بول رہا ہوں“...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ اب سے دو گھنٹے پہلے اسے ڈسچارج کرا کر لے گئے ہیں جناب".... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کہاں لے گئے ہیں".... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"سر۔ ان کا پتہ کارڈ میں درج ہو گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں چیک کر کے بتا سکتی ہوں".... لڑکی نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں بتاؤ اور سنو۔ اچھی طرح غور کر کے پڑھنا ہے۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے".... ٹائیگر نے کہا۔

"یس سر".... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں".... تھوڑی دیر بعد لڑکی کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس۔ کیا پتہ ہے".... ٹائیگر نے پوچھا۔

"سن ویو کالونی۔ کوٹھی نمبر چودہ اے بلاک سر".... دوسری طرف سے پتہ بتایا گیا۔

"وہاں کا فون نمبر بھی درج ہو گا وہ بھی بتاؤ".... ٹائیگر نے کہا۔

"یس سر۔ نوٹ کریں".... لڑکی نے کہا اور نمبر بتانا شروع کر دیا۔ وہ ایسے بول رہی تھی جیسے کسی کارڈ پر لکھا ہوا دیکھ کر پڑھ رہی ہو۔

"اوکے۔ تھینک یو".... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس

نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے لڑکی کا بتایا ہوا فون نمبر پریس کرنا شروع کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز مسلسل سنائی دیتی رہی لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو ٹائیگر نے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا ہاتھ جیکٹ کی اس جیب میں پہنچ گیا تھا جس میں مشین پسٹل موجود تھا۔

"تم نے اس بندھی ہوئی لڑکی پر کوڑے برسائے تھے۔ کیوں".... ٹائیگر نے کہا تو شنگر اس طرح چونک کر اسے دیکھنے لگا جیسے اسے ٹائیگر کے لہجے کی تبدیلی پر حیرت ہو رہی ہو کیونکہ واقعی یہ فقرہ بولتے ہوئے ٹائیگر کا لہجہ یکلخت بدل گیا تھا۔

"مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا گیا تھا".... شنگر نے کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ تم پہلے بھی کسی نہ کسی کے حکم کے تحت ایسا کرتے رہے ہو".... ٹائیگر نے کہا۔

"یس سر۔ سینکڑوں بار".... شنگر نے اس بار اس انداز میں مسکراتے ہوئے کہا جیسے اس نے ٹائیگر کو اپنے کسی بڑے کارنامے کے بارے میں بتایا ہو۔

"تم نے بندھی ہوئی بے بس لڑکی پر کوڑے برسا کر ناقابل معافی جرم کیا ہے۔ مجھے".... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ شنگر کچھ سمجھتا ٹائیگر کا ہاتھ جیب سے باہر آیا اور ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی شنگر چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ ٹھیک دل پر پڑنے

والی گولیوں نے اسے زیادہ دیر تک تڑپنے کی بھی مہلت نہ دی تھی۔ ٹائیگر نے ایک نفرت بھری نظر اس پر ڈالی اور پھر مڑ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔ اس نے آ کر پھاٹک کھولا اور پھر اپنی کار سٹارٹ کر کے اس نے پھاٹک کے باہر لے جا کر روکی اور نیچے اتر کر اس نے بڑا پھاٹک بند کیا اور پھر چھوٹے پھاٹک سے باہر آ کر اس نے اسے باہر سے بند کیا اور پھر کار میں بیٹھ کر اس نے کار سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ اب اس کی کار تیزی سے واپس دارالحکومت کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی کیونکہ سن ویو کالونی جہاں اب اسے جانا تھا شہر کے دوسرے سرے پر تھی اور شہر پہنچ کر بھی اسے پورا شہر کراس کر کے سن ویو کالونی میں پہنچنا تھا لیکن کار کی تیز رفتاری کی وجہ سے اسے یقین تھا کہ وہ جلد از جلد وہاں پہنچ جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ سوچ رہا تھا کہ اس کوٹھی میں کرنل جگدیش یا روزی راسکل موجود ہوگی یا نہیں۔ ویسے وہاں کسی کے فون اٹنڈ نہ کرنے سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ یہ کوٹھی خالی ہے لیکن اس کے باوجود وہ ادھر اس لئے جا رہا تھا کہ اول تو اس کے علاوہ اور کوئی کلیو اس کے پاس نہیں تھا دوسرے یہ کہ اسے امید تھی کہ شاید اس کوٹھی سے اسے کوئی ایسا کلیو مل جائے جس پر کام کر کے وہ کرنل جگدیش اور روزی راسکل تک پہنچ سکے۔

روزی راسکل کی آنکھیں کھلیں تو پہلے تو کافی دیر تک اسے ایسے محسوس ہوا جیسے وہ دھوئیں میں لپٹی ہوئی ہو اور دھوئیں کے ساتھ ساتھ چکراتی پھر رہی ہو لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کے حواس بیدار ہوتے چلے گئے اور اس کے ساتھ ہی وہ یہ دیکھ کر چونک پڑی کہ وہ اس کمرے میں جہاں اس کی کرنل جگدیش اور شیگر سے لڑائی ہوئی تھی موجود ہونے کی بجائے کسی ہسپتال کے کمرے میں بیڈ پر پڑی ہے اور بیڈ کے ساتھ ہی ڈرپیں موجود تھیں۔ یہ کمرہ خالی تھا۔ اس کے جسم پر سرخ رنگ کا کمبل تھا اور ابھی روزی راسکل یہ سوچ ہی رہی تھی کہ اسے یہاں کون لایا ہے کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نرس اندر داخل ہوئی لیکن روزی راسکل اس کی یونیفارم دیکھ کر چونک پڑی کیونکہ ایسی یونیفارم ملٹری ہسپتالوں کی نرسیں پہنتی تھیں۔

"تمہیں ہوش آ گیا۔ گڈ شو۔ جب تمہیں یہاں لایا گیا تھا تو تمہاری حالت بے حد خستہ تھی لیکن اب تم ایک دو روز مزید یہاں رہنے کے بعد ٹھیک ہو جاؤ گی اور تمہیں ڈسچارج کر دیا جائے گا"۔ نرس نے بڑے شفقت بھرے لہجے میں اس کا بازو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہاں کون لایا ہے"...... روزی راسکل نے پوچھا۔

"کرنل جگدیش"...... نرس نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور روزی راسکل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ کمرے میں داخل ہونے والا کرنل جگدیش تھا۔

"آئیے سر۔ اسے ہوش آ گیا ہے۔ اب یہ ٹھیک ہے"...... نرس نے کرنل جگدیش سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں واقعی۔ اس کے چہرے کی رنگت بتا رہی ہے کہ اب یہ بالکل ٹھیک ہے لیکن اسے کلپڈ تو کیا گیا ہے بیڈ کے ساتھ یا نہیں"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"یس سر۔ یہ کلپڈ ہے"...... نرس نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں ڈاکٹر سے ملتا ہوں"...... کرنل جگدیش نے کہا اور تیزی سے مڑ گیا۔

"کیا تم نے کوئی بھیانک جرم کیا ہے جو کرنل جگدیش کے خصوصی احکامات کے تحت تمہیں اس قدر زخمی حالت میں لا کر بھی

بیڈ کے ساتھ کلپڈ کئے ہوئے رکھا گیا ہے"...... نرس نے معمول کی چیکنگ کرتے ہوئے روزی راسکل سے پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے انتہائی بھیانک جرم کیا ہے کہ یہ کمینہ ابھی تک زندہ ہے لیکن میں اسے چھوڑوں گی نہیں۔ میں اس کی ہڈیاں توڑ کر اس کی لاش کتوں کے آگے ڈال دوں گی۔ میرا نام روزی راسکل ہے روزی راسکل۔ یہ مجھے جانتا ہی نہیں۔ اس کمینے نے مجھ پر بری نظریں ڈالی ہیں۔ مجھے جاندار عورت کہا ہے۔ اب میں اسے بے جان بنا کر چھوڑوں گی"...... روزی راسکل نے انتہائی غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا تو نرس جو اس دوران خوف سے آنکھیں پھیلائے کھڑی تھی تیزی سے مڑ کر دوڑتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔ شاید وہ یہ سمجھی تھی کہ روزی راسکل کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ یقیناً وہ کسی ڈاکٹر کو بلانے گئی ہو گی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر ڈاکٹر تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے وہی نرس تھی لیکن وہ ابھی تک سہمی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

"کیا ہوا مس آپ کو۔ نرس نے بتایا ہے کہ آپ اچانک چیخنے لگی تھیں"...... ڈاکٹر نے قریب آ کر روزی راسکل سے پوچھا۔

"نرس نے میرا جرم پوچھا تھا اور میں اسے جرم بتا رہی تھی"۔ روزی راسکل نے کہا۔

"یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ہسپتال ہے۔ یہاں آپ صرف مریض ہیں اور بس۔ نرس اسے انجکشن لگاؤ اور چلو"...... ڈاکٹر نے

کہا۔
"یس سر"...... نرس نے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا انجکشن اس نے آگے بڑھ کر روزی راسکل کے بازو میں لگا دیا۔ چند لمحوں بعد روزی راسکل کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ ایک بار پھر بادلوں میں تیر رہی ہو اور پھر آہستہ آہستہ اس کے ذہن پر تاریکی پھیلتی چلی گئی۔ پھر شاید کچھ دیر بعد یہ تاریکی سمٹنے لگی اور جیسے ہی اس کا شعور پوری طرح بیدار ہوا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ اب ہسپتال کے بیڈ پر موجود ہونے کی بجائے کسی اور کمرے میں دیوار کے ساتھ رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے دونوں بازوؤں کو عقب میں کر کے رسی سے باندھ دیا گیا تھا اور اس کے جسم کے گرد بھی رسی بندھی ہوئی تھی جبکہ کمرہ خالی تھا۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ کیا میں کسی جادو نگری میں پہنچ گئی ہوں"...... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کی نظریں سامنے دیوار پر لگی ہوئی ایک تصویر پر پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑی۔ تصویر کرنل جگدیش کی تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا مطلب۔ کیا یہ کرنل جگدیش مجھے اپنے گھر لے آیا ہے۔ کیوں"...... روزی راسکل نے لاشعوری انداز میں بڑبڑاتے
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ۔ اس کمینے کی نیت خراب ہو گئی ہے۔ میں اس کی بوٹیاں

اڑا دوں گی"...... روزی راسکل نے بے اختیار دانت پیستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی شدید غصے کے عالم میں اس نے اپنے بازوؤں کو زور زور سے جھٹکے دینے شروع کر دیئے۔ پہلے تو سوائے اس کے کہ اس کے اپنے جسم میں درد کی تیز لہریں سی دوڑنے لگیں لیکن جلد ہی اسے احساس ہو گیا کہ رسیاں ڈھیلی پڑ گئی ہیں تو اس نے مزید وحشت بھرے انداز میں جسم کو جھٹکے دینے شروع کر دیئے لیکن سوائے اس کے کہ رسیاں کچھ اور ڈھیلی پڑ گئی تھیں اور کچھ نہ ہوا تو ایک خیال کے تحت روزی راسکل نے پیروں کے زور پر اپنے جسم کو پیچھے کی طرف پوری قوت سے دھکیلا۔ اس کے عقب میں دیوار تھی۔ اس کی کرسی پوری قوت سے دیوار سے ٹکرائی اور پھر تیزی سے آگے کی طرف جھکی اور اس کے ساتھ ہی روزی راسکل کے جسم نے قلابازی کھانے کی کوشش کی اور اس کوشش میں وہ پہلو کے بل ایک دھماکے سے فرش پر گری تو لکڑی کی کرسی کا بازو ایک سائیڈ سے ٹوٹ گیا لیکن اس کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے رسیاں ٹوٹ گئی ہوں اور وہ اچھل کر پہلو کے بل فرش پر جا گری ہو۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے یہ محسوس کر کے بے اختیار اس کے ہونٹ بھنچ گئے کہ وہ ابھی تک رسیوں کی گرفت میں تھی۔ یہ اور بات تھی کہ سب رسیاں کافی ڈھیلی ہو چکی تھیں لیکن اس کے ہاتھ ویسے ہی بندھے ہوئے تھے۔ اس نے دونوں بازوؤں کو سائیڈوں پر کر کے اس انداز میں جھٹکے دینے کی

کوشش کی جیسے کوئی دائیں بائیں لاٹھی چلا رہا ہو جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا جسم آہستہ آہستہ ایک سائیڈ پر کھسکتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ رسیوں اور کرسی کی گرفت سے باہر آ گئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی لیکن اس کے ہاتھ ابھی تک اس کی پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ اس نے ہاتھوں کو ایک دوسرے سے رگڑنے کی کوشش شروع کر دی تاکہ اس کے مسلسل حرکت کرنے سے یا تو رسی ڈھیلی ہو جائے یا پھر وہ کاٹھ کھل جائے لیکن بے سود کیونکہ کاٹھ شاید خصوصی طور پر باندھی گئی تھی۔ ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ کیا کرے اور کیا نہیں کہ اچانک کمرے کا اکلوتا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اس کے ساتھ ہی کرنل جگدیش اندر داخل ہوا۔

"ارے۔ یہ کیا۔ تم۔ تم آزاد ہو گئی"...... کرنل جگدیش نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ایک ہاتھ تیزی سے کوٹ کی جیب میں گیا ہی تھا کہ روزی راسکل چیخ پڑی۔

"تم کمینے آدمی۔ تم ابھی زندہ ہو"...... روزی راسکل نے یلخت چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح وہ یلخت کسی بھاری پرندے کی طرح دو قدم دوڑ کر فضا میں اچھلی اور اس کے ساتھ ہی اس کے دونوں جڑے ہوئے پیر پوری قوت سے کرنل جگدیش کے سینے پر پڑے اور وہ چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل پیچھے جا گرا جبکہ اس کے ہاتھ سے پسٹل نکل کر ایک طرف جا گرا تھا۔ روزی راسکل بھی اس پر چھلانگ لگانے کے نتیجے میں پشت کے بل فرش پر

گری لیکن فوراً ہی اس نے قلابازی کھائی اور پھر اٹھ کر کھڑی ہو گئی ہی تھی کہ یلخت کرنل جگدیش بھی قلابازی کھا کر کھڑا ہوا اور اس نے اس طرف کو دوڑ لگا دی جہاں اس کا مشین پسٹل پڑا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ جھک کر پسٹل اٹھاتا روزی راسکل نے اس پر چھلانگ لگا دی لیکن کرنل جگدیش اب سنبھلا ہوا تھا اس لئے وہ تیزی سے گھوم گیا اور روزی راسکل اپنے ہی زور میں منہ کے بل فرش پر گری اور آگے کی طرف گھسٹتی چلی گئی۔ اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی لیکن اس نے اپنے آپ کو بروقت سنبھال لیا اور اٹھنے کے لئے تیزی سے مڑ ہی رہی تھی کہ یلخت ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی گرم سلاخیں اس کے جسم میں گھستی چلی گئیں اور اس کے ساتھ ہی روزی راسکل کی آنکھوں کے سامنے سیاہ پردہ پھیلتا چلا گیا۔ پھر جب یہ پردہ ہٹا تو روزی راسکل کے منہ سے بے اختیار کراہ نکل گئی اور اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ محسوس کر کے چونک پڑی کہ وہ اس کمرے میں نہیں تھی جہاں اس پر فائرنگ کی گئی تھی بلکہ ایک بار پھر وہ کسی ہسپتال کے بیڈ پر تھی۔ اس کے جسم پر سرخ رنگ کا کمبل تھا اور ایک نرس اس کے بیڈ کے قریب رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھی تھی۔ روزی راسکل کے کراہتے ہی وہ نرس ایک طرح سے اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"اوہ۔ اوہ۔ گڈ گاڈ۔ آپ کو ہوش آ گیا۔ میں ڈاکٹر کو بلاتی ہوں"...... نرس نے ایسے مسرت بھرے لہجے میں کہا جیسے روزی

راسکل کے ہوش میں آنے سے اسے حقیقی مسرت حاصل ہوئی ہو۔

"یہ آخر میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے"...... روزی راسکل نے ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار جھرجھری سی لی کیونکہ اسے بے ہوش ہونے سے پہلے کا وہ لمحہ یاد آگیا تھا جب ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی اسے اپنے جسم میں گرم سلاخیں گھسنے کا احساس ہوا تھا۔

"حیرت ہے کہ میں پھر بھی زندہ ہوں"...... روزی راسکل نے کہا اور اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد کا ڈاکٹر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے وہی نرس تھی جو اسے ہوش میں دیکھ کر ڈاکٹر کو بلانے چلی گئی تھی۔

"آپ کو نئی زندگی مبارک ہو مس روزی راسکل"...... ڈاکٹر نے قریب آ کر بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو روزی راسکل بے اختیار چونک پڑی۔

"آپ کو میرا نام کس نے بتایا ہے"...... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مسٹر ٹائیگر نے جو آپ کو یہاں لے آئے تھے۔ ویسے میں نے جس طرح مسٹر ٹائیگر کو آپ کے لئے پریشان دیکھا ہے اور جب تک آپ کا آپریشن مکمل نہیں ہوا جس میں تین گھنٹوں سے زیادہ وقت لگا ہے مسٹر ٹائیگر آپریشن روم کے باہر راہداری میں مسلسل پریشانی سے ٹہلتے رہے ہیں۔ لگتا ہے کہ ان کے دل میں آپ کے لئے خصوصی

جذبات ہیں"...... ڈاکٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ ساتھ ساتھ وہ اپنے معمول کی چیکنگ بھی کئے چلا جا رہا تھا۔

"میں اس وقت کہاں ہوں"...... روزی راسکل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دارالحکومت کے ایک پرائیویٹ ہسپتال میں۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہی ہیں"...... ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دارالحکومت کس کا۔ کافرستان کا یا پاکیشیا کا"...... روزی راسکل نے کہا تو ڈاکٹر اور اس کے ساتھ کھڑی نرس دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"مس صاحبہ۔ آپ کو تین گولیاں لگی تھیں اور آپ کی جو حالت تھی اگر مسٹر ٹائیگر آپ کو انتہائی ماہرانہ انداز میں اپنی کار میں ڈال کر فوری طور پر یہاں نہ پہنچاتے تو آپ کا زندہ بچنا ناممکن تھا اور آپ کہہ رہی ہیں کہ یہ پاکیشیا کا دارالحکومت ہے۔ پاکیشیائی دارالحکومت یہاں سے بذریعہ جیٹ جہاز بھی چار گھنٹوں کا سفر ہے"...... ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو پوچھ رہی کیونکہ ٹائیگر تو پاکیشیا میں ہے۔ یہاں وہ کیسے آ سکتا ہے اور پھر وہ بھی میرے پاس"...... روزی راسکل نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ تو ہمیں معلوم نہیں ہے۔ یہ تو وہی بتا سکتے ہیں کہ وہ یہاں کیسے پہنچ گئے ہیں۔ وہ آفس میں موجود ہیں اور آپ سے ملاقات کے

لئے بے قرار ہیں۔ ہم انہیں اندر بھیج رہے ہیں۔ آپ ان سے تفصیل پوچھ لیں"...... ڈاکٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ نرس بھی ٹرے اٹھائے اس کے پیچھے چلتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔

"ٹائیگر یہاں کیسے پہنچ گیا اور وہ بھی وہاں جہاں میں شدید زخمی ہو کر پڑی تھی اور وہ کمینہ کرنل جگدیش۔ وہ کہاں ہے"...... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور روزی راسکل کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ آنے والا واقعی ٹائیگر ہی تھی ورنہ اس سے پہلے اس کا خیال تھا کہ یہاں اسے لانے والا کوئی مقامی آدمی ہو سکتا ہے جس کا نام بھی ٹائیگر ہو گا لیکن اب جو ٹائیگر کمرے میں داخل ہوا تھا وہ اصلی ٹائیگر تھا۔

s4sheikh@gmail.com

"نئی زندگی مبارک ہو روزی راسکل"...... ٹائیگر نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ لیکن تم یہاں کافرستان کے دارالحکومت میں کیسے پہنچ گئے اور پھر وہاں کیسے پہنچے جہاں میں زخمی ہوئی تھی۔ یہ سب کیا ہے کیا تم انسان کی بجائے جن بھوت ہو"...... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تو کرنل جگدیش کو ٹریس کرتے ہوئے اس کوٹھی تک پہنچا تھا جہاں تم شدید زخمی حالت میں پڑی نظر آ گئی۔ تمہارے ساتھ

کرنل جگدیش بھی بے ہوش پڑا ہوا تھا لیکن اس کی حالت نارمل تھی شاید اس کے سر کے عقبی حصے میں چوٹ آئی تھی لیکن تمہاری حالت اس قدر خستہ تھی اور تمہارا اس قدر خون نکل چکا تھا کہ تمہاری روح ایک لحاظ سے تمہارے گلے تک پہنچ چکی تھی۔ چونکہ ایک انسانی جان کو بچانا فرض ہوتا ہے اس لئے میں نے فوری کارروائی کی اور تمہیں کار میں ڈال کر وہاں سے اس پرائیویٹ اسپتال میں لے آیا۔ یہاں تمہاری حالت دیکھ کر ڈاکٹر بھی مایوس سے نظر آ رہے تھے لیکن تین گھنٹوں کے طویل آپریشن کے بعد انہوں نے جب مجھے بتایا کہ تم بچ گئی ہو اور تمہاری حالت اب خطرے سے باہر ہے تو میں مطمئن ہو کر واپس اس کوٹھی پر پہنچا تاکہ وہاں تمہارے ساتھ ہی بے ہوش پڑے ہوئے کرنل جگدیش کو کور کر سکوں لیکن جب میں وہاں گیا تو کوٹھی خالی تھی۔ کرنل جگدیش اس دوران ہوش میں آ کر وہاں سے جا چکا تھا۔ میں اسے ٹریس کرتا رہا لیکن دو دنوں کی سخت کوشش کے باوجود وہ ٹریس نہیں ہو سکا۔ میں یہاں فون کر کے تمہارے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا۔ میں نے عمران صاحب کو بھی تمہارے بارے میں رپورٹ دی تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہارے پاس ہسپتال میں رہوں۔ ان کے حکم پر میں یہاں آ گیا اور یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ تمہیں ہوش آ گیا ہے۔ اب مجھے یہاں نہ رہنا پڑے گا"...... ٹائیگر نے قدرے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہارا شکریہ کہ تم نے میری جان بچانے کی کوشش کی۔ اب میں ہوش میں آ گئی ہوں اس لئے اب یہاں تمہاری ضرورت نہیں رہی۔ تم جا سکتے ہو"...... روزی راسکل کا لہجہ ٹائیگر سے بھی زیادہ سپاٹ ہو گیا تھا۔

"تمہیں پاکیشیا سے اغوا کر کے ماسٹر قاسم نے یہاں کافرستان پہنچایا تھا اور اس بات کو آج پانچواں دن ہے۔ ان پانچ دنوں میں تم پر کیا گزری ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو روزی راسکل بے اختیار چونک پڑی۔

"تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا۔ کیا تم میرے پیچھے یہاں آئے ہو"...... روزی راسکل کے چہرے پر یکلخت سرخی سی آ گئی تھی۔

"میں نے پہلے بھی تمہیں بتایا ہے کہ میں کرنل جگدیش کو ٹریس کرنے یہاں آیا ہوں۔ اب دوبارہ پھر بتا دیتا ہوں"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تمہیں میرے بارے میں کیسے معلوم ہوا کہ مجھے ماسٹر قاسم نے اغوا کر کے یہاں پہنچایا تھا"...... روزی راسکل نے کہا۔

"تم نے خود بتایا تھا کہ دلیر سنگھ اور ماجھو نے کار لیف کے ذریعے ڈاگ جانسن کو ڈاکٹر شوائل کے قتل کے لئے کرنل جگدیش کی خاطر ہائر کیا تھا۔ جب میں نے یہ رپورٹ باس کو دی تو انہوں نے تمہاری کوششوں کی اور تمہاری حب الوطنی کی بے حد تعریف کی اور مجھے حکم دیا کہ میں تم سے مل کر مزید تفصیلات معلوم کروں لیکن جب میں

تم سے ملنے گیا تو مجھے اندازہ ہوا کہ تمہیں اغوا کر لیا گیا ہے۔ میں نے باس عمران کو رپورٹ دی تو انہوں نے مجھے تمہیں ٹریس کرنے کا حکم دیا۔ پھر میں نے تمہارے اغوا پر کام کیا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ تمہیں ماسٹر قاسم نے اغوا کرا کر اپنی خصوصی لانچ وائٹ فلاور کے ذریعے کافرستان میں گھاٹ پر پہنچا دیا ہے جہاں سے تمہیں کافرستان کے ایک گینگسٹر کے آدمیوں نے ایک کوٹھی میں پہنچا دیا۔ میں وہاں پہنچا تو وہاں کا پوائنٹ انچارج شنکر موجود تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ تم کوڑے کھانے کی وجہ سے زخمی ہو کر بے ہوش ہو گئی تھی اور کرنل جگدیش تم سے کوئی معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا اس لئے وہ تمہیں وہاں سے کسی ہسپتال میں لے گیا۔ میں نے ہسپتال ٹریس کر لیا۔ وہاں سے معلوم ہوا کہ تم ٹھیک ہو گئی ہو اور کرنل جگدیش تمہیں ہسپتال سے ڈسچارج کرا کر اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ وہاں ڈسچارج کارڈ پر کرنل جگدیش نے اپنا پتہ اور فون نمبر درج کرایا تھا۔ وہ میں نے ٹریس کر لیا پھر وہاں فون کیا تو کسی نے اٹنڈ نہیں کیا لیکن جب میں اس پتے پر پہنچا تو وہاں تمہاری حالت انتہائی خستہ ہو رہی تھی۔ چنانچہ تمہاری زندگی بچانے کے لئے میں تمہیں ہسپتال لے آیا اور پھر میرے واپس جانے تک کرنل جگدیش غائب ہو گیا۔ تمہیں کس نے کہا تھا کہ تم اتنی زخمی ہو جاؤ۔ اگر لڑنا بھڑنا نہیں آتا تو مت لڑا کرو۔ اگر تم اس قدر شدید زخمی نہ ہوتی تو کرنل جگدیش میرے ہاتھ سے نہ نکل سکتا تھا"...... ٹائیگر نے آخر میں جو کچھ کہا تھا

اسے سن کر روزی راسکل کا چہرہ یکلخت غصے سے تپ اٹھا۔

"مجھے لڑنا نہیں آتا۔ یہی کہہ رہے ہو تم۔ میرے ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور مجھے کرسی پر رسیوں سے باندھا گیا تھا مگر اس کے باوجود میں نے اس کرنل جگدیش کو گرا دیا تھا۔ وہ تو مشین پسٹل اس کے ہاتھ لگ گیا تھا اور وہ مجھے گولیاں مارنے میں کامیاب ہو گیا ورنہ میں اس کی ایک ایک ہڈی اس طرح بندھے ہوئے ہاتھوں سے ہی توڑ ڈالتی اور سنو۔ اب تمہاری یہاں موجودگی میں برداشت نہیں کر سکتی۔ تم جا سکتے ہو۔ اپنی شکل گم کرو ابھی اسی وقت"۔ روزی راسکل نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا ہوا ہے"...... اچانک دروازہ کھلنے کی آواز کے ساتھ ہی نرس کی پریشان سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اندر داخل ہوئی۔

"آپ کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ پلیز مسٹر ٹائیگر آپ باہر جائیں"...... نرس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے کمرے میں موجود الماری سے انجکشن نکال کر تیار کرنا شروع کر دیا۔ روزی راسکل کا چہرہ پسینے میں ڈوب چکا تھا اور اس کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔

"کیا ہوا ہے اسے۔ ابھی تو اچھی بھلی باتیں کر رہی تھی"۔ ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

"انہیں شاید آپ کی کسی بات پر غصہ آگیا ہے۔ یہ جسمانی طور پر

بے حد کمزور ہیں اور ابھی اعصابی طور پر بھی بے حد کمزور ہیں اس لئے ایسی کیفیت ہو جاتی ہے۔ ویسے اگر میں نہ آجاتی تو شاید یہ بچ نہ سکتی تھیں"...... نرس نے روزی راسکل کو انجکشن لگاتے ہوئے کہا۔

"اوہ آئی ایم سوری"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ انجکشن لگنے کے کچھ دیر بعد روزی راسکل نے آنکھیں کھولیں تو نرس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی کیونکہ اس کی آنکھوں کی کیفیت بتا رہی تھی کہ اب وہ ٹھیک ہو چکی ہے۔

"چلا گیا ہے یا نہیں ٹائیگر"...... روزی راسکل نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ وہ سوری کر کے چلے گئے ہیں"...... نرس نے کہا۔

"سوری کر گئے۔ کیوں۔ کس بات کی سوری"...... روزی راسکل نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اس بات کی کہ ان کی کسی بات پر آپ کو غصہ آگیا تھا اور آپ کی حالت دوبارہ خراب ہو گئی تھی"...... نرس نے کرسی سنبھالتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا اس نے واقعی سوری کہا تھا"...... روزی راسکل کے لہجے میں ایسا تاثر تھا جیسے اسے نرس کی بات پر یقین نہ آرہا ہو۔

"مجھے کیا ضرورت ہے جھوٹ بولنے کی مس"...... نرس نے کہا۔

"اچھا۔ اس کا مطلب ہے کہ کچھ کچھ انسانیت ابھی اس کے اندر موجود ہے۔ میں تو سمجھی تھی کہ وہ بالکل ہی جانور ہے"...... روزی

راسکل نے کہا۔

"وہ واقعی بے حد اچھے ہیں"...... نرس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ تمہیں ضرورت نہیں اس کی تعریف کرنے کی سمجھیں"۔ روذی راسکل نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرا یہ مطلب نہ تھا مس۔ وہ آپ کا ہے اور آپ کا ہی رہے گا۔ میں نے اس کی آنکھوں میں آپ کے لئے جو جذبات دیکھے ہیں وہ خاص الخاص ہیں"...... نرس نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹرے اٹھائے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"کاش ایسا ہوتا۔ لیکن وہ تو جانور ہے جانور۔ ہر قسم کے احساسات سے عاری"...... روذی راسکل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ شاید نرس نے کوئی ایسا انجکشن لگایا تھا جس کی وجہ سے وہ نیند کی وادی کی گہرائی میں اترتی چلی جا رہی تھی۔

کرنل جگدیش اس وقت اپنے آفس میں موجود تھا لیکن بے چینی اور اضطراب کی وجہ سے اس کی حالت دیکھنے والی ہو رہی تھی۔ وہ بار بار مٹھیاں بھینچتا اور بار بار سامنے رکھی ہوئی میز پر اس طرح کے برسانے لگتا جیسے سارا قصور اس میز کا ہی ہو۔ اسے بار بار وہ لمحات یاد آ رہے تھے جب اس نے روذی راسکل پر مشین پسٹل کا فائر کھولا تھا اور روذی راسکل فائرنگ کے باوجود کسی چڑیل کے سے انداز میں چیختی ہوئی اس کی طرف اس انداز میں بڑھی تھی کہ وہ بے اختیار الٹے پاؤں پیچھے ہٹا اور پھر کسی چیز سے اس کا پیر ٹکرایا اور وہ کوشش کے باوجود سنبھل نہ سکا اور اس کے سر کا پچھلا حصہ پوری قوت سے عقبی دیوار سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں جیسے دھماکہ سا ہوا اور پھر تاریکی چھا گئی۔ پھر جب یہ تاریکی دور ہوئی اور اسے ہوش آیا تو گو اس کے سر میں درد کی شدید لہریں سی دوڑ رہی تھیں

لیکن ہوش میں آتے ہی اسے ماحول کا احساس ہو گیا تھا۔ چنانچہ وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا لیکن اٹھتے ہی اس کے ذہن کو اس قدر زور دار جھٹکا لگا تھا کہ سر میں اٹھنے والا درد بھی اس کے سامنے غائب ہو گیا تھا وہاں خون پھیلا ہوا تھا لیکن روزی راسکل غائب تھی اور پھر اس نے پورا پوائنٹ چھان مارا لیکن روزی راسکل گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو چکی تھی۔

"یہ عورت تھی یا کوئی بھوت۔ یہ کس طرح غائب ہو گئی"۔ کرنل جگدیش نے بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کہا جہاں اس کی کار موجود تھی اور پھر وہ یہ دیکھ کر ایک بار پھر اچھل پڑا کہ چھوٹا پھاٹک باہر سے بند تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ سمجھ گیا کہ روزی راسکل کا کوئی ہمدرد عین موقع پر اندر آیا اور وہ شدید زخمی یا مردہ روزی راسکل کو اٹھا کر لے گیا ورنہ چھوٹا پھاٹک بھی اندر سے ہی بند ہوتا۔ کمرے میں جس طرح خون پھیلا ہوا تھا اسے دیکھ کر تو یہی اندازہ ہوتا تھا کہ روزی راسکل ہلاک ہو چکی ہے۔ ویسے اسے بے ہوش ہونے سے پہلے اچھی طرح یاد تھا کہ مشین پسٹل کی گولیاں روزی راسکل کے جسم میں اتر گئی تھیں لیکن اس کے بعد کے واقعات اس کی سمجھ میں نہ آ رہے تھے بلکہ یہ الجھن بھی اس کے ذہن میں ابھر رہی تھی کہ جو بھی وہاں آیا اس وقت کرنل جگدیش بے ہوش پڑا تھا اور اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گرنے والا مشین پسٹل بھی وہاں موجود تھا۔ پھر وہ صرف روزی راسکل کو زندہ یا مردہ اٹھا کر

کیوں لے گیا اور اسے کیوں گولی نہیں ماری۔ یہ باتیں سوچتے ہوئے اس نے بڑا پھاٹک کھولا اور پھر چھوٹا پھاٹک کھول کر وہ واپس اندر آیا اور اس نے اپنی کار سٹارٹ کر کے اسے پھاٹک سے باہر نکال کر روکا اور پھر نیچے اتر کر اس نے پھاٹک بند کیا اور پھر چھوٹا پھاٹک اس نے باہر سے بند کیا اور اس میں لاک لگا کر وہ کار میں بیٹھا اور سیدھا اپنے آفس آ گیا۔ آفس آنے تک اس کا ذہن ایک منطقی نتیجے تک پہنچ چکا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ جو کوئی بھی آیا ہے وہ واقعی روزی راسکل سے ہمدردی رکھتا تھا۔ روزی راسکل شدید زخمی تھی ہلاک نہیں ہوئی تھی اس لئے وہ آدمی اسے بچانے کے لئے اٹھا کر لے گیا اور اس نے کرنل جگدیش کی طرف توجہ نہ دی کیونکہ اگر روزی راسکل ہلاک ہو چکی ہوتی تو لامحالہ اس ہمدرد کا سارا غصہ کرنل جگدیش پر ہی نکلتا۔ اس نتیجے سے وہ یہ بھی سمجھ گیا تھا کہ روزی راسکل کو اب کسی ہسپتال میں ٹریس کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے آفس آ کر سب سے پہلا یہ کام کیا کہ اپنے تمام ممبران کو دارالحکومت کے تمام چھوٹے بڑے سرکاری اور پرائیویٹ ہسپتالوں میں روزی راسکل کی موجودگی کو چیک کرنے کا حکم دے دیا اور اس نے اپنے ماتحتوں کو نہ صرف روزی راسکل کا حلیہ بتا دیا بلکہ یہ بھی بتا دیا کہ وہ شدید زخمی تھی اور لازماً اس کا آپریشن کیا جا رہا ہو گا۔ اسے یقین تھا کہ روزی راسکل کسی نہ کسی ہسپتال میں ٹریس ہو جائے گی اور وہ ایک بار پھر اسے اغوا کر کے اس سے پوچھ گچھ کرے گا تاکہ اس سے رپورٹ

لے کر وہ ڈیفنس سیکرٹری کو دے سکے لیکن کئی گھنٹے گزر گئے تھے مگر کسی طرف سے کوئی کال ہی نہ آ رہی تھی اور اسی وجہ سے بے چینی اور اضطراب نے اسے گھیر رکھا تھا لیکن پھر تھوڑی دیر بعد وہ اپنے آپ کو یہ کہہ کر تسلی دے لیتا کہ دارالحکومت میں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں چھوٹے بڑے ہسپتال ہوں گے اور محدود آدمی بہرحال اتنی جلدی اسے ٹریس نہیں کر سکتے تھے لیکن اس کے باوجود جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کے اضطراب اور بے چینی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا کہ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جگدیش نے اس طرح جھپٹ کر رسیور اٹھایا جیسے ایک لمحے کی دیر سے فون کال ختم ہو جائے گی۔

"یس۔ کرنل جگدیش بول رہا ہوں"...... کرنل جگدیش نے تیز لہجے میں کہا۔

"اونیل بول رہا ہوں باس۔ وہ ڈی راسکل کو ٹریس کر لیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے اس کے ایک ماتحت کی آواز سنائی دی تو کرنل جگدیش بے اختیار چونک پڑا۔

"کہاں ہے وہ اور کس حال میں ہے"...... کرنل جگدیش نے پوچھا۔

"وہ بس ٹرمینل کے قریب ایک پرائیویٹ ہسپتال الصحت کے کمرہ نمبر بارہ میں ہے۔ اس کا آپریشن کیا گیا ہے جو کامیاب رہا ہے اور وہ ہوش میں بھی آ گئی ہے لیکن ابھی کئی روز تک وہ حرکت نہیں کر سکتی"...... اونیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ کس حالت میں وہاں پہنچی ہے اور کون اسے وہاں لے گیا ہے"...... کرنل جگدیش نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"ہسپتال کے ایک ڈاکٹر کے مطابق کوئی ٹائیگر نامی شخص اسے شدید زخمی حالت میں لے کر ہسپتال پہنچا تھا۔ کئی گھنٹوں تک آپریشن روم میں اس کا آپریشن ہوتا رہا اور اس دوران وہ ٹائیگر باہر برآمدے میں انتہائی بے چینی سے ٹہلتا رہا۔ جب آپریشن ختم ہوا اور اس کی حالت خطرے سے باہر ہو گئی تو اسے کمرے میں شفٹ کر دیا گیا اور ٹائیگر واپس چلا گیا۔ اس نے ہسپتال کے ریکارڈ میں جو پتہ لکھوایا ہے وہ سجاست ہوٹل کا ہے لیکن کمرہ نمبر درج نہیں ہے"۔ اونیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس ٹائیگر کا حلیہ معلوم کرو اور اپنے باقی ساتھیوں کو بھی بتا دو۔ دو ساتھیوں کو ہسپتال میں نگرانی پر لگا دو جبکہ تم سجاست ہوٹل میں جا کر اس ٹائیگر کے بارے میں معلومات حاصل کرو اور جب وہ مل جائے تو اسے اغوا کر کے سپیشل پوائنٹ پر پہنچا دو اور پھر مجھے کال کرو"...... کرنل جگدیش نے احکامات دیتے ہوئے کہا۔

"ہسپتال میں نگرانی کس لئے باس"...... اونیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ اس دوران ہسپتال میں آئے تو نگرانی کرنے والے اسے اغوا کر سکتے ہیں"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"یس باس"...... اونیل نے جواب دیا تو کرنل جگدیش نے

ریسیور رکھ دیا۔ ٹائیگر کا نام سن کر وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ وہی ٹائیگر ہے جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خطرناک ایجنٹ عمران کا شاگرد ہے اور اب اسے ٹائیگر کی شخصیت روزی راسکل سے بھی زیادہ خطرناک محسوس ہونے لگ گئی تھی کیونکہ وہ روزی راسکل کو ٹریس کرتا ہوا ٹھیک اس جگہ پہنچا تھا جہاں روزی راسکل موجود تھی۔ اگر روزی راسکل شدید زخمی نہ ہوتی تو وہ لامحالہ کرنل جگدیش کو باندھ کر اس سے معلومات حاصل کرتا اس لئے اس نے ٹائیگر کو اغوا کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ اب وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ معاملات ویسے نہیں ہیں جیسے وہ گمان کر رہا تھا۔ وہ اب تک روزی راسکل کو پاکیشیا کی انڈر ورلڈ کی عام سی لڑکی سمجھ رہا تھا لیکن روزی راسکل نے دو بار جس قسم کا رد عمل ظاہر کیا تھا وہ بتاتا تھا کہ وہ خاصی تربیت یافتہ لڑکی ہے اور اپنا ذہن استعمال کرنا جانتی ہے اور اب اس کے پیچھے یہ ٹائیگر آیا ہے تو یہ بھی ٹھیک اس جگہ پہنچا تھا جہاں کرنل جگدیش اور روزی راسکل موجود تھی۔ اس کا مطلب واضح تھا کہ ٹائیگر بھی انڈر ورلڈ کا عام بدمعاش نہیں تھا۔ روزی راسکل کو تو اس نے پاکیشیا کے ماسٹر قاسم کے ذریعے یہاں منگوایا تھا اور پھر ایک گینگسٹر کے ذریعے اسے خصوصی پوائنٹ پر پہنچا دیا گیا تھا۔ پھر وہاں ہونے والی جھڑپ کے بعد جب روزی راسکل بے ہوش ہو گئی تو وہ اسے اٹھا کر اپنے ایک اور سپیشل پوائنٹ پر لے آیا لیکن یہاں بھی روزی راسکل نے اپنے آپ کو نہ صرف چھڑا لیا بلکہ اس پر اس انداز میں حملہ کر دیا

کہ اسے مجبوراً اپنے دفاع میں فائر کھولنا پڑا اور پھر یہ ٹائیگر براہ راست اس سپیشل پوائنٹ پر پہنچ گیا۔ اس کا مطلب واضح تھا کہ پاکیشیا کو یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ ڈاکٹر شواہل سے اصل فارمولا کرنل جگدیش نے حاصل کیا اور پھر اسے خود ہی کافرستانی حکام کو فروخت کر دیا۔ یقیناً یہ لوگ اس کو پکڑ کر اس سے یہ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ فارمولا اب کہاں ہے۔ ادھر ڈیفنس سیکرٹری تک بھی اطلاعات پہنچ چکی ہیں اس لئے اس نے بھی اسے پرتاب پورہ سے واپس کال کر کے اسے حکم دے دیا کہ وہ روزی راسکل سے تمام معلومات حاصل کر کے اسے رپورٹ دے۔ اب کرنل جگدیش پھنس گیا تھا۔ معلومات حاصل کرنے کے لئے اس کا ان دونوں سے ٹکراؤ ضروری تھا جبکہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ ان دونوں کو اغوا کرنے کی بجائے براہ راست انہیں ہلاک کر دے لیکن پھر مسئلہ یہ تھا کہ وہ ڈیفنس سیکرٹری کو کیا جواب دے وہ کرسی سے اٹھ کر اپنے آفس میں ٹہلنے لگا۔ وہ اب اس معاملے کا کوئی ایسا حل سوچ رہا تھا جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے لیکن کوئی واضح بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ آخرکار اس نے فیصلہ کیا کہ روزی راسکل کی بجائے اس ٹائیگر پر تشدد کر کے اس سے تمام معلومات حاصل کی جائیں اور پھر اسے ہلاک کر دیا جائے۔ اس کے بعد روزی راسکل کو تو آسانی سے اسپتال میں ہی ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ یہ فیصلہ کر کے وہ قدرے مطمئن ہو گیا۔ اسے یقین تھا کہ اس کے آدمی ٹائیگر کو نہ

صرف ٹریس کر لیں گے بلکہ وہ اسے اغوا بھی کر لیں گے کیونکہ ایسے کاموں کی انہیں خصوصی ٹریننگ دلائی گئی تھی اور پھر وہی ہوا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد کال آ گئی۔

"یس ۔ کرنل جگدیش بول رہا ہوں"...... کرنل جگدیش نے فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"اونیل بول رہا ہوں باس ۔ اس آدمی جس کا نام ٹائیگر ہے، کو اغوا کر کے سپیشل پوائنٹ نمبر ٹو پر پہنچا دیا گیا ہے اور میں وہیں سے بول رہا ہوں"...... اونیل نے کہا۔

"کیسے یہ سب ہوا۔ تفصیل بتاؤ"...... کرنل جگدیش نے مزید اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ واقعی ہمائت ہوٹل میں رہائش پذیر تھا۔ میں نے اس کا حلیہ بتا کر ویٹر سے معلومات حاصل کر لیں۔ وہ کمرہ نمبر ایک سو پندرہ میں رہائش پذیر تھا۔ کمرہ بند تھا لیکن ہم نے اسے بے ہوش کرنے اور پھر خاموشی سے اغوا کرنے کے تمام انتظامات مکمل کر لئے۔ اب سے تقریباً نصف گھنٹہ پہلے وہ واپس آیا۔ اس کا وہی حلیہ تھا جو ہسپتال سے معلوم ہوا تھا۔ وہ جیسے ہی اپنے کمرے میں گیا میں نے باہر سے کمرے کے اندر نصب خصوصی ڈیوائس آن کر دی اور کمرے میں انتہائی زود اثر بے ہوش کرنے والی گیس پھیل گئی اور وہ بے ہوش ہو کر گر گیا۔ پھر ہم نے کمرے میں داخل ہو کر اسے بڑی کھڑکی سے عقبی گیلری میں ڈال دیا اور وہاں سے خاموشی سے اسے فائر ڈور کے

ذریعے نکال کر گاڑی میں ڈالا اور سیدھے سپیشل پوائنٹ نمبر ٹو پر پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر میں نے اسے بلیک روم میں راڈز والی کرسی میں جکڑ دیا ہے اور وہ ابھی تک بے ہوش ہے اور میں آپ کو کال کر رہا ہوں"...... اونیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سپیشل پوائنٹ نمبر ٹو پر سریش موجود ہے"...... کرنل جگدیش نے پوچھا۔

"یس باس ۔ سریش اور کاشو دونوں موجود ہیں"...... اونیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ سریش کو بتا دو کہ اینٹی گیس کون سی ہے اور تم جاؤ اور ہوٹل میں اس ٹائیگر کے کمرے کی مکمل اور تفصیلی تلاشی لو۔ کسی قسم کے کاغذات وغیرہ ہوں تو وہ سپیشل پوائنٹ نمبر ٹو پر پہنچا دو۔ میں خود سپیشل پوائنٹ نمبر ٹو پر آ رہا ہوں۔ سریش کو کہہ دو کہ میرے پہنچنے تک ٹائیگر کو کسی صورت بھی ہوش میں نہیں آنا چاہئے"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"یس باس"...... اونیل نے کہا۔

"اور ہاں۔ اس ہسپتال میں جہاں وہ عورت روزی راسکل ہے وہاں کون موجود ہے"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"راج سنگھ اور پریم داس"...... اونیل نے جواب دیا۔

"یہ ہسپتال پرائیویٹ ہے یا سرکاری"...... کرنل جگدیش نے پوچھا۔

"پرائیویٹ ہے جناب"...... اوونیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"راج سنگھ کو کہہ دو کہ وہ سپیشل ملٹری انٹیلی جنس کے کارڈ دکھا کر وہاں سے اس لڑکی کو بے ہوش کر کے اٹھا لے اور اسے بھی سپیشل پوائنٹ نمبر نو پر پہنچا دے اور جب تک میں نہ پہنچوں اسے بھی ہوش نہیں آنا چاہئے"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جگدیش نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"اب میں دیکھوں گا کہ یہ زبان کیسے نہیں کھولتے"...... کرنل جگدیش نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

s4sheikh@gmail.com

s4sheikh@gmail.com

ٹائیگر کی آنکھیں کھلیں تو اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔ اس نے اپنے آپ کو ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس کے جسم کے گرد راڈز موجود ہے اس نے بے اختیار ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو وہ ایک بار پھر چونک پڑا کیونکہ آٹھ کرسیوں کی قطار کے آخر میں ایک سٹریچر تھا جس پر روزی راسکل آنکھیں بند کئے لیٹی ہوئی تھی۔ اس کی گردن تک سرخ رنگ کا کمبل تھا۔ البتہ سٹریچر کا وہ حصہ جس پر روزی راسکل کا سر اور بازو تھے اوپر کو کسی کرسی کی پشت کی طرح اٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی روزی راسکل کا وہ بازو جو ٹائیگر کی سائیڈ پر تھا وہ سٹریچر کی سائیڈ بازو میں لگے ہوئے آہنی کڑے میں پھنسا ہوا تھا۔ ٹائیگر حیرت سے اس کڑے کو دیکھنے لگا۔

اسے یاد تھا کہ وہ ہوٹل سجائت کے اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا

اور واش روم میں چلا گیا تھا۔ پھر جیسے ہی وہ واش روم سے باہر آیا اچانک چٹخ کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کی آنکھوں کے سامنے سیاہ پٹی باندھ دی ہو اور اب اس کی آنکھوں کے سامنے سے یہ سیاہ پٹی ہٹی تھی تو وہ ہوٹل کے کمرے کی بجائے اس کمرے میں موجود تھا اور ہسپتال میں موجود روزی راسکل بھی یہاں موجود تھی۔ ابھی ٹائیگر اپنے ذہن کو موجودہ حالات سے ایڈجسٹ کر ہی رہا تھا کہ سامنے موجود کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی سوٹ پہنے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دو اور آدمی تھے اور ان میں سے ایک کے ہاتھ میں مشین گن اور دوسرے کے ہاتھ میں کوڑا تھا۔

سوٹ والے آدمی کو دیکھ کر ٹائیگر چونک پڑا کیونکہ وہ اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ یہ کرنل جگدیش ہے۔ وہی کرنل جگدیش جو اس کوٹھی میں بے ہوش پڑا ہوا تھا جہاں سے اس نے روزی راسکل کو شدید زخمی حالت میں اٹھا کر ہسپتال پہنچایا تھا لیکن جب وہ اس کے آپریشن کے بعد دوبارہ وہاں گیا تھا تو وہ غائب ہو چکا تھا۔ گو اس نے وہاں ایک نظر کرنل جگدیش کو دیکھا تھا لیکن اب اسے دیکھتے ہی وہ بخوبی پہچان گیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کرنل جگدیش نے نہ صرف روزی راسکل کو ٹریس کر لیا تھا بلکہ اس کے ساتھ ہی وہ اسے بھی ٹریس کر چکا تھا بلکہ اسے بے ہوش کر کے اغوا کرنے کے بھی تمام انتظامات کر چکا تھا۔ اس کا صاف مطلب تھا کہ کرنل

جگدیش اور اس کے ساتھی انتہائی منجھے ہوئے اور تربیت یافتہ ایجنٹ تھے۔ کرنل جگدیش سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بڑے فاخرانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ دونوں آدمی اس کے پیچھے کھڑے ہو گئے تھے اور ان تینوں کی نظریں ٹائیگر پر جمی ہوئی تھیں۔

"اس لڑکی کو بھی ہوش میں لے آؤ سریش تاکہ یہ دیکھ سکے کہ اس کے ساتھی ٹائیگر کا کیا حشر ہوتا ہے"...... کرنل جگدیش نے گردن موڑے بغیر کہا۔

"یس باس"...... اس آدمی نے جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی، مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر اس نے مشین گن کاندھے سے لٹکائی اور جیب سے ایک بوتل نکال کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سٹریچر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور اس کا دہانہ اس نے سٹریچر پر بے ہوش پڑی ہوئی روزی راسکل کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور پھر ڈھکن لگا کر اس نے بوتل کو جیب میں ڈالا اور واپس آ کر کرسی کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔

"تم خواہ مخواہ اپنی ٹانگ کو تکلیف دے رہے ہو ٹائیگر۔ راڈز کا بٹن کرسی کے عقبی پائے میں نہیں ہے۔ اب جدید دور ہے۔ یہ راڈز ریموٹ کنٹرولڈ ہیں اور ریموٹ کنٹرول سریش کی جیب میں ہے"...... کرنل جگدیش نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں میرے نام کا کیسے علم ہوا۔ ہوٹل میں تو میرا نام اور

تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم نے ہسپتال میں اپنا یہی نام لکھوایا تھا اور ہوٹل کا پتہ بھی"...... کرنل جگدیش نے جواب دیا۔

"اوہ۔ واقعی ایسا ہوا ہے۔ اس وقت ایسی ایمرجنسی تھی کہ مجھے اور کسی بات کا خیال ہی نہ آیا تھا"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ کرنل جگدیش کے آدمی اس تک کیسے پہنچ گئے تھے۔

"تم عین اس جگہ کیسے پہنچ گئے تھے جہاں روزی راسکل زخمی حالت میں موجود تھی"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"یہ معمولی باتیں ہیں کرنل جگدیش۔ اصل بات کی طرف آؤ۔ یہ بتاؤ کہ وہ فارمولا کہاں ہے جو تم نے ڈاکٹر شوائل سے حاصل کیا تھا"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو کرنل جگدیش بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن ٹائیگر فوراً ہی پہچان گیا کہ یہ تاثرات مصنوعی ہیں۔

"فارمولا میں نے حاصل کیا ہے۔ کیا بکواس کر رہے ہو تم۔ میرا براہ راست کسی فارمولے سے کیا تعلق"...... کرنل جگدیش نے تیز لہجے میں کہا۔ اسی لمحے روزی راسکل کے کراہنے کی آواز سنائی دی تو کرنل جگدیش اور ٹائیگر دونوں اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"تم پہلے بھی میرے ہاتھ سے بچ گئی ہو لیکن اب نہ بچ سکو گی۔ میں نے تمہیں ہسپتال سے اس لئے منگوایا ہے کہ میں ٹائیگر کے

سامنے تمہاری گردن کاٹنا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم دونوں ایک دوسرے کے لئے خاصے جذباتی ہو"...... کرنل جگدیش نے تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا تو روزی راسکل کے بے اختیار ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"تم میرے سامنے اس کا گلا کاٹ دو۔ مجھے اس کے نرخرے سے نکلتا ہوا خون بے حد لطف دے گا کہ جو مجھ پر رعب جمانے کی کوشش کرتا ہے اس کا خون گلا کٹنے سے کتنی بلندی تک اچھلتا ہے"۔ روزی راسکل نے اسی انداز میں بات کی جیسے وہ فطری طور پر انتہائی اذیت پسند واقع ہوئی ہو۔

"شٹ اپ۔ تم اپنا گلا کٹواؤ"...... ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا تو کرنل جگدیش حیرت بھری نظروں سے انہیں دیکھنے لگا۔ اس بار اس کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات حقیقی تھے۔

"کیا مطلب۔ کیا تم دونوں ایک دوسرے کے دشمن ہو یا یہ سب کچھ مجھے دکھانے کے لئے ڈرامہ کیا جا رہا ہے۔ ویسے جس انداز میں ٹائیگر، روزی راسکل کو لے کر ہسپتال گیا تھا اور جس طرح مجھے رپورٹ ملی ہے کہ آپریشن کے دوران یہ باہر پریشانی کے عالم میں ٹہلتا رہا ہے اس کے بعد تو یہ ڈرامہ ہی لگتا ہے"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"تم چھوڑو اس بات کو کرنل جگدیش۔ میں نے روزی راسکل کو نہیں بچایا۔ صرف انسانیت کے لئے یہ کام کیا ہے۔ اس کی جگہ کوئی

اور یا تم بھی اس طرح شدید زخمی حالت میں ہوتے تو میں ایسا ہی کرتا"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے مجھ پر کوئی احسان نہیں کیا۔ مجھے۔ تم نے یہ سب کچھ اپنے مطلب کے لئے کیا ہے۔ تم مجھ سے معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے ورنہ تم جیسا سنگدل آدمی مجھے اس حالت میں دیکھ کر الٹا خوش ہوتا"...... روڈی راسکل نے انتہائی غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ابھی سب کچھ سامنے آجائے گا۔ کاشو"...... کرنل جگدیش نے ایسے انداز میں سر جھٹکتے ہوئے کہا جیسے وہ کسی فیصلے تک پہنچ گیا ہو۔

"یس باس"...... مریش کے ساتھ کھڑے دوسرے آدمی نے چونک کر کہا۔

"آگے بڑھو اور پوری قوت سے اس ٹائیگر پر کوڑے برساؤ۔ اس وقت تک برساؤ جب تک یہ اصل بات نہ بتا دے"...... کرنل جگدیش نے چیخ کر کہا۔

"کیا تم احمق آدمی ہو۔ اچھی بھلی بات چیت ہو رہی ہے اور تم کوڑے برسانے پر آگئے ہو۔ پہلے بھی تم نے روڈی راسکل پر کوڑے برسائے تھے۔ نانسنس۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے"۔ ٹائیگر نے چیخ کر کہا۔ اسے حقیقتاً کرنل جگدیش پر غصہ آگیا تھا۔

"جو میں نے کہا وہ کرو کاشو"...... کرنل جگدیش نے کاشو سے کہا اور کاشو کوڑے کو ہوا میں جھٹکاتے ہوئے تیزی سے ٹائیگر کی طرف

بڑھا۔ ٹائیگر ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ وہ کس طرح اس سچوئیشن کو کور کرے۔ روڈی راسکل کی طرف سے اسے مدد کی کوئی توقع نہ تھی کیونکہ ایک تو وہ زخمی تھی دوسرا اسے سٹریچر کے ساتھ کلیمپ کر دیا گیا تھا۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ راڈز ریموٹ کنٹرولڈ تھے۔ ابھی ٹائیگر یہ سوچ ہی رہا تھا کہ شائیں کی آواز کے ساتھ ہی کوڑا اس کے جسم پر پڑا اور نہ چاہنے کے باوجود ٹائیگر کے منہ سے سسکاری سی نکل گئی۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے چھری سے اس کے جسم کا گوشت کاٹ دیا ہو۔ اسی لمحے شائیں کی آواز کے ساتھ ہی دوسرا کوڑا پڑا اور ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دل یکلخت دھڑکنا بند ہو گیا ہو۔ اس کے پورے جسم میں شدید ترین درد کی تیز لہریں دوڑتی ہوئیں اس کے دماغ کی طرف بڑھیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے اس بار بے اختیار کراہ سی نکل گئی۔

"رک جاؤ۔ مت مارو۔ رک جاؤ"...... یکلخت کمرہ روڈی راسکل کے چیخ کر بولنے سے گونج اٹھا۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ اب آئی نا اصل حقیقت سامنے"...... کرنل جگدیش نے فاتحانہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ کے اشارے سے کاشو کو تیسرا کوڑا مارنے سے روک دیا لیکن ابھی اس کا فقرہ مکمل بھی نہ ہوا تھا کہ یکلخت روڈی راسکل اچھل کر سٹریچر سے نیچے اس طرح کھڑی ہو گئی جیسے کارٹون فلموں میں کوئی کارٹون

اچانک کوئی غیر متوقع حرکت کرتا ہے۔

"اوہ ۔ یہ ۔ یہ کیا"...... کرنل جگدیش کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ روزی راسکل یکلخت کسی پرندے کی طرح اچھلی اور دوسرے لمحے سریش چیختا ہوا اچھل کر کرسی پر بیٹھے ہوئے کرنل جگدیش پر گرا جبکہ کاشو جس کے ہاتھ میں کوڑا تھا اس نے تیزی سے گھوم کر روزی راسکل کو کوڑا مارنے کی کوشش کی لیکن ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی کاشو اور پھر اچھل کر اٹھتا ہوا سریش بھی گولیوں کی زد میں آ کر نیچے گرا اور بری طرح سے تڑپنے لگا جبکہ کرنل جگدیش جو اس صورت حال میں چیختا ہوا اچھل کر کھڑا ہوا تھا یکلخت چہرے پر مشین گن کی نال کی ضرب کھا کر ایک بار پھر چیختا ہوا اچھل کر پیچھے جا گرا لیکن نیچے گرتے ہی وہ نہ صرف بجلی کی سی تیزی سے اٹھنے لگا بلکہ اس نے اٹھتے ہوئے جیب میں موجود مشین پسٹل بھی نکالنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے ٹھائیں کی آواز کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر دور جا گرا تھا۔

یہ کوڑے کا وار تھا۔ کاشو کو جب گولیاں لگی تھیں تو وہ الٹ کر پشت کے بل نیچے جا گرا تھا لیکن کوڑا اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک جھٹکے سے دو قدم دور کھڑی روزی راسکل کے سامنے جا گرا تھا اور روزی راسکل نے کرنل جگدیش کے چہرے پر مشین گن کی نال کسی لاٹھی کے سے انداز میں مار کر اسے نیچے گرا دیا اور پھر ایک جھپٹے میں اس نے اپنے پیروں کے سامنے فرش پر پڑا کوڑا اٹھا لیا۔

یہ وہی لمحہ تھا جب کرنل جگدیش تیزی سے اٹھ ہی رہا تھا اور جیب سے مشین پسٹل بھی نکال رہا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ مشین پسٹل نکال کر فائر کھولتا ٹھائیں کی آواز کے ساتھ ہی کوڑا کرنل جگدیش کے ہاتھ پر پڑا اور مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔

"کوڑے مار رہا تھا ٹائیگر کو۔ کوڑے مار رہا تھا۔ ناسنس"۔ روزی راسکل نے جنگلی شیرنی کی طرح غراتے ہوئے کہا اور پھر اس کا بازو کسی مشین کی طرح چلنے لگا اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا کرنل جگدیش چیختا ہوا نیچے گرا اور پھر کمرہ اس کی چیخوں سے گونج اٹھا۔

"رک جاؤ۔ یہ مر جائے گا"...... ٹائیگر نے جو اس دوران خاموش بیٹھا ہوا تھا غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"تم اپنی چونچ بند رکھو۔ مجھے معلوم ہے کہ اسے مرنا نہیں چاہئے ورنہ میں اسے گولیوں سے نہ بھون ڈالتی لیکن اس نے تم پر کوڑے برسائے ہیں اور یہ میرے نزدیک ناقابل معافی جرم ہے"۔ روزی راسکل نے چیخ کر کہا اور پھر یکلخت وہ اس طرح لڑکھڑانے اور لہرانے لگی جیسے ابھی نیچے گر جائے گی۔ اس کے لباس سے خون بہتا ہوا اس کے پیروں تک پہنچ چکا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس سریش کی جیب سے ریموٹ کنٹرول نکالو۔ تمہارے زخموں کے ٹانکے ٹوٹ گئے ہیں۔ جلدی کرو"...... ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا لیکن روزی راسکل لہراتی ہوئی نیچے گری اور پھر چند

لیے تشنج کے انداز میں اس کا جسم سکڑتا اور پھیلتا رہا اور پھر وہ ساکت ہو گئی۔

"روزی راسکل ۔ روزی راسکل"...... ٹائیگر نے اپنی پوری قوت سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے اس انداز میں پکارنے پر روزی راسکل کے جسم میں ہلکی سی حرکت ہوئی۔

"روزی راسکل ہوش میں آؤ۔ جلدی کرو۔ اس سریش کی جیب سے ریموٹ کنٹرول نکالو۔ یہ کرنل جگدیش ابھی ہوش میں آجائے گا"...... ٹائیگر نے ایک بار پھر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ مجھے کیا ہوتا جا رہا ہے۔ میرے ذہن پر اندھیرے چھا رہے ہیں اندھیرے"...... روزی راسکل کی ہلکی سی کراہتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہوش میں آؤ روزی راسکل"...... ٹائیگر نے ایک بار پھر چیخ کر کہا تو روزی راسکل یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ بالکل اسی طرح جس طرح بیٹری ختم ہو جانے پر کوئی کھلونا ساکت ہو جاتا ہے اور پھر نئی بیٹری ڈالتے ہی وہ ایک جھٹکے سے حرکت میں آجاتا ہے۔ اس کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا اور آنکھیں آدھی کھلی ہوئی تھیں لیکن وہ مڑ کر گھسٹتی ہوئی سریش کی لاش کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کا انداز دیکھ کر صاف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ یہ سب کچھ لاشعوری انداز میں کر رہی ہے۔ ٹائیگر ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا کیونکہ کسی بھی لمحے کرنل جگدیش ہوش میں آ

سکتا تھا۔ باہر سے کوئی آدمی اندر آسکتا تھا یا روزی راسکل بھی ہلاک یا بے ہوش ہو سکتی تھی۔ لیکن چند لمحوں بعد روزی راسکل نے سریش کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں واقعی ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول موجود تھا۔ روزی راسکل نے اپنی گردن ٹائیگر کی طرف موڑی اور ٹائیگر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ روزی راسکل کے زرد چہرے پر یکلخت تیز چمک سی ابھر آئی تھی۔ اس کی بجھی ہوئی آنکھیں بھی چمک اٹھی تھیں اور اس نے ریموٹ کنٹرول کا بٹن پریس کر دیا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی ٹائیگر کے جسم کے گرد موجود راڈز یکلخت غائب ہو گئے۔

"م۔ م۔ میں نے احسان کا بدلہ اتار دیا ہے"...... روزی راسکل کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور پھر وہ نیچے گر کر ساکت ہو گئی۔ ریموٹ کنٹرول اس کے ہاتھ سے نیچے گر گیا تھا۔ راڈز غائب ہوتے ہی ٹائیگر نے چھلانگ لگائی اور پھر اس نے سب سے پہلے روزی راسکل کی نبض چیک کی تو اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ روزی راسکل کی یہ حالت خون نکل جانے کی وجہ سے شدید کمزوری ہو جانے کی بنا پر تھی جسے آسانی سے کور کیا جا سکتا تھا۔ اس نے اس کی نبض چھوڑی اور کرنل جگدیش کو گھسیٹ کر وہ اپنے والی کرسی کے قریب لے گیا اور پھر ایک جھٹکے سے اس نے اسے اٹھا کر کرسی پر ڈالا اور پھر پلٹ کر اس نے فرش پر پڑا ہوا ریموٹ کنٹرول اٹھایا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔ کھٹاک کی آوازوں کے

ساتھ ہی نہ صرف اس کرسی کے راڈز نمودار ہو گئے جس پر کرنل جگدیش پڑا تھا بلکہ باقی تمام کرسیوں کے راڈز بھی نمودار ہو گئے تھے۔ ریموٹ کنٹرول میں صرف ایک ہی بٹن تھا جسے پریس کر کے راڈز کھولے اور بند کئے جا سکتے تھے اور یہ ٹائیگر کے حق میں اچھا ہی ہوا تھا ورنہ اگر کرسیوں کے نمبروں کے مطابق نمبر ہوتے تو روزی راسکل جس حالت میں تھی وہ درست نمبر پریس ہی نہ کر سکتی تھی۔ کرنل جگدیش کو راڈز میں جکڑنے کے بعد ٹائیگر نے ریموٹ کنٹرول جیب میں ڈالا اور پھر تیزی سے مڑ کر اس نے فرش پر پڑا ہوا وہ مشین پسٹل اٹھا لیا جو کرنل جگدیش کے ہاتھ سے نکلا تھا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

گو اب تک باہر سے کوئی مداخلت نہ ہوئی تھی لیکن ایک تو اس نے باہر چیکنگ کرنی تھی دوسرے اس نے میڈیکل باکس بھی تلاش کرنا تھا تاکہ روزی راسکل کی دوبارہ بینڈیج کر سکے۔ وہ زیادہ خون نکل جانے کی وجہ سے ہلاک بھی ہو سکتی تھی مگر اسے ہسپتال لے جانے کی فوری ضرورت نہ تھی کیونکہ اب اس کے جسم میں گولیاں موجود نہ تھیں جن کی وجہ سے زہر پھیلنے کا خدشہ ہوتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس اس کمرے میں آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک میڈیکل باکس موجود تھا۔ کوٹھی خالی تھی اور وہاں کوئی آدمی نہیں تھا۔ عمران نے ٹائیگر کو چونکہ خصوصی اور باقاعدہ میڈیکل ایڈ کی تربیت دلائی ہوئی تھی اس لئے ٹائیگر پوری طرح مطمئن تھا۔ اس نے

میڈیکل باکس روزی راسکل کے قریب فرش پر رکھا اور اکڑوں بیٹھ کر اس نے اسے کھولا اور پھر پانی کی بوتلیں نکال کر اس نے باہر رکھ دیں۔ اس نے روزی راسکل کے پیٹ کے ایک پہلو سے جہاں سے خون مسلسل نکل رہا تھا، سے خون میں تھڑا ہوا لباس کا ٹکڑا باکس میں موجود قینچی کی مدد سے کاٹ کر علیحدہ کیا اور پھر پانی کی مدد سے اس نے زخم دھونے شروع کر دیئے۔ اس کے ہاتھ تجربہ کارانہ انداز میں چل رہے تھے۔ پھر یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر مزید اطمینان کے تاثرات پھیلتے گئے کہ روزی راسکل کے زخموں کے ٹانکے نہ ٹوٹے تھے البتہ کھچاؤ کی وجہ سے ان میں سے خون رسنے لگ گیا تھا۔ ٹائیگر کے ہاتھ مسلسل چلتے رہے اور تھوڑی دیر بعد جب وہ بینڈیج کرنے کے بعد روزی راسکل کو یکے بعد دیگرے تین انجکشن لگا چکا تو اس نے سامان میڈیکل باکس میں ڈالنا شروع کر دیا۔ اسی لمحے کرنل جگدیش نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ لڑکی کوئی بھوت ہے یا کوئی پراسرار مخلوق ہے۔ ہر بار یہ کس طرح کڑوں اور کلپس سے آزاد ہو جاتی ہے"...... کرنل جگدیش نے قدرے چیختے ہوئے کہا۔

"تمہیں ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ لڑکیاں اپنے ہاتھوں کو مخصوص انداز میں سکیڑنے کی صلاحیت رکھتی ہیں تاکہ وہ چوڑیاں پہن سکیں۔ مسلسل ایسا کرتے کرتے انہیں تجربہ ہو جاتا ہے لیکن روزی راسکل نے شاید زندگی میں کبھی چوڑیاں پہنی ہی نہیں لیکن

جب یہ شدید غصے میں آتی تو اس کا جسم پسینے میں ڈوب جاتا ہے اور جب یہ ہیجانی انداز میں جھٹکے لیتی ہے تو اس کے ہاتھ سکڑ کر پسینے کی وجہ سے خود بخود کڑوں اور کلپوں سے باہر آجاتے ہیں۔ تم نے مجھ پر کوڑے برسائے اور روزی راسکل شدید غصے میں آگئی۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ تمہارے سامنے ہے"...... ٹائیگر نے فرش پر الٹی پڑی کرسی اٹھا کر اسے کرنل جگدیش کی کرسی کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"کاش میں تم دونوں کو گولیوں سے اڑا دیتا"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

s4sheikh@gmail.com

"پھر تمہارا انجام اس سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا جتنا اب ہونے والا ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے کمرہ کرنل جگدیش کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ ٹائیگر کے ہاتھ میں موجود تیز نشتر نے کرنل جگدیش کا ایک نتھنا آدھے سے زیادہ کاٹ دیا تھا۔ ٹائیگر نے یہ نشتر میڈیکل باکس سے ہی اٹھایا تھا اور پھر ابھی کرنل جگدیش کی چیخ کی گونج ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ ٹائیگر کا بازو دوبارہ گھوما اور کرنل جگدیش کے حلق سے دوسری چیخ نکلی۔ اس کا پورا چہرہ پسینے میں تر ہو گیا تھا اور وہ راڈز میں جکڑا ہوا اس طرح کانپ رہا تھا جیسے اسے جاڑے کا بخار ہو گیا ہو۔ اس کی آنکھیں تکلیف کی شدت سے ابل کر باہر آگئی تھیں۔

"اب تم سب کچھ بتا دو گے"...... ٹائیگر نے نشتر کو نیچے فرش پر

پھینکتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اسے اپنے عقب میں روزی راسکل کے کراہنے کی آواز سنائی دی تو اس نے چونک کر عقب میں دیکھا تو روزی راسکل ہوش میں آکر اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ٹائیگر تیزی سے مڑا اور اس نے آگے بڑھ کر ایک طرف پڑی ہوئی پانی کی بوتل اٹھائی اور اسے کھول کر اس نے روزی راسکل کے منہ سے لگا دیا۔ روزی راسکل اس طرح غٹاغٹ پانی پینے لگی جیسے پیاسی اونٹنی پانی پیتی ہے اور جیسے جیسے پانی اس کے حلق میں اترتا جا رہا تھا اس کے چہرے پر بشاشت اور تازگی آتی جا رہی تھی۔ جب روزی راسکل نے منہ ایک طرف کیا تو ٹائیگر نے بوتل ایک طرف رکھی اور ایک بار پھر کرنل جگدیش کی طرف بڑھ گیا جو ایسے انداز میں بیٹھا ہوا تھا جیسے اسے سکتہ ہو گیا ہو۔ ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھ کر اس کی پیشانی پر ابھر آنے والی موٹی سی رگ پر مڑی ہوئی انگلی کا ہک مارا تو کرنل جگدیش کے منہ سے ایسی چیخ نکلی جیسے کوئی راکٹ اچانک ساؤنڈ بیریر توڑتا ہوا نکلتا ہے۔ اس کا جسم بھی ساتھ ہی پھڑکنے لگا تھا۔

"کہاں ہے فارمولا۔ بولو۔ کہاں ہے"...... ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا۔

s4sheikh@gmail.com

"پپ۔ پپ۔ پرتاب پورہ کی لیبارٹری میں۔ پرتاب پورہ کی لیبارٹری میں"...... کرنل جگدیش کے منہ سے ایسے الفاظ نکلنے لگے جیسے حلق کے اندر الفاظ بنانے کی فیکٹری لگ گئی ہو اور اس فیکٹری سے الفاظ تیار ہو کر منہ کے راستے باہر نکل رہے ہوں۔ ایک ایک

لفظ علیحدہ علیحدہ باہر آرہا تھا۔

"پرتاب پورہ کی اس لیبارٹری کی تفصیل بتاؤ"...... ٹائیگر نے ایک بار پھر بھینچے ہوئے کہا تو کرنل جگدیش نے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"یہ فارمولا تم نے حاصل کیا تھا یا حکومت نے"...... ٹائیگر نے پوچھا تو کرنل جگدیش نے وہ ساری کہانی تفصیل سے بتا دی کہ اس نے کس طرح ڈاگ جانسن کے ذریعے ڈاکٹر شوائل کو ہلاک کرا کر اس کے پاس موجود اصل فارمولا حاصل کر لیا اور کس طرح جعلی فارمولا ان لوگوں کو پہنچا دیا جو ڈاگ جانسن کے پیچھے لگے ہوئے تھے اور پھر ڈاگ جانسن کو بھی ہلاک کر دیا گیا اور فارمولا کرنل جگدیش نے اپنے خاص آدمیوں تک پہنچا دیا اور پھر ان آدمیوں سے بھاری قیمت پر یہ فارمولا کافرستانی حکومت نے خرید لیا۔ اس طرح اسے بھی بھاری دولت مل گئی اور فارمولا بھی کافرستان کی تحویل میں آگیا۔ جب ٹائیگر نے اس سے اس کے ہیڈ کوارٹر اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر لیں تو اس نے نیچے فرش پر پڑا ہوا وہ نشتر اٹھا لیا جس سے اس نے اس کے نتھنے کاٹے تھے اور پھر پلک جھپکنے میں نشتر آدھے سے زیادہ کرنل جگدیش کی شہ رگ میں اترتا چلا گیا۔ کرنل جگدیش کے جسم نے جھٹکے کھانے شروع کر دیئے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں تو ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر وہ روزی راسکل کی طرف بڑھا جو اب اٹھ

کر بیٹھ چکی تھی۔

"اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔ کیا تم واپس جاؤ گی"...... ٹائیگر نے روزی راسکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے پرتاب پورہ جا کر وہاں سے فارمولا حاصل کرنا ہے"۔ روزی راسکل نے جواب دیا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"تمہارا اس سے کیا تعلق ہے۔ تم کس کے لئے کام کر رہی ہو"۔ ٹائیگر کا لہجہ یکلخت بدل گیا تھا۔

"تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے۔ خبردار اگر آئندہ مجھ سے اس انداز میں پوچھ گچھ کی"...... روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں اور قدرے چیختے ہوئے کہا۔

"سنو روزی راسکل۔ یہ درست ہے کہ تم نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر مجھے بچایا ہے لیکن یہ سرکاری کام ہے باس عمران کا اس لئے تمہیں اس سے آگے بڑھنے کی اجازت نہیں مل سکتی۔ بس تم واپس جاؤ اور اپنے کلب میں بیٹھ کر اپنا کام کرو۔ سیکرٹ ایجنٹ بننا تمہارے بس کا روگ نہیں ہے"...... ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا۔ سمجھے۔ میں نے یہ سب کچھ اپنے لئے کیا ہے"...... روزی راسکل نے جواب دیا۔

"اپنے لئے۔ کیا مطلب"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"وہ تمہیں کوڑے مار رہے تھے اس لئے مجھے غصہ آگیا اور پھر میں

نے ہاتھ سکیڑ کر کلپس سے نکال لئے اور پھر زخمی ہونے کے باوجود میں ان سے ٹکرا گئی۔ میں کیسے برداشت کر سکتی تھی کہ وہ تمہیں کوڑے مار کر ہلاک کر دیں"...... روزی راسکل نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

"بس۔ بس۔ اتنا آگے نہ بڑھو۔ مجھے تمہارے جذباتی پن سے کوئی دلچسپی نہیں ہے"...... ٹائیگر نے بڑے حوصلہ شکن سے لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ میں نے تمہارے بارے میں جذباتی ہونے کی وجہ سے یہ سب کچھ کیا ہے"...... روزی راسکل نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ابھی تم خود ہی تو کہہ رہی ہو۔ کہیں تمہارے ذہن پر تو اثر نہیں ہو گیا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں نے جذباتی ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ غصے کی وجہ سے ایسا کیا ہے اور غصہ مجھے اس لئے آیا تھا کہ جو کام میں نے کرنا تھا میری بجائے وہ کر رہے تھے"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کون سا کام"...... ٹائیگر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"تمہیں کوڑے مارنے کا۔ یہ کام میں نے کرنا ہے اور یہ سن لو کہ جب بھی تمہاری موت آئے گی میرے ہی ہاتھوں آئے گی"۔ روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"بے فکر رہو۔ میری موت کسی عورت کے ہاتھوں نہیں آ سکتی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں کب کہہ رہی ہوں کہ عورت کے ہاتھوں آئے گی۔ میں اپنی بات کر رہی ہوں"...... روزی راسکل نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اسے بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھا کر کھڑی کر دیا۔

"تم عورت نہیں ہو"...... ٹائیگر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں لڑکی ہوں۔ عورت نہیں ہوں۔ اگر تمہارے پاس عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہے تو کسی سے ادھار لے لو۔ ویسے تمہارا استاد بھی احمق ہے اور تم بھی کہ تمہیں عورت اور لڑکی میں فرق کا بھی پتہ نہیں ہے۔ نانسنس"...... روزی راسکل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے ٹائیگر نے اسے عورت کہہ کر اس کی توہین کر دی ہو۔

"بہرحال تمہیں اب واپس جانا ہو گا"...... ٹائیگر نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اور تم"...... روزی راسکل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بھی آگے کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ پہلے تو وہ لڑکھڑا گئی لیکن پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

"میں باس کو کال کر کے انہیں حالات بتاؤں گا۔ پھر جیسے وہ حکم دیں"...... ٹائیگر نے مڑے بغیر کہا۔

"تم اس کے پالتو ہو۔ میں نہیں۔ میں آزاد ہوں۔ جو چاہوں کروں۔ نہ تم مجھے روک سکتے ہو اور نہ ہی تمہارا احمق استاد۔ سمجھے"۔ روزی راسکل نے چیختے ہوئے کہا۔

"تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے گیراج میں کھڑی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ کار یقیناً کرنل جگدیش کی تھی۔

"تم کار میں جاؤ گے"...... روزی راسکل نے اس کے پیچھے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تو کیا اب پیدل جاؤں گا۔ تم بھی بیٹھو جلدی۔ جہاں تم کہو گی تمہیں ڈراپ کر دوں گا"...... ٹائیگر نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"نانسنس۔ کیا تمہارے اندر چڑیا جتنا دماغ بھی نہیں ہے۔ کرنل جگدیش کی ٹیم یہاں موجود ہے اور وہ لوگ اپنے باس کی کار پہچانتے ہیں۔ جب انہوں نے ہمیں اس کار میں بیٹھے دیکھا تو پھر تم خود سمجھ کر پھر کیا ہو گا اس لئے ہمیں ٹیکسی میں جانا ہے"...... روزی راسکل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ واقعی یہ بات میرے ذہن میں نہیں آئی تھی"...... ٹائیگر نے بغیر کسی عذر کے اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے کہا۔

"بس یہی تمہارے اندر خوبی ہے کہ تم سچے آدمی ہو۔ منافق نہیں ہو اور اسی لئے ابھی تک میرے ہاتھوں سے بچے ہوئے ہو ورنہ نجانے کب کے قبر میں اتر چکے ہوتے"...... روزی راسکل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر اس کی بات سن کر اس طرح ہنس پڑا جیسے بڑے بچے کی بات سن کر ہنس پڑتے ہیں۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک سائنسی رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔ ساتھ ساتھ وہ ضروری نوٹس بھی اس انداز میں لے رہا تھا جیسے کسی مقالے کی تیاری کر رہا ہو لیکن دراصل وہ یہ نوٹس الجھے ہوئے سائنسی فارمولوں کو سلجھانے اور انہیں اچھی طرح اور گہرائی میں سمجھنے کے لئے لیا کرتا تھا۔ اس وقت بھی وہ ایک بین الاقوامی سائنسی میگزین میں شائع ہونے والی ایک انتہائی ایڈوانس ریسرچ کے بارے میں تفصیلات پڑھ رہا تھا اور ساتھ ہی سمجھنے کے لئے نوٹس بھی لے رہا تھا۔ ایسے مواقع پر سلیمان خود ہی اس کی چائے کا خیال رکھتا تھا اور جب اسے محسوس ہوتا کہ اب عمران کو چائے کی طلب ہو رہی ہو گی تو وہ خاموشی سے اندر آکر بھاپ نکالتی ہوئی چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھ کر اسی خاموشی سے واپس چلا جاتا تھا۔ عمران بھی ذہنی طور پر اتنا مصروف ہوتا تھا کہ اسے شاید سلیمان کی آمد کے

بارے میں احساس نہ ہی ہوتا تھا۔ البتہ جب اس کی نظریں بھاپ نکالتی چائے کی پیالی پر پڑتی تھیں تو وہ مسکراتے ہوئے اسے اٹھا کر چسکیاں لینا شروع کر دیتا تھا۔ ایسے مواقع پر سلیمان فون سیٹ بھی وہاں سے اٹھا کر لے جاتا تھا اور سوائے انتہائی ضروری کال کے علاوہ دوسری کوئی کال وہ عمران تک نہ پہنچنے دیتا تھا۔ اس طرح عمران اطمینان سے مطالعہ کرتا رہتا تھا۔ البتہ جب وہ مطالعہ سے تھک جاتا تو پھر وہ رسالہ یا کتاب بند کر کے سلیمان کو آواز دیتا اور سلیمان اس کا اتنا مزاج شناس ہو چکا تھا کہ اس کی آواز کے انداز سے ہی وہ سمجھ جاتا تھا کہ اب عمران کے مطالعے کا پریڈ ختم ہو چکا ہے اس لئے پھر سلیمان بھی اپنی مخصوص فارم میں آجاتا تھا۔ اس وقت بھی عمران مطالعہ میں مصروف تھا اور سلیمان باورچی خانے میں بیٹھا اپنے کام میں مصروف تھا۔ پاس ہی فون سیٹ رکھا ہوا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سلیمان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"سلیمان بول رہا ہوں"...... سلیمان نے کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں کافرستان سے۔ باس موجود ہیں"۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"موجود تو ہیں لیکن اس وقت ان پر مطالعے کا بھوت سوار ہے اور مجھے ایسے بھوتوں سے بہت ڈر لگتا ہے کیونکہ یہ بڑے عالم فاضل بھوت ہوتے ہیں"...... سلیمان کی زبان بھی عمران سے کسی صورت کم نہ تھی۔

"اس بھوت کو تم چائے پلوا پلوا کر فلیٹ پر براجمان رہنے کا جواز فراہم کرتے رہتے ہو گے"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے بھوت کو تو شکایت کا موقع نہیں ملنا چاہئے۔ ورنہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ مطالعے کا یہ بھوت صاحب کو چھوڑ کر مجھ پر قبضہ جما لے گا"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"تم سے اس نے کیا لینا ہے سلیمان۔ باس کو تو اس نے سائنس پڑھائی ہوئی ہے"...... ٹائیگر نے بھی لطف لینے کے انداز میں کہا۔

"کچن کی سائنس دنیا کی سب سے بڑی سائنس ہے۔ اور یوں کھربوں سالوں سے یہ سائنس انسان کے ساتھ ہے۔ یہ باورچی ہی تھا جس نے کچے گوشت کو نمک لگا کر آگ پر پکانے کا فارمولا ایجاد کیا ہو گا ورنہ اب تک تم کچا گوشت ہی کھاتے نظر آتے"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے ایسے لہجے میں کہا جیسے ٹائیگر نے اس کی توہین کر دی ہو۔

"ٹائیگر تو اب بھی کچا گوشت کھاتا ہے۔ بے چاروں کے پاس باورچی رکھنے کا حوصلہ ہی آج تک پیدا نہیں ہوا"...... دور سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ صاحب کا بھوت تمہاری آواز سنتے ہی بھاگ گیا ہے۔ میں بات کراتا ہوں تمہاری"...... سلیمان نے چونک کر کہا اور پھر فون

سیٹ اٹھا کر سٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ عمران سائنسی رسالہ بند کر کے سامنے رکھے بیٹھا ہوا تھا۔

"آپ نے تو عورتوں کو بھی مات کر دیا ہے"...... سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"عورتوں کو مات۔ کیا مطلب۔ عورتیں بھی کبھی مات کھاتی ہیں۔ ان کا تو بین الاقوامی مسلمہ قول ہے کہ پیا تم ہارے اور بے چارے پیا کے کھاتے میں ساری ہار رہ جاتی ہے"۔ عمران نے فون کا رسیور سلیمان کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

"میں قوت سماعت کی بات کر رہا ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ عورتیں کئی میلوں سے اپنے مطلب کی بات سن لیتی ہیں اور آپ نے بھی اس صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہاں بیٹھے بیٹھے کچن میں ہونے والی بات چیت سن لی ہے"...... سلیمان نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اس میں میری قوت سماعت سے زیادہ تمہارے منہ میں فٹ لاؤڈ سپیکر کا کمال ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہیلو۔ کافرستان کے جنگل میں کوئی شکار بھی ہاتھ لگا ہے یا نہیں"...... عمران نے سلیمان کو جواب دینے کے بعد رسیور کے مائیک پر رکھا ہوا ہاتھ ہٹایا اور ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔ کرنل جگدیش کو نہ صرف ٹریس کر لیا گیا بلکہ اس سے پوچھ گچھ بھی مکمل کر لی ہے۔ فارمولا جو ڈاکٹر شوائل سے حاصل

کیا گیا تھا وہ کرنل جگدیش نے اپنے آدمیوں کو بجھوا دیا اور ان آدمیوں کے ذریعے یہ فارمولا اس نے کافرستان حکومت کو بھاری قیمت پر فروخت کر دیا اور اب اس خلائی میزائل فارمولے پر کافرستان میں پرتاب پورہ کی لیبارٹری میں کام ہو رہا ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کرنل جگدیش کیسے ہاتھ لگا۔ پوری تفصیل سے رپورٹ دو۔ روزی راسکل کا کیا ہوا۔ کیا وہ زندہ بھی ہے یا نہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو جواب میں ٹائیگر نے اپنے کافرستان پہنچنے سے لے کر کرنل جگدیش کی موت کی تمام تفصیل بتا دی۔ گو اس نے روزی راسکل کی جدوجہد کا ذکر سرسری انداز میں کیا تھا اور کسی قسم کی تعریف وغیرہ نہیں کی تھی لیکن اس نے کوئی بات چھپائی یا تبدیل بھی نہیں کی تھی۔

s4sheikh@gmail.com

"اس کا مطلب ہے کہ روزی راسکل نے واقعی بے حد حوصلے سے جدوجہد کی ہے۔ ویری گڈ۔ لیکن تم نے اس سے پوچھا ہے کہ اس جدوجہد کا مقصد کیا ہے۔ وہ کیا چاہتی ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے توصیفی لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ اس کا جواب ہے کہ وہ کسی سے کم محب وطن نہیں ہے۔ وہ یہ فارمولا پاکیشیا حکومت کو دینا چاہتی ہے تاکہ ہمارا ملک بھی خلائی میزائل سازی میں داخل ہو سکے"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"گڈ۔ یہ تو واقعی مثبت سوچ ہے۔ اب کہاں ہے وہ اور کس حال میں ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ہم اس کوٹھی سے جہاں کرنل جگدیش سے جھڑپ ہوئی تھی نکل کر پیدل چلتے ہوئے ایک سڑک پر پہنچے اور پھر وہاں سے ٹیکسی لے کر مین مارکیٹ آئے۔ وہاں روزی راسکل ڈراپ ہو گئی جبکہ میں اپنے پہلے ہوٹل جہاں سے مجھے اغوا کیا گیا تھا دوسرے ہوٹل پہنچ گیا اور اب وہیں سے آپ کو کال کر رہا ہوں"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

s4sheikh@gmail.com

"کون سے ہوٹل میں اور کمرہ نمبر کیا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا تو ٹائیگر نے تفصیل بتا دی۔

"تم میرے پہنچنے تک وہیں رہو گے۔ البتہ میک اپ کر لینا کیونکہ کرنل جگدیش کی لاش ملتے ہی کرنل جگدیش کے ماتحتوں سمیت حکومت کی تمام ایجنسیاں تمہیں اور روزی راسکل کو تلاش کرنے میں لگ جائیں گی"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں نے میک اپ کر لیا ہے"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"نام کیا رکھا ہے اپنا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے قدرے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"رضوان"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"مطلب ہے کہ روزی راسکل کو جنت میں داخل ہونے سے

روکنا چاہتے ہو"...... عمران نے کہا۔
"روزی راسکل کو جنت میں۔ کیا مطلب ہوا باس"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"رضوان جنت کے داروغے یا دربان کا نام ہے اور جب تم رضوان ہو گے تو پھر روزی راسکل جنت میں کیسے جا سکتی ہے"۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے ٹائیگر کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔
"باس۔ مجھے یقین ہے کہ روزی راسکل لازماً پرتاب پورہ جائے گی اور وہاں ماری جائے گی"...... ٹائیگر نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"ماری تو وہ اس لئے جائے گی جب اس کی موت کا وقت ہو گا اس لئے تمہیں اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اپنا تحفظ خود کر سکتی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔
"باس۔ آپ کب تک کافرستان پہنچ جائیں گے"...... ٹائیگر نے سوال کرتے ہوئے کہا۔
"مجھے کوئی جلدی نہیں ہے۔ فارمولا کہیں بھاگا نہیں جا رہا۔ میں چیف سے معلوم کروں گا کہ اگر پاکیشیا کے لئے یہ فارمولا فائدہ مند ہے اور حکومت سلوایا اس فارمولے کی کاپی صرف پاکیشیا کو دینے اور پاکیشیا میں اس پر کام کرنے کا وعدہ کرتی ہے تو ٹھیک ورنہ ان تک معلومات پہنچا دی جائیں گی اور اس کے بعد وہ جانیں اور ان کا کام۔

بہرحال دو تین روز تو اس کام میں مزید لگ جائیں گے۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... عمران نے کہا۔
"اس لئے باس کہ روزی راسکل جس فطرت کی عورت ہے زخمی ہونے کے باوجود وہ پرتاب پورہ پہنچ جائے گی اور شاید اب تک پہنچ بھی چکی ہو اور کرنل جگدیش کی زبانی پرتاب پورہ کی جو پوزیشن معلوم ہوتی ہے وہ بے حد خطرناک ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔
"تو تمہیں یہ غم کھائے جا رہا ہے کہ وہ وہاں ماری جائے گی اور تم اسے بچانے کے لئے وہاں فوراً جانا چاہتے ہو"...... عمران نے کہا۔
"یہ بات نہیں ہے باس۔ مجھے اصل فکر اس بات کی ہے کہ اس طرح حکومت کافرستان کے علم میں یہ بات آ جائے گی کہ ہمیں پرتاب پورہ کے بارے میں علم ہو گیا ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ خاموشی سے فارمولا وہاں سے کسی اور لیبارٹری میں ٹرانسفر کر دیں"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"ہونہہ۔ تمہاری بات درست ہے لیکن کیا تم میرے کافرستان پہنچنے تک روزی راسکل کو وہاں جانے سے روک سکتے ہو"۔ عمران نے کہا۔
"نہیں باس۔ وہ کسی کی نہ سنتی ہے اور نہ مانتی ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ پہلے اس کا ارادہ رکنے کا ہو مگر میرے روکنے پر وہ فوری وہاں کے لئے چل پڑے گی"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تو پھر اسے اس کے حال پر چھوڑ دو"...... عمران نے کہا اور اس

کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ البتہ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں سی ابھر آئی تھیں۔ اسے اس فارمولے میں کوئی واضح دلچسپی محسوس نہیں ہو رہی تھی اور وہ صرف حکومت سلوایا کو فائدہ پہنچانے کے لئے کافرستان کے ساتھ لمبی لڑائی لڑنے کو فضول سمجھ رہا تھا۔ وہ کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"فرمایئے"...... دوسری طرف سے مختصر طور پر کہا گیا۔

"چار کیس سلطان۔ پانچ تمہاروں کے کیس"...... عمران نے فرمائش گنوانا شروع کی ہی تھی کہ دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا اور عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ وہ سرداور سے اس فارمولے کے بارے میں مزید بات چیت کرنا چاہتا تھا لیکن اب اس کا موڈ بدل چکا تھا۔ اس سلسلے میں سرداور سے اس کی بات پہلے ہو چکی تھی اس لئے اب سرداور مزید کیا کہہ سکتے تھے۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی

دی۔

"عمران بول رہا ہوں طاہر"...... عمران نے کہا۔

"اوہ آپ۔ کوئی خاص بات"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"میرے ذہن میں عجیب سی کھلبلی موجود ہے۔ حکومت سلوایا کے فارمولے کے بارے میں کنفرم ہو گیا ہے کہ وہ کافرستانی حکومت نے باقاعدہ خرید لیا ہے اور پرتاب پورہ کی لیبارٹری میں اس پر کام ہو رہا ہے۔ سر سلطان اور سرداور کی خواہش ہے کہ میں یہ فارمولا حاصل کر کے سلوایا حکومت کو بھجوا دوں لیکن مجھے اس میں کوئی دلچسپی محسوس نہیں ہو رہی۔ میں کیوں خواہ مخواہ پرائی شادی میں دیوانہ بنا پھرتا رہوں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن آپ نے ہی بتایا ہے کہ حکومت سلوایا اس بات پر مان گئی ہے کہ یہ میزائل پاکیشیا میں بھی تیار ہو گا اور سلوایا کے سائنس دان یہاں اس پر کام کریں گے۔ ایسی صورت میں پاکیشیا کو یقیناً فائدہ تو ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ جب تک اس فارمولے پر کام ہو گا سپر پاورز اس سے بھی بہتر فارمولا ایجاد کر لیں گی۔ پھر"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ سائنس تو انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ٹائیگر کو کافرستان سے واپس بلوا لیتا ہوں اور سر سلطان کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ حکومت سلوایا کو سرکاری طور پر آگاہ کر دیں کہ ان کا فارمولا کہاں موجود ہے۔ پھر حکومت سلوایا جانے اور اس کا کام"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ ویسے آپ کے انداز سے لگ رہا ہے کہ آپ کا اس کیس کے لئے دل نہیں چاہ رہا"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ مجھے اس کیس میں کوئی دلچسپی محسوس نہیں ہو رہی۔ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے سلیمان کو آواز دی۔

"جی صاحب"...... سلیمان نے کمرے میں داخل ہو کر سنجیدہ لہجے میں کہا کیونکہ عمران کا آواز دینے کا انداز بھی سنجیدہ تھا۔

"یہ تم نے جب سے مجھے مونگ کی دال کھلانا بند کی ہے میرا ذہن بھی بے کار ہوتا جا رہا ہے۔ اس لئے آج رات ڈنر میں ایک ڈش مونگ کی دال کا ہونا ضروری ہے"...... عمران نے کہا۔

"سوری صاحب۔ آپ مسلم ہرن کہتے تو وہ آپ کو کھلایا جا سکتا ہے لیکن مونگ کی دال آپ کی حیثیت سے بہت اونچی بات ہے"...... سلیمان نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ مونگ کی دال کی اہمیت مسلم ہرن سے

بھی زیادہ ہے"...... عمران نے حیران ہو کر آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ہرن تو کسی بھی سرکاری چڑیا گھر کے منیجر یا ملازم کو تھوڑی سی رقم دے کر حاصل کیا جا سکتا ہے لیکن مونگ کی دال۔ اس کی قیمت سنتے ہی قیمت پوچھنے والا بے ہوش ہو کر گر جاتا ہے اس لئے سوری"...... سلیمان نے جواب دیا اور واپس مڑنے لگا۔

"ارے۔ ارے سنو۔ کیا دس بارہ لاکھ روپے کلو ہے مونگ کی دال"...... عمران نے کہا۔

"دس بارہ لاکھ روپے میں تو مونگ کی دال مل ہی نہیں سکتی۔ آپ ڈالر یا پونڈ کی بات کریں"...... سلیمان بھی بھلا کہاں آسانی سے قابو دینے والا تھا۔

"حیرت ہے۔ مونگ کی دال بھی اب ڈالروں اور پونڈز میں بکنے لگی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اماں بی کو فون کر کے میں ان سے فرمائش کروں۔ وہ ماں ہیں۔ وہ فرمائش ہر صورت میں پوری کریں گی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کے ڈیڈی بہت بڑے جاگیردار ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ جاگیر بیچ کر اپنے اکلوتے بیٹے کے لئے مونگ کی دال کا بندوبست کر لیں۔ بہرحال مجھے بھی کھانے والوں میں شامل رکھیں تاکہ باقی زندگی میں بھی فخر سے سر اٹھا کر بتا سکوں کہ میں نے پاکیشیا میں رہ کر بھی مونگ کی دال کھائی ہے"...... سلیمان نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"باقی تو میں خلاء تک پہنچ گئی ہیں اور ہم مونگ کی دال کھانے کو ترس رہے ہیں"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مونگ کی دال کھا کر خلاء میں پہنچنے والے ہم لوگ ہیں۔ باقی تو میں محنت کرتی ہیں۔ خلوص سے کام کرتی ہیں اور پھر خلاء تسخیر ہوتا ہے"...... سلیمان نے جواب دیا اور مڑنے لگا۔

"ارے ہاں۔ ایک منٹ۔ اب خلاء کی بات چل پڑی ہے تو ایک مشورہ تو دے دو۔ مشورے دینے میں تمہاری شہرت اب خلاء سے بھی باہر کسی اور کہکشاں تک پہنچ چکی ہے"...... عمران نے کہا۔

"مشورہ اگر عقل مند کو دیا جائے تو اسے اس کی ضرورت ہی نہیں ہوتی اور اگر احمق کو دیا جائے تو وہ اسے تسلیم نہیں کرتا۔ اب آپ بتائیں کہ آپ کو کیا واقعی مشورے کی ضرورت ہے"۔ سلیمان نے مڑتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"عقل مند کو ہی مشورے کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ بھی تم سے۔ حکیم لقمان سے کسی نے پوچھا تھا کہ اس نے حکمت و دانائی کس سے سیکھی ہے تو اس نے کہا احمقوں سے کہ وہ جو کرتے ہیں میں اس کا الٹ کرتا ہوں اس لئے تم سے مشورہ لے رہا ہوں کہ تمہارے مشورے کا الٹ کر کے میں منزل تک پہنچ جاؤں گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور اگر میرے مشورے سے منزل خود یہاں آ جائے تو"۔ سلیمان نے جواب دیا۔

"کس منزل کی بات کر رہے ہو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بڑی بیگم صاحبہ۔ آپ کی منزل تو وہی ہیں"...... سلیمان نے جواب دیا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تم اب شیطان کے بھی کان کترنے لگ گئے ہو"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ کے تو کان ابھی تک سلامت ہیں"...... سلیمان بھلا کہاں باز آنے والا تھا اور عمران اس بار بھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اوکے۔ اب تمہارے مشورے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے دماغ پر چھائی ہوئی گرد تمہاری باتوں نے صاف کر دی ہے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ شکریہ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہاں ڈالوں۔ ڈسٹ بن میں یا باہر کچرے کے ڈھیر پر"۔ سلیمان نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا مطلب۔ کس کی بات کر رہے ہو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی سلیمان کی بات سمجھ میں نہ آئی تھی۔

"آپ کے دماغ کو۔ جو اتنا ہلکا پھلکا تھا کہ گرد کے ساتھ ہی اڑ کر باہر آ گیا ہے۔ اب اسے کہاں پھینکوں"...... سلیمان نے سنجیدہ لہجے

میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا جبکہ سلیمان مسکراتا ہوا مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ ظاہر ہے وہ بھی سمجھتا تھا کہ عمران جب بور ہوتا ہے یا کسی ذہنی الجھن میں مبتلا ہو جاتا ہے تو پھر وہ سلیمان سے اس قسم کی ہلکی پھلکی باتیں کر کے فریش ہو جایا کرتا ہے اور یہی حال سلیمان کا بھی تھا۔ روٹین کی بوریت سے بچنے کے لئے اس کے پاس بھی یہی طریقہ تھا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے شگفتہ لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے۔ کیا اس سلوایا فارمولے کے بارے میں کوئی پیش رفت ہوئی ہے"...... سرسلطان نے کہا۔

"ہاں۔ میں آپ کو فون کرنے ہی والا تھا۔ پھر سلیمان نے مجھے اپنی باتوں میں الجھا لیا۔ وہ فارمولا حکومت کافرستان نے باقاعدہ خرید لیا ہے اور اس وقت وہ فارمولا کافرستان کے ایک علاقے پرتاب پورہ کی لیبارٹری میں پہنچا دیا گیا ہے۔ وہاں اس پر کام ہو رہا ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن جو فارمولا اس ڈاکٹر شوائل سے حاصل کیا گیا تھا اس کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ جعلی ہے۔ وہ فارمولا جیکی اے حکومت سے کانڈا کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔ جب وہ فارمولا کانڈا پہنچایا گیا تو وہاں اسے چیک کیا گیا۔ وہ فارمولا عام سے خلائی میزائل

کا فارمولا تھا جبکہ اصل فارمولا سپیشل خلائی میزائل کا تھا"۔ سرسلطان نے کہا۔

"جی ہاں۔ یہ ساری کارروائی کافرستان کے ایک ڈیفنس سیل کے انچارج کرنل جگدیش کی تھی۔ اس نے جعلی فارمولا واپس بھجوا دیا اور اصل فارمولا اپنے آدمیوں کو پہنچا دیا جہاں سے حکومت کافرستان نے اسے خرید لیا۔ اس طرح کرنل جگدیش نے بھاری رقم بھی حاصل کر لی اور فارمولا بھی کافرستان پہنچ گیا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے فارمولا حاصل کر لیا ہے جو اتنی تفصیل کا تمہیں علم ہے"...... سرسلطان نے پوچھا۔

"یہ ساری کارروائی میرے شاگرد ٹائیگر نے کی ہے۔ اس نے کرنل جگدیش کو ٹریس کر کے اس سے معلومات حاصل کی ہیں اور جیسے میں نے بتایا ہے کہ فارمولا حکومت کافرستان کی تحویل میں ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر وہاں سے اسے حاصل کون کرے گا۔ میں نے تو چیف سیکرٹری سلوایا سے وعدہ کیا ہے"...... سرسلطان نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"سچ بات تو یہ ہے سرسلطان کہ دوسروں کے لئے کام کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ ہاں اگر آپ حکم دیں تو مجبوری ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا کہ حکومت سلوایا سے اس سلسلے میں بات چیت طے ہو چکی ہے۔ اس فارمولے پر پاکیشیا میں بھی کام ہو گا اور پاکیشیا بھی سپیشل خلائی میزائل کی تیاری میں داخل ہو جائے گا اور اب تم خود کہہ رہے ہو کہ کافرستان اس فارمولے کو بھاری قیمت پر خرید کر اس پر کام کر رہا ہے اور مستقبل کا سارا حکومتی کاروبار دفاع سمیت خلائی سیاروں کا ہی مرہون منت ہو گا۔ پاکیشیا اس سال چار سیارے خلاء میں چھوڑ رہا ہے اور اس سلسلے میں طویل المیعاد پلاننگ بھی کر لی گئی ہے تاکہ پاکیشیا کو جدید خطوط پر چلایا جا سکے تو کیا تم چاہتے ہو کہ کافرستان اس سپیشل خلائی میزائل سے پاکیشیا کے تمام خلائی سیارے تباہ کر دے اور ہم بیٹھے منہ دیکھتے رہ جائیں۔ ٹھیک ہے تمہارا دل نہیں چاہ رہا تو میں ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل شاہ کو درخواست کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ وہ میری درخواست مان لے گا"...... سرسلطان نے قدرے ناراض اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ غصہ کس بات کا۔ میں نے تو کہا ہے کہ آپ حکم دیں، آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ تمہارا دل نہیں چاہ رہا اور یہ معاملات ایسے ہیں کہ اگر آدمی کا دل نہ چاہ رہا ہو تو وہ لازماً ناکام ہو جاتا ہے اور میں تمہارے منہ سے ناکامی کا لفظ سننا برداشت نہیں کر سکتا اس لئے اب تم اس پر کام نہیں کرو گے۔ اللہ حافظ"...... سرسلطان نے اسی طرح غصیلے

اور رنجیدہ سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار طویل سانس لیا اور پھر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں طاہر۔ ابھی سرسلطان کا فون آیا تھا اس فارمولے کے سلسلے میں اور جب میں نے انہیں بتایا کہ میرا دل نہیں چاہ رہا تو وہ سخت ناراض ہو گئے کیونکہ ایک تو وہ سلوایا کے چیف سیکرٹری سے اس فارمولے کی واپسی کا وعدہ کر چکے تھے دوسرا حکومت سلوایا سے انہوں نے معاہدہ بھی کر لیا ہے کہ اس فارمولے پر پاکیشیا میں بھی کام ہو گا اور اب جب میں نے انہیں بتایا کہ فارمولے پر کافرستان کام کر رہا ہے تو ان کی ناراضگی مزید بڑھ گئی اور غصے اور ناراضگی میں انہوں نے فون بھی بند کر دیا ہے اور اگر اب میں نے انہیں فون کیا تو انہوں نے میری بات نہیں ماننی۔ اس لئے تم انہیں فون کر کے بتا دو کہ تم نے مجھے حکم دیا ہے کہ فارمولا واپس لایا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ سرسلطان تو اس سارے سیٹ اپ کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں اس لئے یہ ڈرامہ ان کے سامنے نہیں چل سکتا۔ آپ خود ہی انہیں فون کر کے بتا دیں"...... بلیک زیرو نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ چلو تم انہیں فون کر کے کہہ دو کہ آپ کی ناراضگی کو محسوس کر کے عمران دیوانہ وار کافرستان کی طرف دوڑ پڑا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا میں کہہ سکتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ بلیک زیرو انہیں فون کر کے یہ بات کہے گا تو وہ لامحالہ اسے فون کریں گے لیکن اب اس نے واقعی یہ فارمولا کافرستان سے واپس لانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"چیف نے ابھی فون کر کے بتایا ہے کہ تم کافرستان جا رہے ہو اور صرف میری ناراضگی کی وجہ سے تو میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ میں ناراض نہیں ہوں اور کم از کم تم سے تو ناراض نہیں ہو سکتا میں چیف سیکرٹری سلوایا سے معذرت کر لوں گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا ہے اور وہ بھی جانتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو پاکیشیا کا صدر بھی مجبور نہیں کر سکتا۔ میں کس قطار میں ہوں"۔۔۔۔۔۔ سر سلطان کے لہجے میں ناراضگی کا عنصر ابھی تک موجود تھا۔

"آپ ابھی اتنے تو بوڑھے نہیں ہوئے جتنا اپنے آپ کو سمجھ رہے

ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس میں بڑھاپے کا کیا تعلق"۔۔۔۔۔۔ سر سلطان نے اسی طرح ناراض لہجے میں کہا۔

"بوڑھے ناراض ہو جائیں تو مسلسل ناراض ہی رہتے ہیں لیکن جوان ناراضگی کو چند لمحوں میں ہی بھول بھال کر مان جاتے ہیں۔ آپ نے آنٹی کا رویہ تو دیکھا ہو گا کس طرح فوراً مان جاتی ہیں"۔ عمران نے کہا تو اس بار دوسری طرف سے سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم مجھے بوڑھا اور اسے جوان بنا رہے ہو۔ کیوں"۔۔ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آنٹی کو بوڑھی کہہ کر میں نے جوتیاں کھانی ہیں۔ آنٹی نے کہا ہے کہ ابھی ان کی عمر ہی کیا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو سر سلطان ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"کیا تم واقعی فارمولے کے حصول کے لئے کافرستان جا رہے ہو"۔۔۔۔۔۔ سر سلطان نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ لیکن ابھی آپ نے سلوایا کے چیف سیکرٹری کو اس بارے میں نہیں بتانا کیونکہ وہاں سے انفارمیشن لیک ہو سکتی ہے۔ آپ انہیں کہہ دیں کہ اس پر کام ہو رہا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"۔۔۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا اور ایک بار پھر

دوسری طرف رسیور رکھ دیا گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسے اطمینان ہو رہا تھا کہ اس نے سر سلطان کی ناراضگی دور کر دی ہے۔ وہ اٹھا اور اس نے عقبی دیوار میں موجود الماری کھول کر اس میں موجود ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ہی ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تم کہاں موجود ہو اس وقت۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"کافرستان دارالحکومت میں باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔

"روزی راسکل کہاں ہے۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"باس۔ میں نے آپ کو کال کرنے کے بعد روزی راسکل کا پتہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ پرتاب پورہ روانہ ہو گئی ہے۔ اوور"۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس کے پیچھے پرتاب پورہ نہیں گئے۔ اوور"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے چونکہ مجھے دارالحکومت میں رکنے کا حکم دیا تھا اس لئے میں آپ کے حکم کی خلاف ورزی تو نہیں کر سکتا تھا۔ اوور"۔ ٹائیگر

نے جواب دیا۔

"تمہاری آواز میں ہجر و فراق کا جو تاثر موجود ہے وہ بتا رہا ہے کہ تم جلد از جلد پرتاب پورہ پہنچنے کے خواہش مند ہو لیکن بے فکر رہو۔ پرتاب پورہ میں حلوہ نہیں بٹ رہا کہ روزی راسکل کھا جائے گی اور تم محروم رہ جاؤ گے۔ اوور"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ اگر روزی راسکل نے ہم سے پہلے فارمولا حاصل کر لیا تو وہ باقی ساری عمر مجھ پر طنز کی بارش کرتی رہے گی۔ اوور"...... ٹائیگر نے ایک دوسرے زاویے سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"بے فکر رہو۔ میں جوانا کے ساتھ آ رہا ہوں۔ پھر اکٹھے ہی پرتاب پورہ چلیں گے۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے اٹھا کر الماری میں رکھا اور ایک بار پھر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ جوانا سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"یس ماسٹر۔ میں جوانا بول رہا ہوں"...... تھوڑی دیر بعد جوانا کی

موجود بانہ آواز سنائی دی۔

"ایک مشن پر تم نے میرے ساتھ کافرستان جانا ہے۔ ٹائیگر وہاں پہلے سے موجود ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس ماسٹر۔ کیا یہ مشن سنیک کلرز کا ہے"...... جوانا نے چونک کر پوچھا اور عمران سمجھ گیا کہ اس نے کیوں یہ بات کی ہے۔ ظاہر ہے عمران نے اسے یہی بتایا تھا کہ وہ اور ٹائیگر دونوں اس کے ساتھ مل کر مشن مکمل کریں گے اس لئے لامحالہ مشن سیکرٹ سروس کا نہیں ہو سکتا اس لئے اب لے دے کر سنیک کلرز تنظیم ہی رہ جاتی ہے۔ سنیک کلرز کا چیف جوانا تھا اور ٹائیگر اس کا ممبر تھا۔ عمران تو ویسے ہی ہر بارات کا دولہا سمجھا جاتا تھا اس لئے جوانا کے ذہن میں یہ بات آئی ہو گی کہ یہ سنیک کلرز کا مشن ہے اس لئے اسے اور ٹائیگر کو ساتھ رکھا جا رہا ہے۔

"سانپ تو پہلے ہی ٹائیگر ختم کر چکا ہے۔ اب تو صرف اس کی لکیر پیٹنا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لکیر کو پیٹنے کا کیا مطلب ہوا ماسٹر"...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اصل محاورہ تو یہ ہے کہ سانپ نکل جائے تو اس کی لکیر کو پیٹتے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا لیکن یہاں یہ معاملہ ذرا مختلف ہے۔ سانپ لکیر بناتا ہوا کافرستان کے ایک علاقے پرتاب پورہ پہنچ گیا پھر وہ واپس آیا تو ٹائیگر نے اسے ختم کر دیا اور اب ہم نے اس لکیر کو

پیٹتے ہوئے پرتاب پورہ جانا ہے کیونکہ سانپ کا زہر مہرہ وہاں موجود ہے"...... عمران نے مزے لے لے کر وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر۔ یہ آپ کس طرح کے مشکل اور نئے الفاظ بول رہے ہیں یہ زہر مہرہ کیا ہوتا ہے"...... جوانا نے اس بار الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پھر تم نے پوچھا کیوں تھا۔ تمہاری جگہ جوزف ہوتا تو صرف یس باس کہہ کر اطمینان سے فارغ ہو جاتا۔ تم نے کیوں پوچھا۔ اب بھگتو۔ بہرحال زہر مہرہ ایسے پتھر کو کہتے ہیں جس میں سانپ کے زہر کو چوسنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ یہ پتھر سپیروں کے پاس ہوتا ہے اور جب کسی آدمی کو سانپ کاٹ لے تو اس کا زہر چوسنے کے لئے زہر مہرہ اس کاٹنے والی جگہ پر رکھ دیا جاتا ہے اور پھر یہ زہر مہرہ جسم میں موجود تمام زہر چوس لیتا ہے اور انسان کی زندگی بچ جاتی ہے"...... عمران نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر"...... اس بار جوانا نے وہی جواب دیا جو جوزف دیا کرتا تھا۔

"اب آئے ہو نا راہ پر۔ بہرحال تیار رہنا۔ شاید ہم آج ہی کافرستان فلائی کر جائیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

s4sheikh@gmail.com

کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"باس۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل اجیت لائن پر ہیں"۔ دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... شاگل نے جواب دیا۔

"ہیلو۔ میں کرنل اجیت بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس۔ میں شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس"...... شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں پورا عہدہ بتاتے ہوئے کہا کیونکہ کرنل اجیت ابھی حال ہی میں ملٹری انٹیلی جنس کا

چیف بنا تھا اور اس سے صدر اور وزیراعظم کی میٹنگ میں ایک دو بار سرسری سی ملاقاتیں تو ہو چکی تھیں لیکن کبھی تفصیلی بات نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی پہلے کرنل اجیت نے فون پر بات کی تھی اس لئے شاگل نے اسے اپنا پورا عہدہ بتانا ضروری سمجھا تھا۔

"چیف شاگل صاحب۔ پرائم منسٹر صاحب ملک سے باہر سرکاری دورے پر ہیں اور وہاں ان سے رابطہ نہیں ہو سکتا جبکہ پروٹوکول کے تحت میں براہ راست جناب صدر صاحب سے بھی بات نہیں کر سکتا جبکہ آپ کا عہدہ ایسا ہے کہ آپ جناب صدر صاحب سے براہ راست بات کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں آپ کو ایک اہم رپورٹ دے رہا ہوں کہ آپ یہ رپورٹ جناب صدر صاحب تک پہنچا دیں تاکہ وہ اس معاملے میں پرائم منسٹر صاحب سے مشورہ کر کے آئندہ کے لئے احکامات دے سکیں"...... چیف آف ملٹری انٹیلی جنس نے کہا تو شاگل کا پھولا ہوا سینہ دو انچ مزید پھول گیا اور اس کا چہرہ فرط مسرت سے جگمگا اٹھا۔

"کون سی رپورٹ۔ بتائیں"...... چیف شاگل نے کہا۔

"پرائم منسٹر صاحب کے خصوصی حکم پر ایک سپیشل ڈیفنس سیل قائم کیا گیا تھا جسے ڈیفنس سیل کہا جاتا ہے۔ اس سیل کے انچارج ملٹری انٹیلی جنس میں کام کرنے والے کرنل جگدیش تھے جنہیں اس سیل کا چیف بنانے کے بعد باقاعدہ چھ ماہ تک ایکریمیا میں انتہائی سخت ٹریننگ دلوائی گئی۔ واپسی پر انہوں نے اپنا آفس علیحدہ

بنا لیا اور ملٹری انٹیلی جنس سے دس افراد کو اپنے تحت اس سیل میں شامل کر لیا۔ اس سیل کے تحت ان کا کام انتہائی اہم دفاعی غیر ملکی رازوں کا حصول اور پھر ان کی حفاظت اور دفاعی لیبارٹریوں کی حفاظت تھا۔ میرے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔ وہ براہ راست پرائم منسٹر کو جواب دہ تھے"...... کرنل اجیت نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا لیکن اس کا آخری لفظ تھے سن کر شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

"تھے سے کیا مطلب ہوا آپ کا"...... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی تو رپورٹ دی ہے۔ انہیں ان کے ایک سپیشل پوائنٹ پر ہلاک کر دیا گیا ہے"...... کرنل اجیت نے کہا تو شاگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا آپ کو تفصیل کا علم ہے کیونکہ صدر صاحب نے تفصیل پوچھی ہے"...... شاگل نے کہا۔

"جی ہاں۔ ان کے ایک ماتحت نے مجھے اطلاع دی ہے تو میں نے نہ صرف اس سے پوری تفصیل معلوم کی ہے بلکہ میں خود بھی پوائنٹ کا دورہ کر چکا ہوں جہاں کرنل جگدیش کو ہلاک کیا گیا ہے اور مزید تحقیقات کر کے تفصیلی رپورٹ بھی حاصل کر لی گئی ہے"۔ کرنل اجیت نے کہا۔

"کیا تفصیل ہے"...... شاگل نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"حکومت کافرستان نے ڈیفنس سیکرٹری صاحب کے ذریعے ایک سائنسی فارمولا انتہائی بھاری قیمت دے کر خرید کیا۔ یہ فارمولا سپیشل خلائی میزائل کا ہے اور یہ فارمولا اصل میں یورپ کے ملک سلوایا کا تھا جس کا سائنس دان ڈاکٹر شوائل یہ فارمولا شوگران حکومت کو فروخت کرنے پاکیشیا پہنچا تھا لیکن اس سے پہلے کہ ڈاکٹر شوائل کا رابطہ شوگران کے سائنس دانوں یا حکومت سے ہوتا کچھ لوگوں نے اسے ہلاک کر دیا اور اس سے فارمولا حاصل کر لیا۔ کرنل جگدیش کے ذریعے ڈیفنس سیکرٹری صاحب کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے اعلیٰ حکام اور سائنس دانوں سے مشورے کے بعد یہ فارمولا بھاری قیمت دے کر خاموشی سے حاصل کر لیا۔ یہ فارمولا مزید کام کے لئے پرتاب پورہ کی سپیشل لیبارٹری میں بھجوا دیا گیا۔ پرتاب پورہ میں ایک فوجی چھاؤنی اور ایئر فورس کا سپاٹ پہلے سے موجود ہے لیکن ڈیفنس سیکرٹری صاحب نے سپیشل ڈیفنس سیل کو بھی اس فارمولے کی حفاظت کے لئے وہاں تعینات کر دیا۔ پھر ڈیفنس سیکرٹری صاحب کو رپورٹ ملی کہ پاکیشیا میں اس فارمولے اور کرنل جگدیش کے سلسلے میں بھاگ دوڑ ہو رہی ہے اور پاکیشیا کی انڈر ورلڈ میں کام کرنے والی کوئی عورت روزی راسکل ان لوگوں تک پہنچ گئی ہے جن کے ذریعے کرنل جگدیش نے ڈاکٹر شوائل کو ہلاک کرایا تھا اور کرنل جگدیش کا نام بھی سامنے آ گیا تو انہوں نے کرنل جگدیش کو پرتاب پورہ سے واپس بلوا لیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ

اس روزی راسکل سے یہ معلوم کریں کہ وہ کس کے کہنے پر اس معاملے پر کام کر رہی ہے۔ چنانچہ کرنل جگدیش نے پاکیشیا میں ایک آدمی کے ذریعے اس روزی راسکل کو اغوا کرا کر کافرستان منگوا لیا اور اسے سپیشل سیل کے ایک سپیشل پوائنٹ پر بلوا لیا لیکن اس روزی راسکل نے شدید جدوجہد کی تو کرنل جگدیش نے اسے گولیاں مار دیں لیکن پھر کسی چیز سے ٹکرا کر وہ خود بھی بے ہوش ہو گئے۔ جب انہیں ہوش آیا تو وہ روزی راسکل غائب تھی۔ انہوں نے اسے دوبارہ ٹریس کرنے کی کوشش کی اور اس کوشش میں کامیاب ہو گئے۔ روزی راسکل کو وہاں سے ایک پاکیشیائی جس کا نام ٹائیگر ہے اور جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے انتہائی خطرناک ایجنٹ علی عمران کا شاگرد ہے"...... کرنل اجیت نے مسلسل بولتے ہوئے کہا لیکن جیسے ہی علی عمران کا نام سامنے آیا شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ عمران۔ یہی نام لیا ہے نا آپ نے"...... شاگل نے قدرے چیختے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ تو اسے اچھی طرح جانتے ہوں گے۔ بہرحال یہ ٹائیگر اس کا شاگرد بتایا جاتا ہے۔ اس ٹائیگر نے روزی راسکل کو ہسپتال میں داخل کرا دیا۔ جب کرنل جگدیش کو معلوم ہوا تو انہوں نے ٹائیگر کو اس ہوٹل سے جہاں وہ ٹھہرا ہوا تھا اغوا کرا کر اپنے ایک اور خفیہ پوائنٹ پر منگوا لیا اور روزی راسکل کو بھی

ہسپتال سے اغوا کرا لیا۔ اس خفیہ پوائنٹ میں راڈز والی ایسی کرسیاں موجود تھیں جو ریموٹ کنٹرولڈ تھیں اور جنہیں بغیر ریموٹ کنٹرول کے نہیں کھولا جا سکتا۔ اس پوائنٹ پر پہلے سے دو افراد موجود تھے جو تربیت یافتہ تھے۔ پھر اچانک اس سیل کے ایک ممبر نے اس پوائنٹ پر کرنل جگدیش سے کوئی ضروری بات کرنے کے لئے فون کیا تو وہاں سے کوئی رسپانس نہ ملنے پر وہ آدمی خود وہاں گیا تو وہاں سے روزی راسکل اور ٹائیگر دونوں غائب تھے۔ البتہ ایک کمرے میں کرنل جگدیش ایک کرسی پر بیٹھا راڈز میں جکڑا ہوا موجود تھا۔ اس کے دونوں نتھنے کٹے ہوئے تھے۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے انتہائی مسخ تھا اور اس کی شہ رگ میں ایک تیز نشتر دستے تک گھسا ہوا تھا۔ اس پوائنٹ کے دونوں آدمی بھی ہلاک ہو چکے تھے۔ ان کی لاشیں بھی وہاں پڑی ہوئی تھیں اور فرش پر ایک میڈیکل باکس بھی موجود تھا اور خون کے دھبے بھی تھے اور کرسیوں کے ساتھ ہی ایک سٹریچر بھی موجود تھا جس سے یہ اندازہ لگایا گیا کہ کرنل جگدیش نے ٹائیگر کو ریموٹ کنٹرول کرسی میں جکڑ دیا جبکہ زخمی روزی راسکل اس سٹریچر پر جکڑی ہوئی تھی لیکن پراسرار طور پر یہ دونوں آزاد ہو گئے اور انہوں نے دونوں آدمیوں کو ہلاک کر دیا۔ ان دونوں میں سے شاید وہ عورت جو پہلے ہی زخمی تھی دوبارہ زخمی ہو گئی جس کی وہاں باقاعدہ بینڈیج کی گئی۔ کرنل جگدیش بے ہوش ہو گیا تھا یا کر دیا گیا تھا۔ اسے راڈز والی کرسی پر جکڑ کر اس کے نتھنے کاٹے

گئے اور اس پر انتہائی تشدد کیا گیا اور پھر اس کی شہ رگ میں نشتر مار کر اسے ہلاک کر دیا گیا اور وہ دونوں فرار ہو گئے۔ میں نے یہ ساری تفصیل ڈیفنس سیکرٹری صاحب کو بتائی تو انہوں نے کہا کہ انہیں پہلے ہی خدشہ تھا کہ کہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس اس فارمولے کے پیچھے کافرستان نہ پہنچ جائے اس لئے انہوں نے کرنل جگدیش کو پرتاب پورہ سے ہٹا کر ان کی یہ ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ اس سارے معاملے کی تحقیقات کرائیں۔ یقیناً یہ ساری کارروائی اس ناٹیگر کی ہو گی اور اس نے کرنل جگدیش سے معلوم کر لیا ہو گا کہ فارمولا پرتاب پورہ میں ہے اور اب وہ لازماً وہاں سے فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اس لئے ڈیفنس سیکرٹری صاحب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہ معاملہ پرائم منسٹر صاحب کے نوٹس میں لاؤں لیکن پرائم منسٹر صاحب ملک سے باہر ہیں اس لئے مجبوراً آپ سے رابطہ کیا گیا ہے"...... کرنل اجیت نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کا شکریہ۔ میں اب ان لوگوں سے خود ہی نمٹ لوں گا اور یہ رپورٹ میں جناب صدر صاحب کو دے دیتا ہوں"...... شاگل نے کہا۔

"اوکے۔ تھینک یو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"تو اس بار عمران کا شاگرد ناٹیگر سامنے آیا ہے۔ یہ سب یقیناً فراڈ ہو گا۔ اصل میں پشت پر عمران ہی ہو گا"...... شاگل نے بڑبڑاتے

ہوئے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس لائن ملا کر ملٹری سیکرٹری سے میری بات کراؤ"...... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسے اب حکومت پر غصہ آ رہا تھا جس نے کرنل جگدیش کی سربراہی میں ڈیفنس سیل قائم کیا اور شاگل کو اس سے قطعی بے خبر رکھا۔ اب بھی اگر پرائم منسٹر صاحب غیر ملکی دورے پر نہ گئے ہوتے تو اسے کانوں کان اس سارے معاملے کی خبر تک نہ ہوتی۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے کہا۔

"ملٹری سیکرٹری صاحب سے بات کیجئے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"شاگل بول رہا ہوں۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس"۔ شاگل نے کہا۔ گو ملٹری سیکرٹری اسے بہت اچھی طرح جانتے تھے لیکن شاگل اپنی عادت سے مجبور تھا۔ وہ جب تک اپنا عہدہ ساتھ نہ بتاتا وہ اپنے تعارف کو ادھورا سمجھتا تھا۔

"فرمایئے"...... دوسری طرف سے ایک لفظ ادا کیا گیا۔

"صدر صاحب سے میری بات کرائیں۔ ایک اہم واقعہ ہوا ہے

اس سلسلے میں انہیں اطلاع دینا ضروری ہے"...... شاگل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا واقعہ ہوا ہے۔ کچھ اس بارے میں بتائیں تاکہ صدر صاحب کو بتایا جا سکے"...... ملٹری سیکرٹری نے چونک کر پوچھا۔

"سوری۔ اٹ از ٹاپ سیکرٹ۔ آپ میری بات کرائیں"۔ شاگل نے دو ٹوک جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چیف شاگل۔ آپ کو تو بہتر طور پر معلوم ہو گا کہ صدر مملکت کو اس طرح مبہم اطلاع دینا پروٹوکول کے خلاف ہے۔ ان کے ذہن کو کسی قسم کا جھٹکا پہنچانا سنگین جرم ہے اس لئے آپ کوئی ایسی بات بتا دیں جس سے ان کے ذہن کو دھچکا نہ پہنچے ورنہ میں معذرت خواہ ہوں"...... ملٹری سیکرٹری بھی اپنی بات پر اڑ گیا۔

"انہیں بتا دیں کہ ڈیفنس سیل جو ابھی حال ہی میں قائم کیا گیا ہے اس بارے میں اہم اطلاع ہے"...... شاگل کو آخرکار ہتھیار ڈالنے پڑے کیونکہ ملٹری سیکرٹری نے معذرت کر لی تھی اور شاگل جانتا تھا کہ صدر صاحب کو براہ راست کال نہیں کیا جا سکتا تھا۔

"اچھا۔ تھینک یو۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ بہرحال ملٹری سیکرٹری کی بات اسے ماننا پڑ گئی تھی۔

"یس"...... چند لمحوں بعد صدر صاحب کی بھاری اور گھمبیر آواز سنائی دی۔

"شاگل عرض کر رہا ہوں جناب"...... شاگل نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ ڈیفنس سیل کے بارے میں آپ کے پاس کیا اہم اطلاع ہے"...... صدر صاحب نے قدرے تیکھے لہجے میں کہا۔

"سر۔ ڈیفنس سیل کے انچارج کرنل جگدیش کو اس کے ایک سپیشل پوائنٹ پر ہلاک کر دیا گیا ہے"...... شاگل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ یہ کیسے ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع کیسے ملی۔ یہ سیل تو ملٹری انٹیلی جنس میں سے بنایا گیا تھا اور اس کے انچارج پرائم منسٹر اور عملی انچارج ڈیفنس سیکرٹری صاحب ہیں۔ آپ کا اس سے کیا تعلق"...... صدر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"جناب۔ یہ اطلاع مجھے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل اجیت نے فون پر دی ہے"...... شاگل نے کہا اور پھر کرنل اجیت نے خود براہ راست صدر صاحب کو فون نہ کرنے کے جو جواز بتائے تھے وہ بھی اس نے ساتھ ہی بتا دیئے۔

"ٹھیک ہے۔ تفصیل بتائیے"...... صدر نے کہا تو شاگل نے کرنل اجیت سے ملی ہوئی تفصیل بتا دی۔

"ٹائیگر کون ہے۔ یہ نام پہلی بار سننے میں آ رہا ہے۔ روزی راسکل پاکیشیا سے اغوا کر کے لائی گئی۔ یہ کون لوگ ہیں"۔ صدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر ۔ ٹائیگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران کا شاگرد ہے"...... شاگل نے جواب دیا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ اس بار وہ عمران خود نہیں آیا ۔ اس نے اپنے شاگرد کو بھیج دیا ہے ۔ ویری بیڈ ۔ پہلے عمران ہمارے لئے دردِ سر بنا ہوا تھا اب اس کا شاگرد سامنے آ گیا ہے اور اس شاگرد نے تربیت یافتہ کرنل جگدیش کا خاتمہ کر دیا ۔ ویری بیڈ ۔ یہ آخر کافرستانیوں کو کیا ہوتا جا رہا ہے ۔ پاکیشیائی ایجنٹ تو ایجنٹ ان کے شاگرد بھی یہاں آ کر اپنی مرضی سے کامیاب کارروائیاں کر لیتے ہیں"...... صدر نے غصے سے قدرے چیختے ہوئے کہا۔

"سر ۔ ہمیں تو اس بارے میں سرے سے کوئی اطلاع نہ تھی اور ملٹری انٹیلی جنس لاکھ تربیت یافتہ ہو بہرحال وہ سیکرٹ ایجنٹوں کا مقابلہ تو نہیں کر سکتے ۔ اگر ہمیں اس بارے میں اطلاع دے دی جاتی تو جناب وہ لوگ اتنی آسانی سے یہ ساری کارروائی نہ کر سکتے تھے"...... شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا سابقہ ریکارڈ آپ کے دعووں کی نفی کرتا ہے مسٹر شاگل ۔ آپ ہر بار بڑھ چڑھ کر دعوے کرتے ہیں لیکن ہر بات نتیجہ آپ کے خلاف ہی نکلا ہے ۔ آخر اب کافرستان کہاں سے ایسے لوگ لے آئے جو ان لوگوں کا مقابلہ کر سکیں"...... صدر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا ۔ لگتا تھا ان کا نروس بریک ڈاؤن ہونے والا ہے۔

"جناب ۔ اتفاقات ہر بار نہیں ہوا کرتے ۔ کبھی نہ کبھی تو یہ

لوگ ناکام بھی ہوں گے"...... شاگل نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"بہرحال یہ سیل تو اب ناکام ہو گیا ۔ مجھے تو ابھی تک اس فارمولے کے بارے میں کوئی واضح رپورٹ نہیں دی گئی ۔ میں معلوم کرتا ہوں اور اگر ضرورت پڑی تو آپ کو کال کر لیا جائے گا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔

"مجھے اس بارے میں خود بھی کچھ کرنا چاہئے"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے ایک نمبر پریس کر

s4sheikh@gmail.com

دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"راجیش سے بات کراؤ"...... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے کہا۔

"راجیش بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"راجیش ۔ تم پاکیشیائی ڈیسک کے انچارج ہو ۔ کیا تمہیں کسی ٹائیگر کے بارے میں تفصیل کا علم ہے جو پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران کا شاگرد ہے"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر ۔ یہ ٹائیگر پاکیشیائی انڈر ورلڈ میں کام کرتا ہے لیکن

بڑے کاموں میں ہاتھ ڈالتا ہے۔ ویسے انڈر ورلڈ میں اس کا خاصا رعب و دبدبہ ہے"...... راجیش نے کہا۔

"کیا یہ صرف انڈر ورلڈ کے کام کرتا ہے یا سیکرٹ ایجنٹ بھی ہے"...... شاگل نے کہا۔

"خاص خاص مشنز پر عمران کے ساتھ جاتا رہتا ہے۔ ویسے اس کا صرف عمران سے رابطہ رہتا ہے۔ کام یہ انڈر ورلڈ میں ہی کرتا ہے"...... راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور کسی عورت روزی راسکل کے بارے میں بھی جانتے ہو"۔ شاگل نے پوچھا۔

"یس باس۔ یہ عورت بھی انڈر ورلڈ کی ہے۔ بڑے بڑے کاموں میں ملوث رہتی ہے۔ ہر وقت لڑنے بھڑنے پر آمادہ رہتی ہے۔ خاص طور پر ٹائیگر کے ساتھ اس کی لڑائیاں پورے انڈر ورلڈ میں مشہور ہیں لیکن کہا بھی جاتا ہے کہ یہ عورت ٹائیگر کو پسند کرتی ہے۔ پاکیشیا دارالحکومت میں اس نے روز کلب کے نام سے ایک کلب بھی بنایا ہوا ہے"...... راجیش نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں یہ تو نہیں کہا تھا کہ تم لیلیٰ مجنوں کی کہانی سنانا شروع کر دو۔ نانسنس۔ کیا تمہارے پاس ان کی فائلیں ہیں"۔ شاگل نے کہا۔

"نہیں جناب۔ چونکہ ان کا کوئی تعلق براہ راست کافرستان سے نہیں رہا اس لئے ان کی فائلیں تیار نہیں کی گئیں"...... راجیش نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نانسنس۔ اس ٹائیگر اور روزی راسکل نے یہاں ڈیفنس سیل کے انچارج کرنل جگدیش کو ہلاک کر دیا ہے اور وہ اب حکومت کافرستان کا انتہائی اہم ترین فارمولا اڑانے کے درپے ہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ ان کا کوئی تعلق کافرستان سے نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں اب بھی کافرستان میں موجود ہوں"...... شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"آج سے پہلے تو ایسی کوئی رپورٹ ان کے بارے میں نہیں ملی جناب"...... دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"تم فوراً پاکیشیا میں موجود اپنے آدمیوں سے ان دونوں کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرو۔ ان کے حلیئے اور قدوقامت کی تفصیلات بھی حاصل کرو۔ اگر ہو سکے تو ان کی تصویریں منگواؤ اور پھر دارالحکومت میں ان کی تلاش پر آدمی لگا دو اور اگر یہ یہاں نظر آئیں تو انہیں بے ہوش کر کے مجھے اطلاع دو"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ روزی راسکل اور ٹائیگر دونوں کا عمران

سے تعلق ہے۔ لیکن یہ عمران انڈر ورلڈ کے لوگوں سے کیوں تعلق رکھتا ہے"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اس بارے میں مزید کچھ سوچتا فون کی گھنٹی بج اٹھی اور شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"پریذیڈنٹ صاحب کے ملٹری سیکرٹری سے بات کیجئے جناب"۔ دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... شاگل نے کہا۔

"ہیلو۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس"۔ شاگل نے بڑے فاخرانہ انداز میں کہا۔

"جناب صدر صاحب سے بات کیجئے"...... ملٹری سیکرٹری نے کہا۔

"سر۔ میں شاگل عرض کر رہا ہوں سر"...... شاگل کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"چیف شاگل۔ تمام تفصیلات مجھے مل چکی ہیں۔ معاملات بے حد اہم ہیں۔ گو فوری طور پر اس فارمولے سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا لیکن بہرحال جب یہ فارمولا مکمل ہو جائے گا تو کافرستان کو پاکیشیا پر برتری حاصل ہو جائے گی اس لئے اس فارمولے کی حفاظت

اب انتہائی ضروری ہے اور جیسا کہ پہلے آپ سے بات چیت ہوئی ہے چونکہ اس سارے سلسلے میں بہرحال عمران کی بجائے اس کا شاگرد سامنے آیا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ عمران سیکرٹ سروس سمیت یہاں پہنچ جائے گا لیکن آپ نے انہیں یہاں نہیں وہاں پرتاب پورہ میں روکنا ہے کیونکہ دارالحکومت بہت گنجان آباد اور بڑا شہر ہے اس لئے یہاں انہیں تلاش کرنا ناممکن ہو جاتا ہے جبکہ پرتاب پورہ ایک بنجر پہاڑی علاقہ ہے اور چھوٹے چھوٹے گاؤں ہر طرف موجود ہیں۔ خود پرتاب پورہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں صرف مقامی لوگ ہی رہتے ہیں۔ وہاں ایک چھوٹی فوجی چھاؤنی بھی ہے جس کا انچارج کرنل سکھ داس ہے اور وہاں ایئر فورس کا ایک سپاٹ بھی ہے جس کا انچارج کمانڈر اروان ہے۔ ان دونوں کو آپ کے بارے میں بریف کر دیا جائے گا۔ آپ نے اس لیبارٹری کی حفاظت کرنی ہے"۔ صدر نے کہا۔

"سر۔ اس لیبارٹری کا محل وقوع کیا ہے"...... شاگل نے پوچھا۔

"اس بارے میں سوائے پرائم منسٹر کے اور کسی کو علم نہیں ہے مجھے بھی نہیں ہے۔ بہرحال یہ خفیہ لیبارٹری ہے اور اس علاقے میں کہیں موجود ہے۔ تم نے اس لیبارٹری کے بارے میں کوئی احتیاطی تدابیر نہیں کرنی بلکہ تم نے عمران کے شاگرد اور اس عورت روزی راسکل کو ٹریس کر کے ہلاک کرنا ہے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر۔ میں نے دارالحکومت میں ان دونوں کی تلاش کا حکم

دے دیا ہے اور ان کے حلیئے اور تصاویر کی تفصیل چند گھنٹوں میں پاکیشیا سے ہمیں موصول ہو جائیں گی۔ پھر میں آسانی سے انہیں یہیں دارالحکومت میں ہی ٹریس کر کے ہلاک کر دوں گا“...... شاگل نے اپنی کارکردگی کا رعب ڈالتے ہوئے کہا۔

”دارالحکومت میں ان دونوں نے جو کچھ کرنا تھا وہ کر دیا ہے۔ ہم سوتے رہے اور انہوں نے ڈیفنس سیل کے کرنل جگدیش کو ہلاک کر دیا۔ اب لازماً ان کا رخ پرتاب پورہ کی طرف ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ اب تک وہاں پہنچ بھی چکے ہوں۔ کرنل جگدیش کی موت کے بعد ڈیفنس سیل عارضی طور پر ختم کر دیا گیا ہے اس لئے اب یہ آپ کی ڈیوٹی ہے کہ آپ فوراً وہاں پکٹنگ کر لیں اور انہیں ٹریس کر کے ہلاک کریں“...... صدر نے انتہائی غصیلے لہجے میں باقاعدہ ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر“...... شاگل نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”یہ سوچ کر آپ نے وہاں ٹیم لے جانی ہے کہ شاید عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی وہاں پہنچ جائے اور اس بار اگر ایک آدمی بھی بچ کر نکل گیا تو آپ کا حتی کورٹ مارشل بھی ہو سکتا ہے“۔ صدر کے لہجے میں غصہ عود کر آیا تھا۔

”سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ جو بھی آیا بچ کر نہیں جائے گا“۔ شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ساتھ ساتھ آپ نے رپورٹ بھی دینی ہے“...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”اب عمران کے شاگردوں سے بھی مجھے ہی لڑنا پڑے گا“۔ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک مسلح نوجوان اندر داخل ہوا۔

”یس سر“۔ نوجوان نے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

”پرتاب پورہ کا تفصیلی نقشہ لے آؤ جا کر“...... شاگل نے کہا تو نوجوان سر ہلاتا ہوا مڑا اور واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک رول شدہ نقشہ تھا۔ اس نے نقشہ شاگل کے سامنے رکھ دیا۔

”جاؤ“...... شاگل نے کہا اور نقشہ کھول کر اس پر جھک گیا۔

روزی راسکل بس کی سیٹ پر آنکھیں بند کئے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ ٹائیگر نے اس کی ماہرانہ انداز میں بینڈیج کر دی تھی لیکن اس کے باوجود اس کے زخموں سے درد کی ٹیسیں سی اٹھ رہی تھیں لیکن ٹائیگر نے جب اسے مین مارکیٹ ڈراپ کیا تو وہاں رکنے کی بجائے وہ ایک ٹیکسی لے کر سیدھی بس ٹرمینل پر پہنچی اور پھر وہاں سے پرتاب پورہ جانے والی بس میں سوار ہو گئی۔ وہ اب ہر صورت میں پرتاب پورہ پہنچ کر وہاں سے فارمولا خود حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ ٹائیگر پہلے پاکیشیا دارالحکومت میں اپنے استاد عمران کو فون کرے گا اور پھر اگر اس نے اسے اجازت دی تو وہ پرتاب پورہ آئے گا ورنہ نہیں۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ ٹائیگر اپنے استاد کا حکم اس انداز میں مانتا ہے جیسے وہ انسان کی بجائے کوئی روبوٹ ہو اور اس کے اپنے

ذاتی نہ احساسات ہوں اور نہ ہی جذبات اور اسی بات پر اسے غصہ آتا تھا اور وہ اسے غلام سمجھتی اور کہتی تھی اس لئے اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ خود جا کر فارمولا حاصل کرے گی۔ گو اسے اس فارمولے سے براہ راست کوئی دلچسپی نہ تھی اور پھر اسے یہ بھی معلوم تھا کہ یہ فارمولا پاکیشیا کا بھی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود وہ یہ نہیں چاہتی تھی کہ کافرستان کے پاس یہ فارمولا ہو اور پاکیشیا کے پاس نہ ہو۔ وہ انتہائی جذباتی حد تک پاکیشیا سے محبت کرتی تھی اور اس سلسلے میں اس کے جذبات انتہائی شدید تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس قدر زخمی ہونے کے باوجود وہ پرتاب پورہ کی طرف سفر کر رہی تھی۔ بس کے ذریعے سفر گو خاصا طویل تھا اور اسے پرتاب پورہ پہنچنے سے پہلے ایک بڑے شہر راگولا میں بس بھی تبدیل کرنی تھی لیکن روزی راسکل کی یہی فطرت تھی کہ وہ جس کا فیصلہ کر لیتی تھی پھر انتہائی مایوس سے مایوس حالات میں بھی وہ اس کی تکمیل کے لئے حتی الوسع آگے بڑھتی رہتی تھی۔

"کیا تم بیمار ہو"...... اچانک ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی ہوئی ایک عورت نے روزی راسکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بیمار نہیں زخمی ہوں"...... روزی راسکل نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا ہوا تھا"...... عورت نے چونک کر کہا۔

"روڈ ایکسیڈنٹ"...... روزی راسکل نے مختصر سا جواب دیا۔

"تو تم اس حالت میں کہاں جا رہی ہو۔ تمہیں تو ہسپتال میں ہونا چاہیے"...... اس عورت نے کہا۔

"ہسپتال والوں نے مجھے فارغ کر دیا ہے کیونکہ میرے پاس دولت نہیں ہے۔ اب میں پرتاب پورہ جا رہی ہوں دولت حاصل کرنے"...... روزی راسکل نے کہا تو عورت بے اختیار چونک پڑی۔

"پرتاب پورہ میں دولت۔ وہ تو بنجر پہاڑی علاقہ ہے"۔ عورت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے پرتاب پورہ دیکھا ہوا ہے"...... روزی راسکل نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ چھوٹا سا شہر نما گاؤں ہے اور اس گاؤں کا سردار جس کا نام راجہ جسونت ہے میرے شوہر کا چچا ہے۔ اس لحاظ سے تو وہ گاؤں میرا سسرال ہے۔ ویسے راجہ چچا بڑے دیالو اور بہت اچھے ہیں لیکن بہرحال وہ پرتاب پورہ کے سب سے امیر آدمی ہونے کے باوجود ہمارے لحاظ سے غریب آدمی ہیں"...... اس عورت نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"پرتاب پورہ سے آگے پہاڑیوں میں ہیروں کی ایک کان دستیاب ہوئی ہے اور جس آدمی نے یہ کان دریافت کی ہے اس کے ہاتھ پچاس بڑے اور انتہائی قیمتی ہیرے لگے ہیں۔ اس آدمی کا نام رام سروش ہے۔ بوڑھا آدمی ہے اور اسے قدرتی طور پر ایسی صلاحیتیں ملی ہوئی ہیں کہ چاہے پاتال میں ہیرا کیوں نہ ہو اس کی

آنکھیں زمین کی تہہ میں پڑے ہوئے ہیرے کو اس طرح دیکھ لیتی ہیں جیسے شفاف پانی میں پڑی ہوئی چیز نظر آ جاتی ہے۔ وہ میرا چچا ہے اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں پرتاب پورہ آؤں تو وہ مجھے ایک انتہائی قیمتی ہیرا دے گا جسے میں جب جیولر بازار میں فروخت کروں گی تو پھر باقی عمر مجھے کمانے کی ضرورت ہی نہ پڑے گی"...... روزی راسکل نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ وہ جیسے جیسے بولتی جا رہی تھی اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کی تکلیف میں کمی آتی جا رہی ہے اس لئے وہ مسلسل بولتی رہی اور بڑے اعتماد سے ایک فرضی کہانی سنا دی۔

"میرا نام لکشمی ہے۔ تمہارا کیا نام ہے"...... اس عورت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام دیوی ہے"...... روزی راسکل نے جواب دیا۔

"میں راگولا تک جا رہی ہوں۔ اگر تم کہو تو میں تمہارے ساتھ پرتاب پورہ جا سکتی ہوں لیکن اس کے لئے ایک رات تمہیں میرے گھر راگولا رہنا پڑے گا یا دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ میں تمہیں چچا راجہ جی کے لئے نشانی دے دوں۔ وہ تمہارا خاص خیال رکھیں گے"...... لکشمی نے کہا۔

"تم مجھے نشانی دے دو اور اپنا پتہ بتا دو۔ میں واپسی پر راگولا تمہارے گھر تم سے ملنے ضرور آؤں گی۔ اور میرا وعدہ ہے کہ میں اپنے چچا رام سروش سے ایک چھوٹا ہیرا تمہارے لئے بھی لے آؤں گی۔ یہ

s4sheikh@gmail.com

ہیرا فروخت کر کے تم اپنی باقی زندگی عیش سے گزار سکوں گی۔
روزی راسکل نے کہا تو لکشمی کے چہرے پر چمک سی ابھر آئی۔

"تمہارا شکریہ۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہمارے سارے دلدر دور ہو جائیں گے"...... لکشمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی انگلی میں پہنی ہوئی ایک چاندی کی معمولی سی انگوٹھی اتار کر روزی راسکل کی طرف بڑھا دی۔

"یہ لو۔ یہ مجھے راجہ چچا نے ہی دی تھی۔ یہ ان کی ہی نشانی ہے۔ وہ اسے فوراً پہچان لیں گے اور پھر وہ تمہارا ہر طرح سے خیال رکھیں گے"...... لکشمی نے کہا تو روزی راسکل نے شکریہ کہہ کر اس سے انگوٹھی لی اور اس کے سامنے ہی اپنی ایک انگلی میں پہن لی۔ پھر لکشمی نے اسے راگولا میں اپنا پتہ اچھی طرح سمجھا دیا اور روزی راسکل نے اسے ایک بار پھر یقین دلایا کہ وہ واپسی پر اس کے پاس راگولا ضرور آئے گی اور اسے ہیرا بھی تحفہ میں دے گی اور پھر راگولا آنے پر وہ دونوں بس سے نیچے اتر گئیں۔ روزی راسکل نے پرتاب پورہ جانے والی بس کی ٹکٹ خرید لی جبکہ لکشمی اپنے گھر چلی گئی۔ روزی راسکل بس کی روانگی کے انتظار میں ویٹنگ روم میں بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک لمبے قد کا مقامی آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے قریب آیا اور اس کے قریب صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ بڑے غور سے بار بار روزی راسکل کو دیکھ رہا تھا۔ خاص طور پر اس کی نظریں اس انگوٹھی پر جمی ہوئی تھیں جو لکشمی سے لے کر اس نے اپنی انگلی میں پہن رکھی تھی۔

"معاف کرنا۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ انگوٹھی جو آپ نے دائیں ہاتھ کی چوتھی انگلی میں پہنی ہوئی ہے یہ کہاں سے لی ہے"۔ آخرکار اس آدمی نے پوچھ ہی لیا اور روزی راسکل نے ایک نظر اس انگوٹھی کو دیکھا اور پھر غور سے اس آدمی کو دیکھنے لگی۔ یہ چوبیس پچیس سال کا نوجوان تھا اور اس نے مقامی لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے چہرے پر شاطرانہ پن کی بجائے معصومیت کا تاثر موجود تھا۔

"تمہارا اس انگوٹھی سے کیا تعلق ہے"...... روزی راسکل نے قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"معاف کیجئے محترمہ۔ اس انگوٹھی سے میری بڑی مقدس یادیں وابستہ ہیں اور میں اسے آپ کے ہاتھ میں دیکھ کر بے حد حیران ہو رہا ہوں"۔ نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ انگوٹھی مجھے میری فرینڈ لکشمی نے دی ہے اور یہ نشانی ہے کہ میں اسے پرتاب پورہ کے راجہ جسونت کو دکھاؤں گی تو وہ میری امداد کریں گے"...... روزی راسکل نے کھل کر بات بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو لکشمی دیوی نے آپ کو دی ہے۔ کیا آپ ان کے گھر ٹھہری تھیں"...... نوجوان نے اس بار قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

s4sheikh@gmail.com

"نہیں۔ ہماری ملاقات بس میں ہوئی تھی۔ وہ دارالحکومت سے یہاں آ کر اتر گئی اور میں نے آگے پرتاب پورہ جانا ہے۔ تم کون ہو"...... روزی راسکل نے کہا۔

"میرا نام بھاگوان ہے اور میں راجہ جسونت کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ پرتاب پورہ میں ایک پہاڑی جنگل کا ٹھیکہ میرے پاس ہے۔ وہاں سے لکڑی کٹوا کر میں دارالحکومت بھجواتا ہوں"...... اس نوجوان نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو تم راجہ چچا کے بیٹے ہو۔ بہت خوب۔ پھر تو تمہاری بے چینی درست ہے کیونکہ گلشی نے مجھے بتایا تھا کہ یہ انگوٹھی راجہ چچا نے اسے دی تھی"...... روزی راسکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ یہ میری مرحوم ماں کی نشانی ہے جو پاپو نے گلشی دیدی کو دی تھی کیونکہ وہ ان سے بیٹی جیسی محبت کرتے ہیں"۔ بھاگوان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی ہوں"...... روزی راسکل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کون ہیں اور پرتاب پورہ کیا کرنے جا رہی ہیں۔ وہ تو اتنا بڑا شہر نہیں ہے کہ آپ جیسی شہری عورتیں وہاں سیر و تفریح کے لئے جائیں"...... بھاگوان نے کہا۔

"میں وہاں سیر و تفریح کرنے نہیں جا رہی بلکہ وہاں کی فوجی چھاؤنی کے انچارج کرنل سکھ داس سے ملنے جا رہی ہوں"۔ روزی راسکل نے کہا تو بھاگوان بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ کھچاؤ کے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے اسے روزی راسکل کا کرنل سکھ داس سے ملنا پسند نہ آیا ہو۔

"کرنل سکھ داس۔ وہ تو۔ وہ تو انتہائی ظالم آدمی ہے۔ اس نے تو پورے پرتاب پورہ اور ارد گرد کے علاقے کے لوگوں کا ناطقہ بند کر رکھا ہے۔ آپ اس سے ملنے کیوں جا رہی ہیں"...... بھاگوان نے قدرے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے اس ظالم آدمی سے اپنے نوجوان بھائی کیپٹن ماترا کا انتقام لینا ہے"...... روزی راسکل نے اس کے جوش اور نفرت کا اندازہ لگاتے ہی بات کو دوسرا رخ دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات"...... بھاگوان نے حیران ہو کر کہا۔

"میرا بھائی کیپٹن ماترا اس کا ماتحت تھا۔ ایک بار اس نے میرے بھائی کی توہین کی تھی تو میرا بھائی اس سے لڑ پڑا اور اس ظالم انسان نے اسے ہلاک کر دیا اور اعلیٰ حکام کو یہ رپورٹ دی کہ کیپٹن ماترا ایک پہاڑی سے گر کر ہلاک ہو گیا ہے۔ ہم لوگ خاموش ہو گئے لیکن پھر ایک سپاہی نے ہمیں اصل واقعہ بتا دیا۔ چنانچہ میں نے اس سے اپنے بھائی کا انتقام لینے کا فیصلہ کیا تاکہ اس کی آتما کو شانتی مل سکے"...... روزی راسکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کیسے اس سے انتقام لیں گی۔ آپ تو اس سے مل بھی نہ سکیں گی اور اسے معلوم ہو گیا تو وہ آپ کو ویسے ہی لوگوں سے مروا دے گا"...... بھاگوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جس انداز میں تم سوچ رہے ہو اس انداز میں اس سے انتقام

نہیں لیا جا سکتا۔ مجھے تو چھاؤنی کی حدود میں بھی نہ گھسنے دیا جائے گا"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آخر آپ کیا کریں گی"...... بھاگوان نے کہا۔

"یہ ایک علیحدہ کہانی ہے۔ تم چھوڑو۔ ویسے بھی تم جتنا کم جانو گے اتنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہو گا۔ میں تو بہرحال اپنے بھائی کی آتما کو شانت کرنے کے لئے اپنی جان پر کھیل جاؤں گی۔ یہ فیصلہ میں کر چکی ہوں"...... روزی راسکل نے کہا۔

"آپ مجھے بتائیں۔ میں آپ کا مکمل اور کھل کر ساتھ دوں گا۔ بابو بھی آپ کی حمایت کریں گے کیونکہ پرتاب پورہ پر کرنل سنگھ داس مسلسل ظلم کرتا آ رہا ہے۔ وہ پرتاب پورہ سے خوبصورت لڑکیاں زبردستی اغوا کر کے چھاؤنی میں لے جاتا ہے اور پھر ان کی عزتیں لوٹ کر کئی ماہ بعد انہیں اس حالت میں واپس کرتا ہے کہ ان کے پاس سوائے خودکشی کے اور کوئی راستہ نہیں ہوتا۔ سب اس سے تنگ ہیں لیکن کوئی بول بھی نہیں سکتا۔ آپ کو اب کیا بتاؤں میری چھوٹی بہن کو بھی انہوں نے اغوا کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ بچ گئی اور بابو نے اسے اپنے ایک عزیز کے پاس دارالحکومت بھجوا دیا ہے"...... بھاگوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے بس کی روانگی کا اعلان ہونے لگ گیا اور وہ دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر بس میں بیٹھنے کے بعد بھاگوان نے روزی راسکل کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک آدمی کو اس نے اپنی سیٹ دے دی اور خود یہ کہہ کر اس

کی جگہ پر بیٹھ گیا کہ وہ اپنی بہن کے ساتھ بیٹھنا چاہتا ہے۔ روزی راسکل اس کے منہ سے بہن کا لفظ سن کر بے اختیار مسکرا دی۔

"آپ میری دیدی ہیں۔ بڑی بہن۔ میں آپ کو وچن دیتا ہوں کہ آپ جو کچھ مجھے بتائیں گی وہ راز رہے گا اور میں آپ کی مکمل مدد کروں گا"...... بھاگوان نے سر جھکا کر خاصے جذباتی لہجے میں کہا۔

"اچھا تو سنو۔ تم یہاں کے رہنے والے ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ پرتاب پورہ کی پہاڑیوں میں حکومت کی خفیہ سائنسی لیبارٹری کہاں ہے"...... روزی راسکل نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ جہاں پہاڑیوں میں میرا جنگل ہے اس کے شمال میں کچھ فاصلے پر ایک پہاڑی ہے جس کی چوٹی کا رنگ باقی پہاڑیوں سے یکسر مختلف ہے اس لئے اسے دو رنگی پہاڑی کہا جاتا ہے اس دو رنگی پہاڑی کی جڑ میں خفیہ لیبارٹری ہے۔ میں نے کئی بار وہاں بڑی جیپ کو جاتے اور آتے دیکھا ہے۔ میرا ایک لکڑہارا اس کے اندر بھی جا چکا ہے"...... بھاگوان نے کہا۔

"اس خفیہ لیبارٹری میں ایک سائنس دان ہے جس کا نام رام لال ہے۔ وہ میرا منگیتر ہے۔ میں نے اس سے شرط لگائی ہوئی ہے کہ جب تک میں کرنل سنگھ داس سے اپنے بھائی کیپٹن ماترا کا انتقام نہیں لوں گی تب تک میں اس سے شادی نہیں کروں گی۔ چنانچہ اس نے مجھے دعوت دی ہے کہ میں پرتاب پورہ میں آ کر کسی کے گھر مہمان ٹھہروں اور پھر اسے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دوں تو وہ مجھے اطلاع

دے دے گا کہ کرنل سکھ داس کس روز لیبارٹری کے سیکورٹی کے دورے پر آ رہا ہے۔ اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے میں وہاں چھپ کر بیٹھ جاؤں اور پھر جیسے ہی کرنل سکھ داس وہاں پہنچے گا میں اسے اور اس کے ساتھیوں کو مشین پسٹل سے ہلاک کر کے اس سے انتقام لے لوں گی اور پھر واپس چلی جاؤں گی۔ اس طرح کسی کو پتہ بھی نہ چل سکے گا کہ کرنل سکھ داس کو کس نے ہلاک کیا ہے اور میرا انتقام بھی پورا ہو جائے گا"...... روزی راسکل نے بڑی ذہانت سے باقاعدہ ایک پلان بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں نے تو کبھی فوجی جیپیں یا ایلی کاپٹروں کو وہاں آتے جاتے نہیں دیکھا اور نہ ہی کبھی سنا ہے"...... بھاگوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سب کام خفیہ ہوتا ہے بھاگوان۔ تم اسے چھوڑو۔ تم بس مجھے لیبارٹری تک پہنچا دو۔ پھر آگے میرا کام ہے"...... روزی راسکل نے کہا اور بھاگوان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ روزی راسکل دل ہی دل میں خوش ہو رہی تھی کہ اب وہ آسانی سے اس لیبارٹری کا راستہ کھول کر اندر داخل ہو کر وہاں سے فارمولا بھی حاصل کر لے گی اور جب وہ یہ فارمولا لے جا کر ٹائیگر کے استاد عمران کے سامنے رکھے گی تو پھر ٹائیگر کو معلوم ہو گا کہ روزی راسکل کیا کر سکتی ہے اور کیا نہیں۔

شاگل اپنے آفس میں موجود تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"راجیش کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... شاگل نے کہا۔

"سر۔ میں راجیش بول رہا ہوں انچارج پاکیشیائی ڈیسک"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں نے خود ہی تو تمہیں اس ڈیسک کا انچارج بنایا ہے اور تم مجھ پر ہی اس کا رعب ڈال رہے ہو۔ کیوں۔ نانسنس"...... شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا جبکہ ایسی بات کرتے ہوئے اسے خود یہ بات یاد نہ رہتی تھی کہ وہ خود بھی اسی طرح مکمل عہدہ بتانے کا عادی تھا۔

"سوری باس۔ میں نے صرف اس لئے یہ بات کی ہے کہ جو بات میں کرنا چاہتا ہوں اس کا تعلق اس ڈیسک سے ہے"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ اور معذرت خواہانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو۔ بولو"...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ پرتاب پورہ سے اطلاع آئی ہے کہ وہاں کے سردار کے گھر میں ایک اجنبی عورت آکر ٹھہری ہے"...... راجیش نے کہا۔

"نانسنس۔ یہ کیا اطلاع ہے۔ کسی عورت کا کسی سردار کے گھر میں آکر ٹھہرنا جرم ہے"...... شاگل نے حلق پھاڑ کر چیختے ہوئے کہا۔

"ج۔ ج۔ جناب۔ یہ عورت روزی راسکل ہے"...... راجیش نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ روزی راسکل۔ کیا مطلب۔ کیسے معلوم ہوا"...... اس بار شاگل نے قدرے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"باس۔ میں نے پرتاب پورہ میں اپنے گروپ کے چار افراد کو فوری طور پر بھجوا دیا تھا۔ وہاں ایک احاطے میں انہوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنا لیا ہے۔ ادھر میں نے روزی راسکل اور ٹائیگر دونوں کے حلیوں اور قدوقامت کے بارے میں پاکیشیا سے تفصیلات منگوا لیں اور ان تفصیلات کی کاپیاں پرتاب پورہ میں بھجوا دیں۔ اسی طرح میں نے ان تفصیلات کی کاپیاں پورے دارالحکومت میں بھی اپنے گروپ میں تقسیم کر دیں تاکہ ٹائیگر اور روزی راسکل کو ٹریس کیا جا سکے۔ دارالحکومت سے تو ابھی تک کوئی اطلاع نہیں آئی البتہ پرتاب

پورہ سے ابھی ابھی اطلاع آئی ہے کہ ایک اجنبی لڑکی پرتاب پورہ کے سردار راجہ جسونت کے بیٹے بھاگوان کے ساتھ بس سے اتری ہے اور پھر وہ دونوں گھر آ گئے ہیں۔ اب بھی یہ لڑکی وہاں موجود ہے۔ اس لڑکی کا حلیہ روزی راسکل سے ملتا ہے اور جناب دوسری بات یہ کہ یہ لڑکی اپنی چال سے زخمی معلوم ہوتی ہے۔ انہوں نے مجھے اطلاع دیتے ہوئے پوچھا ہے کہ اس لڑکی کا کیا جائے کیونکہ پرتاب پورہ میں ابھی تک قبائلی نظام ہے اور سردار تمام قبیلے کا سردار ہے۔ اگر سردار کے گھر چھاپہ مارا گیا تو صورت حال انتہائی مخدوش بھی ہو سکتی ہے۔ اب آپ جیسے حکم دیں"...... راجیش نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہارے آدمی کنفرم ہیں کہ وہ لڑکی روزی راسکل ہے"۔ شاگل نے کہا۔

"کنفرم تو نہیں ہیں کیونکہ اس کا حلیہ ملتا جلتا تو ہے لیکن اس کے بارے میں جو معلومات حاصل کی گئی ہیں اس کے مطابق یہ لڑکی بھاگوان کو بس اڈے پر ملی تھی اور وہ اس کے والد کے گھر آ رہی تھی کیونکہ اس لڑکی کے پاس نشانی کے طور پر ایک انگوٹھی تھی اور اس انگوٹھی کو بھاگوان نے پہچان لیا تھا کیونکہ یہ انگوٹھی اس کی مرحومہ ماں کی نشانی تھی"...... راجیش نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو پھر یہ کوئی اور عورت بھی ہو سکتی ہے۔ ورنہ

روزی راسکل کے پاس اس آدمی کی مرحومہ ماں کی انگوٹھی کہاں سے آ سکتی ہے۔ بہرحال تم اسے خاموشی سے اغوا کرا کر علیحدہ احاطے میں منگوا کر اس سے تفصیلی معلومات حاصل کرو اور پھر مجھے رپورٹ دو"...... شاگل نے کہا۔

"یس باس۔ کیا آپ خود وہاں آئیں گے اس سے پوچھ گچھ کرنے"...... راجیش نے کہا۔

"یو نانسنس۔ احمق۔ اب کیا سیکرٹ سروس کا چیف ان تھرڈ کلاس لوگوں سے بھی پوچھ گچھ کرے گا۔ کیا تمہارے آدمی اس سے پوچھ گچھ نہیں کر سکتے۔ اگر نہیں کر سکتے تو گولی مار کر پھینک دو اس کی لاش پہاڑیوں میں۔ نانسنس"...... شاگل نے غصے کی شدت سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ہم کریں گے باس"...... راجیش نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور شاگل نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ عورت کیا کر سکتی ہے۔ اصل مسئلہ تو اس عمران کا ہے۔ اگر وہ ان کے ساتھ مل گیا تو پھر مسئلہ بن جائے گا"...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا میں ہمارا گروپ انچارج ہے راج کمار۔ اس سے میری

بات کراؤ۔ جہاں بھی ہو"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے رسیور رکھا اور سامنے رکھی ہوئی فائل کی طرف متوجہ ہو گیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"...... شاگل نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"راج کمار سے بات کیجئے باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سر۔ میں آپ کا خادم راج کمار بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد ایک منمناتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"راج کمار۔ پاکیشیا میں عمران کا کوئی شاگرد ہے جس کا نام ٹائیگر ہے۔ کیا تم اس سے واقف ہو"...... شاگل نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ وہ بھی انتہائی خطرناک آدمی ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس وقت وہ کہاں ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے"...... شاگل نے کہا۔

"نو سر۔ وہ اتنا اہم آدمی نہیں ہے کہ ہم ہر وقت اسے چیک کرتے رہیں اس لئے اس کے بارے میں تو معلوم کرنا پڑے گا سر"...... راج کمار نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"عمران کے بارے میں علم ہے تمہیں"...... شاگل نے قدرے

غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ ہم اس کی نگرانی کرتے رہتے ہیں لیکن دور سے مشینری کے ذریعے"...... راج کمار نے جواب دیا۔

"اس وقت کہاں ہے وہ"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"وہ اس وقت عام طور پر اپنے فلیٹ میں ہی رہتا ہے جناب"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"معلوم کر کے مجھے بتاؤ کہ وہ کہاں ہے"...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"نانسنس۔ کام چور لوگ۔ کام کرنا تو انہیں آتا ہی نہیں"۔ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر فائل کی طرف متوجہ ہو گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سے راج کمار کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ کا خادم راج کمار بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد راج کمار کی منمناتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب میں نے چیک کیا ہے عمران فلیٹ میں موجود نہیں ہے

اور اس کی کار بھی گیراج میں موجود نہیں ہے لیکن وہ دارالحکومت میں بھی موجود نہیں ہے ورنہ میرے آدمی اسے ضرور چیک کر کے رپورٹ دیتے۔ وہ شاید دارالحکومت سے باہر کہیں گیا ہوا ہے"۔ راج کمار نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ اس کا شاگرد ٹائیگر اور ایک عورت روزی راسکل یہاں حکومت کافرستان کے خلاف کام کر رہے ہیں لیکن ہمارے لئے یہ دونوں کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ میں جس وقت چاہوں انہیں مچھر کی طرح مسل سکتا ہوں لیکن ہمیں خدشہ ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کی حمایت پر کافرستان نہ پہنچ جائیں اس لئے تم ایئر پورٹ اور بندرگاہ پر اپنے آدمیوں کی خصوصی ڈیوٹی لگا دو۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی کافرستان کا رخ کریں تو تم نے مجھے پیشگی رپورٹ دینی ہے"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔

ٹائیگر پرتاب پورہ کے بس اڈے پر بس سے اترا اور اڈے سے باہر آنے کے لئے اس نے چند قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ ایک مقامی آدمی تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"کیا آپ سیاح ہیں جناب"...... اس آدمی نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں - کیوں"...... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا - وہ اب غور سے اس آدمی کو دیکھ رہا تھا جبکہ خود وہ مقامی میک اپ میں تھا اور اس نے جینز کی پینٹ اور جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔

"آپ کو رہائش چاہئے ہو گی اور یہاں کوئی ہوٹل تو نہیں ہے جناب - البتہ ہمارے پاس اس کا حل ہے"...... اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا - کارڈ پر ایک کمپنی کا نام چھپا ہوا تھا جس کے نیچے سیاحوں

کے لئے رہائش گاہ، جیپ اور دیگر ہر قسم کی سپلائی کے بارے میں درج تھا۔

"تم نے مجھے ہی کیوں منتخب کیا ہے اور بھی تو لوگ آ جا رہے ہیں"...... ٹائیگر نے قدرے مشکوک لہجے میں کہا تو وہ آدمی بے اختیار ہنس پڑا۔

"جناب - ہمارا تجربہ اتنا وسیع ہے کہ ہم ایک نظر میں آدمی کو پہچان لیتے ہیں - آپ یہاں پہلی بار آئے ہیں اور آپ کے پاس کوئی سامان بھی نہیں ہے - کوئی آپ کو لینے بھی نہیں آیا جس سے میں سمجھا کہ آپ یہاں کسی کے مہمان ہیں اس لئے آپ سیاح بھی ہو سکتے ہیں - گو یہاں سیاحت کے لئے کوئی خاص مقام تو نہیں ہے لیکن پھر بھی یہاں سیاح آ نکلتے ہیں کیونکہ یہاں خوبصورت علاقہ بھی ہے اور ان پہاڑیوں پر ایسے جنگلات بھی ہیں جو دیکھنے کے لائق ہیں - میرا نام آنند ہے اور میں یہاں اس کمپنی کا انچارج ہوں"...... اس آدمی نے مسکراتے ہوئے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ - تم واقعی تجربہ کار ہو - ٹھیک ہے - کہاں ہے تمہاری رہائش گاہ"...... ٹائیگر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک ہزار روپے روزانہ اس رہائش گاہ کا کرایہ ہو گا - جیپ اگر آپ لیں گے تو دو ہزار روپیہ روزانہ اس کے ہوں گے - ڈیزل آپ خود فل کروائیں گے - کھانے پینے کی قیمت علیحدہ ہو گی"...... آنند نے اس بار خالصتاً کاروباری انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

s4sheikh@gmail.com

"کتنے دن کا قیام ہو گا آپ کا"...... آنند نے پوچھا۔

"دو تین روز"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تو آپ تین روز کے پندرہ ہزار روپے ایڈوانس ادا کر دیں"...... آنند نے کہا۔

"کرا دوں گا۔ پہلے تم وہاں لے تو چلو مجھے۔ میں تمہاری رہائش گاہ کی حالت دیکھوں گا پھر فائنل کروں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے۔ آئیے جناب۔ ادھر جیپ موجود ہے"...... آنند نے جواب دیا اور پھر ایک طرف کو اشارہ کر دیا اور ٹائیگر کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ مڑا اور آگے بڑھنے لگا۔ ٹائیگر بھی اس کے پیچھے تھا۔ اسے عمران نے کال کر کے کہہ دیا تھا کہ وہ پرتاب پورہ پہنچ کر وہاں کے تمام حالات چیک کرے اور خاص طور پر اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اسے تفصیل بتائے تو وہ جوانا کے ساتھ کافرستان کے دارالحکومت آ کر پھر وہاں سے پرتاب پورہ پہنچنے کی بجائے زمینی راستے سے براہ راست پرتاب پورہ پہنچ جائے گا اور پھر اس فارمولے کے حصول کے لئے کام کیا جائے گا۔ ٹائیگر تو خود یہی چاہتا تھا کیونکہ اسے حتمی رپورٹ مل چکی تھی کہ روڈی رانگلی اس سے علیحدہ ہو کر بس کے ذریعے پرتاب پورہ جا چکی ہے۔ ٹائیگر کو اس ضدی عورت کی فطرت کا اندازہ تھا۔ وہ خاصی زخمی ہونے کے باوجود

وہاں فوراً اس لئے چلی جائے گی کہ وہ ٹائیگر سے پہلے یہ فارمولا حاصل کر لے لیکن ٹائیگر جانتا تھا کہ فارمولا اتنی آسانی سے نہیں ملا کرتا اور ایسی صورت میں جب کرنل جگدیش کی ہلاکت کے بعد لامحالہ وہاں خاصی سخت چیکنگ ہو رہی ہو گی۔ یہی وجہ تھی کہ ابھی تک وہ اس آنند سے پوری طرح مطمئن نہیں ہوا تھا کیونکہ ضروری نہیں تھا کہ وہ اسے واقعی کسی رہائش گاہ میں ہی لے جاتا۔ وہ اسے کسی سب ہیڈ کوارٹر میں بھی لے جا سکتا تھا لیکن ٹائیگر بہرحال چیک کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسے یہاں رہائش گاہ کی ضرورت تو تھی اور خاص طور پر ایسے حالات میں کہ یہاں کوئی ہوٹل بھی نہ تھا۔ آنند کی جیپ خاصی تیز رفتاری سے پرتاب پورہ گاؤں نما قصبے کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔ گاؤں خاصا بڑا تھا لیکن اس کی ساخت عام پہاڑی گاؤں جیسی ہی تھی اور وہاں کے رہنے والوں میں قبائلی طرز بود و باش صاف دیکھا جا سکتا تھا۔

"یہاں کوئی قبیلہ رہتا ہے"...... ٹائیگر نے آنند سے پوچھا۔

"یس سر۔ یہاں قدیم دور کا مشہور قبیلہ روڈاری رہتا ہے۔ یہ لوگ یہاں صدیوں سے رہتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کا پیشہ جنگلات کی لکڑیاں کاٹنا اور بھیڑ بکریاں پالنا ہے"...... آنند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

s4sheikh@gmail.com

"اس قبیلے کا سردار کون ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"سردار راجہ جسونت ہے جناب۔ بوڑھا آدمی ہے لیکن بہت اچھا

آدمی ہے۔ اس کا بیٹا بھاگوان بھی اچھا نوجوان ہے"...... آنند نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا میں اس سردار یا اس کے بیٹے بھاگوان سے مل سکتا ہوں"...... ٹائیگر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"وہ کس لئے جناب"...... آنند نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اس سے یہاں کے قدیم قصے سننے کے لئے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو آنند بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"مل سکتے ہیں جناب۔ آپ رہائش گاہ کو دیکھ لیں پھر میں آپ کو وہاں بھی لے جاؤں گا"...... آنند نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جیپ پورا گاؤں کراس کر کے کافی فاصلے پر ایک احاطے کے گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی۔

"یہاں آپ کی رہائش گاہ ہے۔ آیئے میں دکھا دوں"...... آنند نے جیپ سے اترتے ہوئے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا نیچے اتر آیا۔ احاطے کے گیٹ پر تالا لگا ہوا تھا۔ آنند نے آگے بڑھ کر تالا کھولا اور پھر گیٹ دھکیل کر پیچھے کی طرف کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ ٹائیگر اس کے عقب میں تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا تین کمروں کا مکان تھا۔ ایک سائیڈ پر گیراج میں ایک جیپ بھی موجود تھی۔ کمرے صاف ستھرے تھے اور ان میں نیا فرنیچر تھا۔ ٹائیگر نے واش روم دیکھا۔ وہ بھی اچھا اور صاف ستھرا تھا۔

"تم خود کہاں رہتے ہو آنند"...... ٹائیگر نے آنند سے مخاطب ہو

کر پوچھا۔

"بس اڈے کے قریب میرا مکان ہے جناب"...... آنند نے جواب دیا۔

"یہاں کھانے کے لئے کیا انتظام ہو گا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"ایک آدمی روزانہ آ کر کھانا پکا دیا کرے گا۔ اگر آپ اس کی مزید فیس ادا کریں تو وہ مستقل یہاں آپ کے ساتھ رہے گا۔ صفائی ستھرائی بھی کرے گا۔ جو کچھ آپ کہیں گے وہ پکا دیا کرے گا۔ سامان وغیرہ بھی وہی لے آئے گا"...... آنند نے جواب دیا۔

"نہیں۔ بس وہ آ کر کھانا پکا کر اور صفائی ستھرائی کر کے چلا جایا کرے۔ اسے دوسری چابی دے دینا۔ میں اس کا پابند نہیں رہنا چاہتا"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جیسے آپ حکم دیں جناب"...... آنند نے کہا تو ٹائیگر نے جیب سے اپنا پرس نکالا اور اس میں سے بھاری مالیت کے پانچ نوٹ نکال کر اس نے آنند کو دے دیئے۔

"شکریہ جناب"...... آنند نے کہا اور نوٹ جیب میں ڈال کر اس نے جیب سے ایک رسید بک نکالی۔ اس پر تحریر کر کے اس نے دستخط کئے اور ایک رسید ٹائیگر کی طرف بڑھا دی۔

"اگر آپ چاہیں تو آپ کو گائیڈ بھی مل سکتا ہے جناب"...... آنند نے کہا۔

"میں خود ہی ادھر ادھر گھوم پھر کر دیکھ لوں گا"...... ٹائیگر نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ ادھر فوجی چھاؤنی ہے اور ایئر فورس سپاٹ بھی۔ ادھر جانا سختی سے منع ہے۔ باقی گاؤں اور دوسری پہاڑیوں پر آپ گھوم پھر سکتے ہیں"...... آنند نے کہا۔

"یہاں سے اگر تمہارے ساتھ رابطہ کرنا ہو تو اس کا کیا طریقہ ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں۔ یہاں وائرلیس فون موجود ہے جناب۔ اور کارڈ جو آپ کے پاس ہے اور رسید پر میرا نمبر درج ہے"...... آنند نے کہا۔

"اس جیپ کی چابیاں اور یہاں قریب پٹرول پمپ کہاں ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"اڈے کے پاس پٹرول پمپ ہے جناب۔ ویسے جیپ کی چابیاں اگنیشن میں موجود ہیں اور فیول ٹینکی فل ہے"...... آنند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وری گڈ۔ تمہارے انتظامات بہت اچھے ہیں۔ میں دارالحکومت جا کر تمہارے ہیڈ کوارٹر فون کر کے تمہاری کارکردگی کی تعریف کروں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"شکریہ جناب۔ اب مجھے اجازت دیں"...... آنند نے کہا۔

"ہاں۔ ایک بات۔ اب اگر کوئی اور سیاح آ جائے تو تم اسے کہاں ٹھہراؤ گے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"اس جیسے چار اور سپاٹ ہیں ہمارے پاس جناب"...... آنند نے کہا اور ٹائیگر کے سر ہلانے پر وہ مڑا اور واپس چلا گیا۔ ٹائیگر نے پھاٹک اندر سے بند کیا اور واپس آ کر کمرے میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ یہ سارے انتظامات اس کے حلق سے نیچے نہ اتر رہے تھے۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ بہرحال ضرور ہے جبکہ بظاہر ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ ٹائیگر کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے طویل سانس لیا اور اٹھ کر وہ کمرے سے نکل کر جیپ کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے جیپ کو چیک کیا۔ جیپ اچھی کنڈیشن میں تھی۔ اس نے اسے سٹارٹ کیا تو وہ فوراً سٹارٹ ہو گئی۔ ٹائیگر نے سوچا کہ یہاں فارغ بیٹھنے کی بجائے اسے اس پورے گاؤں اور اردگرد کے علاقے کا چکر لگانا چاہئے۔ پھر اچانک اسے خیال آیا کہ جب یہاں ہوٹل نہیں ہیں تو پھر روڈی راسکل کہاں ٹھہری ہو گی۔ وہ تیزی سے واپس اس کمرے میں آیا جہاں فون موجود تھا لیکن پھر وہ رک گیا کیونکہ ابھی تو آنند یہاں سے گیا تھا اس لئے ابھی تو وہ راستے میں ہی ہو گا لیکن پھر اس نے رسیور اٹھا کر جیب سے کارڈ نکالا اور اس پر درج نمبر پریس دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میرا نام ٹائیگر ہے اور مجھے آنند صاحب سے بات کرنی ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"وہ تو ابھی واپس نہیں آئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جب وہ آئیں تو انہیں کہیں کہ مجھے فون کر لیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جی اچھا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ٹائیگر نے رسیور رکھ دیا۔ اس نے فوری طور پر باہر جانے کا ارادہ تبدیل کر دیا تھا کیونکہ وہ پہلے آنند سے روزی راسکل کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ آنند اس کے خیال کے مطابق بے حد تیز آدمی تھا اور اسے لازماً اس بارے میں معلوم ہو گا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ٹائیگر نے رسیور اٹھا لیا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"آنند بول رہا ہوں مسٹر ٹائیگر۔ آپ کی کال آئی تھی"...... آنند نے کہا۔

"یہاں کل ایک خاتون آئی ہو گی ایک اجنبی خاتون۔ کیا آپ کو اس بارے میں علم ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیسی خاتون۔ اس کے بارے میں کوئی تفصیل بتائیں"۔ آنند نے کہا تو ٹائیگر نے روزی راسکل کا حلیہ اور قد وقامت کے بارے میں بتا دیا۔

"جی ایسی کوئی خاتون میری نظروں سے تو نہیں گزری۔ ویسے آپ کا اس سے کیا تعلق ہے۔ کیا وہ بھی سیاح خاتون تھی"...... آنند نے کہا۔

"ہاں۔ وہ میری ساتھی تھی سیاح تھی لیکن میں ایک ضروری کام سے رک گیا تھا اور وہ یہاں پہنچ گئی تھی"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ نہیں۔ وہ یہاں نہیں پہنچی ورنہ میری نظروں سے نہ بچ سکتی تھی"...... آنند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے آپ بتا سکتے ہیں کہ جب یہاں کوئی ہوٹل بھی نہیں ہے تو وہ کہاں رہ سکتی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ ویسے وہ میرے سے یہاں پہنچی ہی نہیں۔ یا تو وہ آگے کہیں نکل گئی ہے یا پھر سابقہ بڑے شہر راگولا میں رہ گئی ہو گی"...... آنند نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔ آنند جو کچھ کہہ رہا تھا بظاہر تو ٹھیک ہی لگتا تھا لیکن نجانے کیا بات تھی کہ اس کا اپنا ذہن اس صورت حال سے مطمئن نہ ہو رہا تھا پھر وہ اٹھا تاکہ جیپ نکال کر اس پر گاؤں کا چکر لگا آئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ جیپ میں بیٹھا گاؤں کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"یہاں کا سردار راجہ جسونت ہے۔ وہ کہاں رہتا ہے"۔ ٹائیگر نے ایک آدمی کے قریب جیپ روک کر پوچھا۔

"آئیے۔ میں دکھاتا ہوں ان کا گھر"...... اس آدمی نے کہا تو ٹائیگر نے اسے جیپ میں سوار ہونے کا کہہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی جیپ ایک خاصے بڑے سے کشادہ اور پختہ مکان کے سامنے موجود تھی۔

"یہ ہے جناب سردار کا گھر"...... ٹائیگر کے ساتھ آنے والے

آدمی نے کہا تو ناٹیگر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور وہ آدمی سلام کر کے آگے بڑھ گیا۔ ناٹیگر نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی تو چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک بوڑھا آدمی جس کے سر پر مخصوص انداز کی پگڑی بندھی ہوئی تھی باہر آگیا۔

"آپ سردار راجہ جسونت ہیں"...... ناٹیگر نے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ کون ہیں"...... بوڑھے آدمی نے اسے سر سے پیر تک غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں سیاح ہوں اور پہلی بار گاؤں میں آیا ہوں۔ کیا آپ سے اندر بیٹھ کر دو باتیں ہو سکتی ہیں"...... ناٹیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ آئیے"...... بوڑھے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا لیکن ناٹیگر نے محسوس کر لیا تھا کہ کسی وجہ سے وہ خاصا پریشان ہے۔

"آپ شاید میری آمد کی وجہ سے پریشان ہو رہے ہیں۔ ایسی بات ہے تو میں واپس چلا جاتا ہوں"...... ناٹیگر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے۔ آئیے"...... سردار نے کہا اور پھر وہ اسے لے کر ایک بڑے کمرے میں آگیا جہاں کرسیاں اور ایک بڑی سی میز موجود تھی۔

"آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے مسٹر"...... بوڑھے سردار نے کہا۔

"میرا نام ناٹیگر ہے اور مجھے آپ صرف سادہ پانی پلوا دیں اور میں کچھ نہیں پیتا"...... ناٹیگر نے کہا تو سردار نے میز پر موجود ایک بوتل اٹھا کر کھولی اور اسے میز پر پڑے ہوئے گلاس میں ڈالا۔ یہ کوئی دودھیا رنگ کا مشروب تھا۔

"یہ ہمارا خاندانی مشروب ہے۔ بے حد فرحت بخش اور لذیذ"۔ سردار نے گلاس ناٹیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... ناٹیگر نے کہا اور گلاس لے کر اس نے منہ سے لگا لیا۔ مشروب واقعی لذیذ اور فرحت بخش تھا۔ ناٹیگر نے ایک بار پھر سردار کا شکریہ ادا کیا۔

"مجھے قیافہ شناسی میں بھی کچھ دخل ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ واقعی پریشان ہیں۔ اگر کوئی بڑی وجہ نہ ہو تو بتا دیں۔ شاید میں آپ کے کام آسکوں"...... ناٹیگر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی باہر سے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور سردار چونک کر اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے ایک مقامی نوجوان اندر داخل ہوا۔

"یہ سیاح ہیں اور مجھ سے ملنے آئے ہیں۔ ان کا نام ناٹیگر ہے اور یہ میرا بیٹا بھاگوان ہے"...... سردار نے اس نوجوان کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"مجھے آپ سے مل کر خوشی ہوئی"...... بھاگوان نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"سوری مسٹر بھاگوان۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے یہ فقرہ رسمی طور پر بولا ہے۔ آپ کے انداز میں گرمجوشی نہیں ہے۔ اسی طرح آپ کے والد بھی مجھے پریشان لگتے ہیں۔ میں وجہ پوچھتا رہا ہوں لیکن یہ بتاتے نہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو نوجوان مسکرا دیا۔

"آپ واقعی صاف دل آدمی ہیں۔ دراصل آپ مہمان ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ آپ کو اپنی پریشانی میں شامل کریں۔ آپ بتائیں کیسے آنا ہوا یہاں"...... بھاگوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس ایسے ہی گھومتے پھرتے۔ یہاں ایک صاحب مل گئے آنند"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے ساری تفصیل بتا دی۔

"آنند اچھا آدمی ہے۔ لیکن"...... بھاگوان کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن کیا مسٹر بھاگوان"...... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"اس کے مہمان اکثر رات کو لٹ جاتے ہیں اس لئے آپ مہربانی محتاط رہیں"...... بھاگوان نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بیٹے۔ کچھ پتہ لگا دیوی کا"...... سردار نے بھاگوان سے پوچھا۔

"نہیں بابو۔ لگتا ہے اسے آسمان کھا گیا ہے یا زمین"۔ بھاگوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص بات ہے"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"اب آپ بار بار پوچھ رہے ہیں تو میں بتا دیتا ہوں۔ کل

ہمارے ہاں ایک مہمان خاتون ٹھہری تھیں۔ وہ خاصی زخمی بھی تھیں۔ ان کا نام دیوی تھا۔ رات کو وہ کمرے میں سوئیں لیکن جب ہم صبح کو اٹھے تو وہ غائب تھیں۔ دروازہ بھی کھلا ہوا تھا لیکن حیرت یہ ہے کہ ان کے جوتے ان کے بستر کے نیچے پڑے ہوئے تھے۔ اس سے تو یہی لگتا ہے کہ وہ خود چل کر نہیں گئیں ورنہ وہ جوتے لازماً پہن کر جاتیں۔ میں انہیں تلاش کرنے گیا تھا لیکن کہیں سے بھی کچھ معلوم نہیں ہو سکا"...... بھاگوان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا وہ آپ کی رشتہ دار تھی"...... ٹائیگر نے اس کا نام سن کر پوچھا۔

"جی نہیں"...... بھاگوان نے کہا اور پھر اس نے اس سے ملاقات اور پھر گفتگو کی تمام تفصیل بتا دی۔

"اس کا حلیہ کیا تھا"...... ٹائیگر نے پوچھا تو بھاگوان نے حلیہ بتا دیا تو ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ جو حلیہ بتایا گیا تھا وہ روزی راسکل کا تھا۔

"وہ میری ساتھی عورت تھی۔ وہ مجھ سے پہلے یہاں پہنچ گئی تھی۔ میں نے آنند سے بھی پوچھا تھا لیکن اس نے بھی کچھ نہیں بتایا"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"آپ کی ساتھی عورت۔ لیکن وہ تو یہاں کسی سے ملنے آئی تھی"...... بھاگوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب بھی سوچو بھاگوان کہ وہ گئی کہاں ہے۔ یہ ہماری بے عزتی ہے۔ ہمیں ہر صورت میں اس کا پتہ لگانا ہے"...... سردار جسونت نے کہا۔

"کہاں سے پتہ لگایا جائے باپو۔ میں نے تو تمام لوگوں سے معلوم کر لیا ہے لیکن کسی کو کچھ معلوم ہی نہیں ہے"...... بھاگوان نے کہا۔

"اسے یہاں سے باقاعدہ اغوا کیا گیا ہے۔ شاید اغوا کرنے والوں نے پہلے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی ہو اور پھر اسے بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر لے گئے۔ کیا آپ نے مکان سے باہر کسی جیپ وغیرہ کے ٹائروں کے نشانات دیکھے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ میں نے دیکھے تھے لیکن میرے تو ذہن میں بھی یہ خیال نہ تھا۔ یہ تو آپ کے کہنے پر مجھے یاد آ گیا ہے۔ یہ بڑی جیپ کے ٹائر تھے۔ روڈالا جیپ کے"...... بھاگوان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"روڈالا جیپ۔ وہ کون سی ہوتی ہے"...... سردار نے کہا۔

"یہ جیپ خصوصی ساخت کی ہوتی ہے۔ صحرا اور پہاڑوں کی ناہموار جگہوں پر آسانی سے چل سکتی ہے۔ اس کے ٹائر چوڑے لیکن فلیٹ ہوتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اب میں سمجھ گیا کہ دیوی کہاں ہے"...... بھاگوان نے یکلخت اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے وہ۔ مجھے بتاؤ"...... سردار نے چونک کر کہا۔

"باپو۔ میں نے کل ہی بیرونی احاطے کے سامنے روڈالا جیپ کھڑی دیکھی تھی۔ وہاں چار پانچ اجنبی افراد بھی موجود تھے"...... بھاگوان نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو ہمیں اکٹھے ہو کر وہاں جانا ہو گا"...... سردار نے کہا۔

"آپ وہاں جا کر کیا کریں گے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"یہ ہمارے قبیلے کی عزت کا سوال ہے جناب۔ ہماری مہمان کو اغوا کیا گیا ہے"...... سردار نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ بھاگوان کو میرے ساتھ بھیج دیں۔ ہم پہلے چیک کر لیں پھر آپ جیسا چاہیں"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کیوں اس میں دلچسپی لے رہے ہیں"...... سردار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے بتایا ہے کہ وہ میری ساتھی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن واقعی پہلے چیکنگ ہونی چاہئے"...... بھاگوان نے کہا اور پھر وہ دونوں سردار کی جیپ میں سوار ہوئے اور تھوڑی دیر بعد جیپ گاؤں کے شمال مشرق میں پہاڑی کے قریب واقع ایک احاطے کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ احاطے کا بڑا سا پھاٹک بند تھا۔

"تم یہیں جیپ میں بیٹھو۔ میں معلوم کرتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور وہ جیپ سے اتر ہی رہا تھا کہ احاطے کی چھت سے کوئی چیز

اس کے قدموں میں آ کر بھٹی اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے تیز رفتار پنکھے سے لٹکا دیا ہو لیکن یہ احساس بھی صرف ایک لمحے کے لئے تھا۔ پھر یہ احساس بھی ختم ہو گیا اور اس کے ذہن پر گہری تاریکی پھیلتی چلی گئی۔

ایک بڑے کمرے میں کرسیوں پر تین افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ان تینوں کے چہرے ستے ہوئے تھے اور پیشانیوں پر سوچ کی لکیریں تھیں۔ وہ تینوں ہی ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"پھر کیا فیصلہ کیا ہے تم نے"...... دو افراد نے ایک بھاری جسم والے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"گھوش آ جائے پھر کوئی فیصلہ کرتے ہیں"...... اس بھاری جسم والے آدمی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور وہ دونوں ایک بار پھر خاموش ہو گئے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دور سے جیپ کے انجن کی آواز سنائی دی تو ان میں سے ایک تیزی سے اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی تھا۔ یہ گھوش تھا۔ اس گروپ کا انچارج۔ مین گروپ

کافرستان سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتا تھا۔ مین گروپ انچارج راجیش نے ان چاروں کو گھوش کی سرکردگی میں یہاں پرتاپ پورہ میں بھیجا تھا تاکہ وہاں نگرانی اور چیکنگ کر کے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کے ساتھ ساتھ عمران کے شاگرد ٹائیگر اور عورت روزی راسکل کو چیک کریں۔ ان کی رہائش گاہ ایک احاطے میں تھی اور اس وقت یہ چاروں ہی اس احاطے کے ایک بڑے کمرے میں موجود تھے۔

s4sheikh@gmail.com

"کیا رزلٹ رہا گھوش"...... ان میں سے ایک آدمی نے گھوش سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سردار راجہ جسونت اپنے بیٹے کو بے ہوش دیکھ کر بے حد پریشان ہوا لیکن میں نے اسے بتا دیا ہے کہ چوبیس گھنٹوں بعد اسے خود بخود ہوش آ جائے گا اور اس کی جان کو بھی کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے اسے دھمکی بھی دے دی ہے کہ وہ عورت جسے ان کے گھر سے اغوا کیا گیا ہے اور اس کے بیٹے کے ساتھ آنے والا مرد یہ دونوں پاکیشیائی ایجنٹ ہیں اور اگر انہوں نے ان دونوں کی حمایت کی یا ان کے لئے کوئی غلط حرکت کی تو تمہیں اور تمہارے بیٹے کو فوج گرفتار کر لے گی اور پھر تمہاری باقی ساری عمر جیل میں گزرے گی۔ اس پر پہاڑی سردار بے حد پریشان ہوا اور اس نے مجھے یقین دلایا ہے کہ آئندہ وہ اور اس کا بیٹا کسی اجنبی کی حمایت نہیں کریں گے"...... گھوش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو اب ان دونوں کا کیا کرنا ہے۔ انہیں ہلاک نہ کر دیا جائے"...... ان میں سے ایک آدمی نے کہا۔

"یہ فیصلہ ہم نہیں کر سکتے۔ یہ فیصلہ باس کرے گا۔ میں تو اس لڑکی کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا تھا کہ یہ آدمی اس کی حمایت میں یہاں پہنچ گیا۔ اگر ہم نے چیکنگ سسٹم نصب نہ کیا ہوتا تو یہ آدمی ہمارے لئے خطرناک بھی ہو سکتا تھا"...... گھوش نے جواب دیا۔

"کیا یہ بات کنفرم ہے کہ یہ ٹائیگر، عمران کا شاگرد ہے"۔ ان میں سے ایک نے کہا۔

"کیوں۔ تمہیں کیا شک ہے جبکہ سردار کے بیٹے بھاگوان نے بھی اس کا نام ٹائیگر بتایا تھا"...... گھوش نے کہا۔

"اس کا چہرہ ٹائیگر سے نہیں ملتا۔ قد و قامت البتہ وہی ہے۔ میں ایک بار پاکیشیا کے ایک کلب میں اس سے ملا تھا"...... اس آدمی نے کہا۔

"یہ لوگ میک اپ کے ماہر ہیں اس لئے لازماً یہ میک اپ میں ہو گا اور ہمارے پاس میک اپ واشر بھی یہاں نہیں ہے۔ بہرحال یہ آدمی ٹائیگر ہے عمران کا شاگرد"...... گھوش نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

s4sheikh@gmail.com

"ٹھیک ہے۔ تو پھر اب فیصلہ کرو کہ اب ان کا کیا کرنا ہے"...... اس آدمی نے کہا تو گھوش نے سر ہلاتے ہوئے میز پر رکھے

ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ۔ راجیش بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک سخت اور تحکمانہ آواز سنائی دی ۔ یہ راجیش تھا۔ کافرستان سیکرٹ سروس کے ایک شعبے کا انچارج۔

"پرتاب پورہ سے گھوش بول رہا ہوں"...... گھوش نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز کو وہ آسانی سے سن رہے تھے۔

"یس ۔ کیا رپورٹ ہے"...... راجیش نے کہا۔

"باس ۔ ہم نے روزی راسکل کے ساتھ ساتھ عمران کے شاگرد ٹائیگر کو بھی گرفتار کر لیا ہے ۔ اب ان کے بارے میں کیا حکم ہے"۔ گھوش نے کہا۔

"کیسے یہ سب ہوا ۔ تفصیل بتاؤ"...... راجیش نے چونک کر کہا۔

"باس ۔ ہم یہاں چیکنگ کر رہے تھے کہ ہمیں اطلاع ملی کہ پہاڑی قبیلے کے سردار کے بیٹے بھاگوان کے ساتھ ایک اجنبی عورت آئی ہے جو زخمی بھی ہے اور وہ سردار کے گھر پر رہائش پذیر ہے ۔ سردار پر براہ راست ہاتھ تو نہ ڈالا جا سکتا تھا کیونکہ اس طرح پورا قبیلہ ہمارے خلاف ایکشن میں آ سکتا تھا اس لئے ہم نے رات کو اس کے گھر پر گیس فائر کی اور پھر اندر کود کر دروازہ کھولا اور روزی راسکل کو بے ہوشی کے عالم میں اٹھا کر باہر کھڑی جیپ میں ڈالا اور اپنے سب ہیڈ کوارٹر میں لے آئے ۔ اس گیس کا ہمارے پاس اینٹی نہیں تھا اس لئے روزی راسکل کے از خود ہوش میں آنے کا انتظار کر رہے تھے کہ ایک جیپ پر سردار کا بیٹا بھاگوان اور ایک اور اجنبی آدمی یہاں پہنچا۔

بھاگوان نے جب اس آدمی کو ٹائیگر کے نام سے پکارا تو ہم نے ان دونوں پر گیس فائر کر دی اور وہ دونوں بے ہوش ہو گئے ۔ اس ٹائیگر کو تو ہم نے اندر ڈال دیا جبکہ بھاگوان کو لے جا کر ہم نے اس کے باپ کے حوالے کر دیا اور ہم نے اسے دھمکی دی ہے کہ اگر اس بھاگوان نے اب مزید کوئی حرکت کی تو انہیں ملک سے غداری کے الزام میں گولی مار دی جائے گی اور سردار نے وعدہ کیا ہے کہ وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرے گا اور نہ ہی بھاگوان کو کرنے دے گا۔ بھاگوان بھی بے ہوش ہے اور ہم نے اس کے باپ کو کہہ دیا ہے کہ بیس گھنٹے گزرنے کے بعد اسے خود بخود ہوش آ جائے گا ۔ ادھر یہ ٹائیگر بھی گیس سے بے ہوش ہے اور اسے بیس گھنٹے بعد ہوش آ جائے گا ۔ اب آپ جیسے حکم دیں ویسے ہی ہم کریں گے"...... گھوش نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ دونوں واقعی وہی ہیں جو بتا رہے ہو"...... راجیش نے پوچھا۔

"روزی راسکل تو وہی ہے جیسا آپ نے حلیہ بتایا تھا ۔ پھر اس

کی یہ نشانی بھی موجود ہے کہ وہ زخمی ہے البتہ ٹائیگر کا چہرہ آپ کے بتائے جانے والے حلیئے سے مختلف ہے لیکن قدوقامت وہی ہے اور ہمارے پاس میک اپ واشر بھی نہیں ہے"...... گھوش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ دونوں چھوٹی مچھلیاں ہیں۔ ہمارا اصل ٹارگٹ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے۔ تمہیں وہاں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تم انہیں تلاش کرو۔ ہو سکتا ہے کہ اس ٹائیگر اور روزی راسکل کو ان کے بارے میں معلوم ہو اس لئے ان کے ہوش میں آنے پر ان سے پوچھ گچھ کرو اور ان سے معلوم کرو کہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں اور کن حلیوں میں ہیں اور ہاں، تمہارے پاس اگر گیس کا اینٹی موجود نہیں ہے تو تم سادہ پانی استعمال کرو۔ اس گیس کا اینٹی سادہ پانی بھی ہے"...... راجیش نے کہا۔

"یس باس۔ اب ہم ان سے آسانی سے پوچھ گچھ کر لیں گے"۔ گھوش نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایک بات کا خیال رکھنا۔ یہ دونوں بھی کم خطرناک نہیں ہیں۔ انہوں نے انتہائی تربیت یافتہ کرنل جگدیش کو ہلاک کر دیا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ تم الٹا ان کے ہاتھوں مارے جاؤ"۔ راجیش نے کہا۔

"یس باس۔ ہم ہر طرح سے خیال رکھیں گے لیکن میرا خیال ہے کہ پوچھ گچھ کے بعد انہیں گولی مار دی جائے تاکہ ان کی طرف سے

کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ رہے"...... گھوش نے کہا۔

"پہلے مجھے رپورٹ دینا۔ اس کے بعد جب میں اجازت دوں تو پھر انہیں ہلاک کرنا"...... راجیش نے کہا۔

"یس باس"...... گھوش نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے جب رابطہ ختم ہو گیا تو اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔

"آؤ۔ اب ان دونوں کو باندھ کر ہوش میں لے آئیں"۔ گھوش نے رسیور رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے باقی تینوں ساتھی بھی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ایک بات کہوں گھوش۔ اگر مانو تو"...... اچانک ایک آدمی نے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا تو گھوش بے اختیار چونک پڑا۔

"کون سی بات۔ کھل کر کہو"...... گھوش نے کہا۔

"لڑکی بے حد جاندار اور خوبصورت ہے۔ اس سے پوچھ گچھ کر کے میرے حوالے کر دینا۔ باس کو کہہ دیں گے کہ اسے ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اب باس یہاں تصدیق کرنے تو نہیں آئے گا"...... اس آدمی نے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ لڑکی صرف تمہارے لئے ہی جاندار ہے۔ تم نے صرف اپنی بات کر کے ہمیں مایوس کیا ہے۔ دلیپ"...... باقی دو ساتھیوں نے کہا تو دلیپ کے ساتھ ساتھ گھوش بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"فی الحال راز اگلوانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لڑکی زخمی بھی ہے اور ضدی بھی۔ پہلے اس سے پوچھ گچھ مکمل ہو جائے اس کے بعد اگر یہ زندہ رہ گئی تو پھر وہی ہوگا جو تم کہہ رہے ہو"...... گھوش نے کہا تو دلیپ کے ساتھ ساتھ باقی سب کے چہرے بھی کھل اٹھے۔

ٹائیگر کے ذہن میں روشنی نمودار ہوئی تو اس کے ساتھ ہی اس کے کانوں میں روزی راسکل کے کراہنے کی آواز پڑی اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے ذہن پر بم مار دیا ہو۔ ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں اس کا شعور پوری طرح جاگ اٹھا۔ اسی لمحے دوسری بار کراہنے کی آواز سنائی دی اور ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے گردن گھمائی اور ادھر دیکھا جدھر سے آواز آئی تھی تو بے اختیار اس کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اس سے تھوڑے فاصلے پر کرسی پر روزی راسکل بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے جسم کو کرسی کے ساتھ رسی سے باندھا گیا تھا جبکہ وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں کراہ رہی تھی جبکہ ایک آدمی ہاتھ میں پانی کی بوتل اٹھائے اس کے منہ میں پانی ڈال کر ابھی فارغ ہی ہو رہا تھا۔ ٹائیگر کو بھی اپنے سینے اور چہرے پر نمی کا احساس ہوا تھا اس لئے وہ فوراً ہی سمجھ گیا کہ اسے بھی پانی پلا کر

ہوش میں لایا گیا ہے۔ وہ خود بھی کرسی پر بیٹھا تھا اور اس کے جسم کو بھی رسی کی مدد سے باندھا گیا تھا۔ سامنے چار کرسیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر تین لمبے تڑنگے اور ورزشی جسموں کے مالک آدمی اس طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ جیسے وہ ساری دنیا کے فاتح ہوں۔ ایک کرسی خالی تھی اور پھر روزی راسکل کو پانی پلا کر واپس مڑ کر آنے والا آدمی بھی خالی کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔

"یہ کراہ کیوں رہی ہے"...... ایک آدمی نے اس سے جو پانی پلا کر واپس آیا تھا، سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ رسی اس کے زخموں میں چبھ رہی ہے"۔ دوسرے آدمی نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ایسا ہی ہو گا۔ ڈیپ۔ تم اور رامائن دونوں جا کر اس کی رسی ڈھیلی کر کے اس انداز میں باندھو کہ اس کے زخموں پر رسی نہ آئے لیکن خیال رکھنا۔ یہ عورت خطرناک ہے"...... اس آدمی نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا اور دو آدمی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"لیکن اس کے لئے تو ہمیں اس کے جسم کو ٹٹولنا پڑے گا کہ کہاں زخم ہیں اور کہاں نہیں۔ اگر تم اجازت دو تو ہم اس کا لباس اتار کر چیک کر لیں"...... ان میں سے ایک آدمی نے بڑے اوباشانہ لہجے میں کہا۔

"ڈیپ۔ ندیدہ بننے اور اوور ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنے ہوش میں رہو۔ یہ مذاق نہیں اہم معاملہ ہے"...... پہلے آدمی نے

اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ تو اس میں غصہ کھانے والی کون سی بات ہے گھوش۔ ٹھیک ہے تم انچارج ہو لیکن ہو تو ہمارے ہی ساتھی"...... ڈیپ نے کہا اور پھر اس نے روزی راسکل کے عقب میں جا کر گانٹھ کھولنا شروع کر دی۔ ادھر ٹائیگر نے بھی ہوش میں آتے ہی اپنے جسم کے گرد موجود رسیوں کو چیک کرنا شروع کر دیا تھا لیکن یہ رسیاں واقعی اس انداز میں باندھی گئی تھیں کہ لگتا تھا ان چار افراد کا تعلق تربیت یافتہ افراد سے ہے۔

"تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے"...... اچانک ٹائیگر نے کہا۔

"پہلے تم اپنے بارے میں بتاؤ۔ تمہارا نام ٹائیگر ہے اور تم پاکیشیائی ایجنٹ عمران کے شاگرد ہو"...... اس آدمی نے کہا جسے گھوش کہہ کر پکارا گیا تھا۔

"ہاتھ ہٹاؤ اپنے۔ کمینے حرام زادے۔ ہاتھ ہٹاؤ"...... یکلخت روزی راسکل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی وہ اسی طرح پلٹ کر کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گری۔

"ارے۔ ارے۔ کیا ہوا ڈیپ۔ میں نے تمہیں منع بھی کیا تھا"...... گھوش نے اٹھ کر چیختے ہوئے کہا۔

"میں تو دیکھ رہا تھا کہ زخم کہاں ہیں تاکہ رسی وہاں نہ باندھوں"۔ ڈیپ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر کرسی سمیت روزی راسکل کو اٹھانا چاہا لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا

اچھل کر پشت کے بل نیچے فرش پر جا گرا۔ روڈی راسکل نے پوری قوت سے الٹی قلابازی کھانے کے انداز میں دونوں پیر جوڑ کر پوری قوت سے اس کی ٹھوڑی پر مار دیئے تھے۔ ویپ کے نیچے گرتے ہی روڈی راسکل یکلخت الٹی قلابازی کھا کر سیدھی ہوئی تو کرسی بھی اس کے ساتھ ہی فضا میں اٹھی لیکن دوسرے لمحے رسی کھل جانے کی وجہ سے کرسی پوری قوت سے دوسرے آدمی سے ٹکرائی جو تیزی سے روڈی راسکل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کرسی ٹکراتے ہی اس آدمی کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی لیکن اس نے بے اختیار بازو سے کرسی کو ایک طرف ہٹا دیا اور اس کا اچانک بازو لگنے سے اڑتی ہوئی کرسی گھومی اور سیدھی گھوش اور اس کے دوسرے ساتھی سے جا ٹکرائی اور وہ دونوں چیختے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے تو کرسیوں سمیت پشت کے بل نیچے فرش پر جا گرے جبکہ روڈی راسکل کسی پرندے کی طرح اچھل اور ایک بار پھر وہ ویپ جو اب اٹھ کر کھڑا ہو رہا تھا، بری طرح چیختا ہوا ایک دھماکے سے عقبی دیوار سے جا ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی روڈی راسکل کا جسم یکلخت کسی لٹو کی طرح گھوما اور دوسرا آدمی جو کرسی کی ضرب سے جھٹکا کھا کر سائیڈ پر ہوا تھا اور پھر ٹائیگر کی کرسی سے ٹکرا کر سائیڈ دیوار سے جا لگا تھا، اس کی زد میں آ گیا اور دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا فضا میں اچھل کر کسی گیند کی طرح سامنے دیوار سے جا ٹکرایا۔ لیکن اسی لمحے کمرہ روڈی راسکل کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ روڈی راسکل نے جیسے ہی اس آدمی کو اچھال کر

دیوار کی طرف پھینکا گھوش کسی راکٹ کے سے انداز میں روڈی راسکل سے ٹکرایا اور روڈی راسکل کے حلق سے یکلخت ایک کربناک چیخ نکلی اور وہ اچھل کر عقب میں موجود دیوار سے پوری قوت سے ٹکرا کر نیچے گری جبکہ گھوش اس سے ٹکرا کر الٹی قلابازی کھا کر دوسری طرف جا کر اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے وہ سرکس میں کوئی حیرت انگیز کرتب دکھا رہا ہو۔ ٹائیگر نے صاف محسوس کر لیا تھا کہ اب روڈی راسکل کے زندہ بچنے کا کوئی سکوپ باقی نہیں رہا کیونکہ گھوش اور اس کے ساتھی واقعی لڑائی بھڑائی کے فن میں باقاعدہ تربیت یافتہ تھے۔ پہلے پہل تو اچانک ہونے والے حملوں کی وجہ سے وہ مار کھا گئے تھے لیکن اب وہ ذہنی طور پر پوری طرح سنبھل چکے تھے جبکہ روڈی راسکل کی حالت پہلے کی نسبت زیادہ ابتر ہو گئی تھی اور وہ خود بے بسی سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ گھوش سیدھا کھڑا ہوتے ہی تیزی سے دیوار سے ٹکرا کر نیچے گری ہوئی روڈی راسکل کی طرف دوڑا لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل نیچے گر گیا کیونکہ ٹائیگر نے ایک ٹانگ آگے کر دی تھی اور گھوش اس کی ٹانگ سے ٹکرا کر منہ کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ ٹائیگر نے پیروں کی مدد سے کرسی کو آگے کی طرف نیچے کیا اور پھر اس سے پہلے کہ گھوش ایک جھٹکے سے اٹھتا ٹائیگر کرسی سمیت ایک دھماکے سے اس پر جا گرا۔ ادھر گھوش کے ساتھی اب سنبھل کر روڈی راسکل پر حملہ کرنے ہی والے تھے کہ روڈی راسکل نے واقعی انتہائی ہمت اور

جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یکلخت اچھل کر ایک آدمی کے پیٹ میں پوری قوت سے سر کی ٹکر مار دی اور نہ صرف ٹکر مار دی بلکہ وہ اسے سر کے زور پر دھکیلتی ہوئی چند قدم پیچھے بھی لے گئی اور وہ آدمی سنبھلنے کی کوشش میں چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔ ادھر جیسے ہی ٹائیگر کرسی سمیت گھوش کے جسم سے ٹکرایا تو گھوش کے جسم نے ایک زوردار جھٹکا کھایا اور ٹائیگر کرسی سمیت اڑتا ہوا عقبی دیوار سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا۔ دیوار سے ٹکرا کر ٹائیگر کرسی سمیت جب نیچے گرا تو گھوش تیزی سے اٹھا اور وہ اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے ٹائیگر کی طرف وحشیانہ انداز میں دوڑ پڑا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹائیگر پر حملہ کرتا ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی وہ چیختا ہوا گھوم کر نیچے گرا اور اس کے ساتھ ہی گھوش کے ساتھیوں کے حلق سے بھی چیخیں نکل گئیں اور وہ بھی اسی طرح گھومتے ہوئے نیچے فرش پر گر کر تڑپنے لگے جیسے حشرات الارض پر زہر چھڑکا جائے تو وہ فرش پر گر کر تڑپتے ہیں۔ ٹائیگر نے حیران ہو کر دیکھا تو دروازے میں بھاگوان موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا جبکہ روزی راسکل اب دیوار سے پشت لگا کر اس طرح بیٹھی ہوئی تھی جیسے انتہائی طویل اور تھکا دینے والی ورزش کے بعد کوئی آرام سے آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاتا ہے۔ اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں اور پھر چند لمحوں بعد ہی وہ پہلو کے بل گری اور ساکت ہو گئی۔ ٹائیگر ابھی تک کرسی سمیت دیوار کی جڑ میں پڑا ہوا تھا۔ رسیاں ڈھیلی

ضرور ہو گئی تھیں لیکن وہ اس ماہرانہ انداز میں باندھی گئی تھیں کہ ٹائیگر کسی بھی طرح ان سے چھٹکارہ حاصل نہ کر پا رہا تھا۔ یہ فائرنگ بھاگوان نے اچانک کی تھی اور شاید اگر وہ یہ فائرنگ نہ کرتا تو روزی راسکل اور ٹائیگر دونوں کا بچ نکلنا ناممکن ہو جاتا۔ روزی راسکل کے نیچے گرتے ہی بھاگوان دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھا اور اس نے اس کی نبض پکڑ لی۔

"یہ۔ یہ زندہ ہے۔ دیوی زندہ ہے"...... بھاگوان نے یکلخت مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ادھر آؤ۔ میری رسیاں کھولو۔ جلدی کرو"...... ٹائیگر نے چیخ کر کہا تو وہ تیزی سے مڑ کر ٹائیگر کی طرف دوڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹائیگر ان رسیوں سے آزاد ہو چکا تھا۔

"تم کیسے یہاں پہنچ گئے"...... ٹائیگر نے روزی راسکل کی طرف بڑھتے ہوئے بھاگوان سے پوچھا۔

"باتیں بعد میں ہوں گی۔ دیوی کو اٹھاؤ۔ باہر جیپ موجود ہے۔ بابو اس کا اچھی طرح علاج کر سکتے ہیں اور مزید دیر کی گئی تو بابو مجھے گولی مار دیں گے"...... بھاگوان نے جواب دیا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر جھک کر اس نے پہلے تو روزی راسکل کی نبض چیک کی پھر اطمینان ہونے پر اس نے اسے اٹھا کر کاندھے پر لادا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ بھاگوان آگے آگے تھا۔ احاطے کے پھاٹک کے باہر وہی جیپ موجود تھی جس پر پہلے ٹائیگر

اور بھاگوان یہاں آئے تھے۔ بھاگوان نے سٹیئرنگ سنبھالا اور پھر جب ٹائیگر نے زخمی روڈی راسکل کو عقبی سیٹ پر لٹا دیا اور خود اسے سنبھالنے کے لئے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا تو جیپ تیزی سے آگے بڑھی اور ایک چکر کاٹ کر گاؤں کی طرف دوڑتی چلی گئی۔ ٹائیگر ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ذہن میں مختلف خیالات آ رہے تھے لیکن دل ہی دل میں وہ روڈی راسکل کے بچ جانے کی دعا بھی کر رہا تھا کیونکہ جیپ کچی زمین اور گڑھوں میں تیزی سے چل رہی تھی اس لئے وہ اس طرح اچھل رہی تھی جیسے بھٹا کڑاہی میں پکتے ہوئے اچھلتا ہے اور ٹائیگر کو اندیشہ تھا کہ روڈی راسکل کے زخموں کے ٹانکے ٹوٹ گئے تو پھر یہاں کوئی ایسا آپریشن تھیٹر اور ڈاکٹر نہیں مل سکے گا جو اس کا دوبارہ آپریشن کر کے ٹانکے لگا دے۔ نتیجہ یہ کہ روڈی راسکل کی ہلاکت کا خطرہ لمحہ بہ لمحہ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

"آہستہ چلاؤ جیپ۔ یہ مر جائے گا"...... ٹائیگر نے چیخ کر کہا۔

"فکر مت کرو۔ اگر یہ زندہ بابو تک پہنچ جائے تو پھر نہیں مرے گی لیکن اس کے جلد از جلد بابو تک پہنچانے کے لئے جیپ تیز چلانا ضروری ہے"...... بھاگوان نے جیپ آہستہ کرنے کی بجائے ٹائیگر کو سمجھاتے ہوئے کہا اور غصہ آنے کے باوجود ٹائیگر نے اپنے آپ پر کنٹرول کر لیا کیونکہ وہ بہرحال ان کا محسن تھا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ ان کے گھر کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔

"جلدی لے آؤ اسے۔ جلدی۔ میں بابو کو کہتا ہوں"۔ بھاگوان

نے نیچے چھلانگ لگاتے ہوئے کہا اور پھر دوڑ کر وہ گھر میں داخل ہو گیا۔ ٹائیگر نے روڈی راسکل کو ایک بار پھر اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور پھر احتیاط سے جیپ سے اتر کر وہ دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ سردار راجہ جسونت تیزی سے دروازے سے باہر آ گیا۔ اس کے پیچھے

s4sheikh@gmail.com

بھاگوان تھا۔

"اسے لے آؤ۔ جلدی کرو"...... سردار نے واپس مڑتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ مکان کے عقبی حصے میں موجود ایک بڑے سے تہہ خانے میں پہنچ گئے جہاں ہر طرف جڑی بوٹیوں کے ڈھیر اور ایسا سامان موجود تھا جیسے یہ کسی بڑے حکیم کا دواخانہ ہو۔

"اسے یہاں لٹا دو اور تم باہر جاؤ"...... سردار نے کہا تو ٹائیگر نے روڈی راسکل کو زمین پر بچھی ہوئی چٹائی پر لٹا دیا۔

"یہ انتہائی زخمی ہے۔ اس کے زخموں کے ٹانکے ٹوٹ گئے ہوں گے اور بغیر ٹانکے لگائے یہ ٹھیک نہیں ہو گی اس لئے اسے کسی ہسپتال لے جانا پڑے گا"...... ٹائیگر نے سردار سے کہا۔

"تم فکر مت کرو ٹائیگر اور باہر جاؤ۔ اب یہ محفوظ ہاتھوں میں ہے"...... سردار نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اس انداز میں کندھے اچکائے جیسے کہہ رہا ہو کہ وہ اب مزید روڈی راسکل کے لئے کچھ نہیں کر سکتا اس لئے وہ مڑا اور اس تہہ خانے کی سیڑھیاں چڑھ کر باہر آ گیا۔ باہر بھاگوان موجود نہ تھا اس لئے ٹائیگر ایک کمرے میں موجود کرسی پر خاموشی سے بیٹھ

گیا۔ تھوڑی دیر بعد بھاگوان واپس آ گیا۔

"میں جیپ کو درختوں کے ایسے جھنڈ میں چھوڑ آیا ہوں جہاں میرے علاوہ اور کوئی چیک نہیں کر سکتا"...... بھاگوان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ ٹائیگر کے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ جیپ آنند کی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے اور میں نے آنند کو پیغام بھجوا دیا ہے کہ وہ اپنی زبان بند رکھے"...... بھاگوان نے جواب دیا۔

"تم وہاں کیسے پہنچ گئے۔ میں تو بے ہوش ہو گیا تھا۔ تمہارے ساتھ کیا ہوا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں بھی بے ہوش ہو گیا تھا۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں یہاں اپنے گھر میں تھا اور باپو نے مجھے بتایا کہ کوئی گھوش نامی آدمی اپنی جیپ میں مجھے چھوڑ کر گیا ہے اور وہ کہہ گیا ہے کہ اب اگر تم نے ملک دشمنوں سے ساز باز کی یا ان کی حمایت کی تو تم دونوں کو غداری کے الزام میں ہلاک کر دیا جائے گا اور اس گھوش نے باپو کو یہ بھی بتایا کہ مجھے جس گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے اس کے اثرات بیس گھنٹوں بعد ختم ہوں گے اس لئے بیس گھنٹوں سے پہلے مجھے ہوش نہیں آئے گا لیکن گھوش کو معلوم نہیں ہے کہ باپو بہت بڑے حکیم ہیں۔ انہوں نے اپنی دوائی کی مدد سے مجھے ہوش دلایا اور پھر مجھے ایسا مشروب پلایا کہ میری توانائی بحال ہو گئی"...... بھاگوان نے کہا۔

"پھر تم وہاں کیوں پہنچ گئے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹائیگر صاحب۔ ہم قبائلی لوگ ہیں۔ ہم اپنے مہمانوں کی حفاظت کے لئے اپنے پورے قبیلے کو بھی ہلاک کرا سکتے ہیں۔ دیوی ہماری مہمان تھی اور آپ بھی اور جس انداز میں یہ ساری کارروائی کی گئی ہے اس سے ہماری قبائلی روایات پر حرف آتا ہے۔ اگر قبیلے والوں کو معلوم ہو جاتا کہ ہمارے مہمان اٹھا لئے گئے ہیں اور ہم خاموش رہے ہیں تو ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے۔ یہ جیپ وہ گھوش یہاں چھوڑ گیا تھا۔ میں نے مشین پسٹل الماری سے نکالا اور باپو کو بتا کر وہاں پہنچ گیا۔ میں عقبی طرف سے اندر گیا تو مجھے وہاں ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے بہت سے افراد ایک دوسرے سے لڑ رہے ہوں۔ ان آوازوں کی مدد سے میں اس دروازے پر پہنچ گیا اور پھر میں نے وہاں کی جو صورت حال دیکھی تو مجھے اپنے مہمانوں کو بچانے کے لئے مجبوراً فائر کھولنا پڑا"...... بھاگوان نے کہا۔

"لیکن یہاں کی فوج یا دوسرے سرکاری لوگ تمہارے خلاف نہ ہو جائیں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ایسا نہیں ہو گا۔ دیوی جیسے ہی ٹھیک ہو گی میں آپ دونوں کو یہاں سے جنگل میں لے جاؤں گا۔ وہاں آپ محفوظ ہوں گے اور پھر کسی کو پتہ بھی نہ چل سکے گا کہ کیا ہوا اور کس نے کیا ہے"...... بھاگوان نے کہا۔

"لیکن تمہاری دیوی کے ٹھیک ہونے کے تو امکانات بس صفر

ہی ہیں ۔ اس کے زخموں کے ٹانکے ٹوٹ گئے ہیں اور بہت سا خون بھی بہہ گیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو بھاگوان اس طرح ہنس پڑا جیسے ٹائیگر نے بچوں جیسی بات کی ہو۔

"آپ باپو کی مہارت کے بارے میں کچھ نہیں جانتے اس لئے یہ بات کر رہے ہیں ۔ جو کام بڑے بڑے سرجن اور فزیشن نہیں کر سکتے وہ باپو کر لیتے ہیں ۔ وہ دیوی کو ایسے مرہم لگائیں گے اور ایسے مشروب پلائیں گے کہ دیوی پہلے سے زیادہ تندرست ہو جائے گی"...... بھاگوان نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر اس کی بات کا کوئی جواب دیتا قدموں کی آوازیں ابھریں اور ٹائیگر چونک پڑا اور پھر سردار کمرے میں داخل ہوا تو اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا ہوا باپو ۔ دیوی تو ٹھیک ہے"...... بھاگوان نے چونک کر کہا۔

"ہاں ۔ اب دو تین روز اسے آرام کرنا پڑے گا ۔ اس کے زخم مکمل طور پر ٹھیک ہو جائیں گے اور جسمانی توانائی بھی پوری طرح بحال ہو جائے گی ۔ تم ایسا کرو کہ ان دونوں کو یہاں سے نکال کر اپنے جنگل والے مکان میں پہنچا دو اور یہ کام فوراً کرو ورنہ کسی بھی وقت کوئی سرکاری دستہ یہاں پہنچ سکتا ہے ۔ تم انہیں وہاں چھوڑ کر واپس آجانا"...... سردار نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں جیپ لے آتا ہوں"...... بھاگوان نے اٹھتے

ہوئے کہا اور سردار نے اثبات میں سر ہلا دیا تو بھاگوان تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"کیا دیوی ہوش میں ہے"...... ٹائیگر نے بھی اسے دیوی کے نام سے پکارتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ آؤ میں تمہیں اس سے ملواتا ہوں"...... سردار نے مسکراتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد جب ٹائیگر دوبارہ تہہ خانے میں داخل ہوا تو روزی راسکل ایک آرام کرسی پر بڑے اطمینان سے بیٹھی ہوئی تھی ۔ اس نے یہاں کا مقامی لباس پہنا ہوا تھا کیونکہ اس کا اپنا لباس خون کی وجہ سے خراب ہو گیا تھا۔

"تم ٹھیک ہو ٹائیگر ۔ مجھے تمہاری فکر تھی"...... روزی راسکل نے ٹائیگر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور مجھے تمہاری فکر تھی ۔ ویسے تم ہو ڈھیٹ کہ اتنی زخمی ہونے کے باوجود بچ گئی ہو"...... ٹائیگر نے کہا تو روزی راسکل بے اختیار اچھل پڑی۔

"کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ مجھے ڈھیٹ کہہ رہے ہو ۔ تم خود ڈھیٹ اعظم ہو"...... روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"بس ٹھیک ہے ۔ میں تمہاری توانائی کی کیفیت چیک کرنا چاہتا تھا ۔ ویسے تم نے کمال بہادری، حوصلے اور ہمت سے کام لیا ہے اس انداز کی جدوجہد اور وہ بھی زخموں کے ہوتے ہوئے تمہارا ہی کام ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو روزی راسکل بے اختیار ہنس پڑی۔

"چلو تمہیں پتہ تو چلا کہ صرف نام ٹائیگر رکھ لینے سے تو آدمی بہادر نہیں بن جایا کرتا"...... روزی راسکل نے طنزیہ انداز میں کہا اور ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تم دونوں باتیں کرو میں اوپر موجود ہوں"...... سردار نے ان کے درمیان ہونے والی نوک جھونک سے شاید کوئی خاص نتیجہ نکالتے ہوئے کہا۔

"میں بھی آپ کے ساتھ اوپر جا رہا ہوں۔ میں تو صرف انسانی ہمدردی کی وجہ سے اسے دیکھنے آگیا تھا"...... ٹائیگر نے کہا اور ساتھ ہی وہ دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"تم انسان ہی نہیں ہو اس لئے کیسی انسانی ہمدردی۔ ہونہہ۔ ٹائیگر بنے پھرتے ہو"...... روزی راسکل نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا لیکن ٹائیگر نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے اوپر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد بھاگوان آگیا تو اس کی مدد سے روزی راسکل تہہ خانے سے نکل کر اوپر آگئی اور پھر جیپ میں بیٹھ گئی۔

"تم انہیں وہاں چھوڑ کر واپس آجانا۔ وہاں ہر چیز موجود ہے۔ یہ دو تین روز آرام سے گزار لیں گے ورنہ سرکاری آدمی پورے قبیلے کا جینا حرام کر دیں گے"...... سردار نے اپنے بیٹے سے کہا۔

"ہاں بابو۔ مجھے معلوم ہے۔ میں آرہا ہوں"...... بھاگوان نے کہا اور ایک جھٹکے سے جیپ آگے بڑھا دی۔

"تم شادی شدہ ہو"...... ٹائیگر نے جو بھاگوان کے ساتھ والی

سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ کیوں"...... بھاگوان نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ گھر میں تمہارے اور تمہارے بابو کے علاوہ اور کوئی آدمی نہیں ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میری بیوی ککشی اپنے میکے گئی ہوئی ہے۔ اس کے بچہ پیدا ہونے والا ہے اور ہمارے قبیلے میں رواج ہے کہ پہلا بچہ اپنے ننھیال میں پیدا ہوتا ہے"...... بھاگوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ہاں اگر لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام ٹائیگر نہ رکھنا۔ اس نام کے حامل افراد انتہائی کمزور، سنگدل اور بے رحم ہوتے ہیں"...... عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی روزی راسکل نے کہا۔

"اگر لڑکی پیدا ہو تو اس کا نام روزی نہ رکھنا کیونکہ ایسی عورتیں اپنے نام سے یکسر مختلف ہوتی ہیں"...... ٹائیگر نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بابو پہلے ہی نام کا انتخاب کر چکے ہیں۔ لڑکا ہوا تو اس کا نام مہاراجہ اور لڑکی ہوئی تو اس کا نام مہادیوی"...... بھاگوان نے ان کی نوک جھونک سے بے پرواہ ہو کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو اچھا ہوا۔ کم از کم ٹائیگر تو نہیں رکھا جائے گا"...... روزی راسکل نے کہا تو اس بار بھاگوان اس کے انداز پر بے اختیار ہنس پڑا جبکہ ٹائیگر نے صرف ہونٹ بھینچ لینے پر ہی اکتفا کیا۔

29

شاگل اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے فائل سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"راجیش کی کال ہے باس"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا۔ کراؤ بات"...... شاگل نے کہا۔

"ہیلو چیف۔ میں راجیش بول رہا ہوں"...... تھوڑی دیر بعد راجیش کی قدرے متوحش سی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے اور تم پریشان کیوں ہو"۔ شاگل نے چونک کر پوچھا۔

"چیف۔ پرتاب پورہ میں میرے آدمیوں نے روزی راسکل اور

عمران کے شاگرد ٹائیگر دونوں کو گرفتار کر لیا تھا۔ انہوں نے مجھے اطلاع دی تو میں نے انہیں کہہ دیا کہ وہ ان سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی کافرستان میں آمد کے بارے میں پوچھ گچھ کر کے انہیں ہلاک کر دیں"...... راجیش نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"تو پھر کیا ہوا۔ کیا کوئی خاص بات معلوم ہوئی ہے"۔ شاگل نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے چاروں آدمیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے راجیش نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا ہوا ہے"...... شاگل نے بلند آواز حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"چیف۔ روزی راسکل اور ٹائیگر دونوں نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور میرے سیکشن کے چاروں آدمیوں کی لاشیں وہاں پڑی ہوئی ملی ہیں"...... راجیش نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارے آدمی سیکرٹ سروس کے ممبران نہیں تھے۔ کون تھے وہ لوگ"...... شاگل نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔

"سیکرٹ سروس کے ہی ممبران تھے اور چاروں بے حد تجربہ کار ہوئے اور تربیت یافتہ تھے۔ خاص طور پر گھوش جسے میں نے ان کا انچارج بنا کر بھیجا تھا۔ بے حد تربیت یافتہ آدمی تھا لیکن نجانے کیا ہوا اور کیسے ہوا کہ یہ چاروں مارے گئے ہیں"...... راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ کافرستان سیکرٹ سروس کے لوگ
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں تو ایک طرف عمران کے
شاگرد اور ایک عام سی عورت سے بھی مقابلہ کرنے کے قابل نہیں
ہیں۔ میرا خیال ہے کہ مجھے پوری کافرستان سیکرٹ سروس کو گولی
مار کر خودکشی کر لینی چاہئے۔ کیوں"...... شاگل نے غصے سے کانپتے
ہوئے کہا۔

"چیف۔ میں نے اس لئے آپ کو اطلاع دی ہے کہ میں اب
وہاں جا کر چیکنگ کرنا چاہتا ہوں۔ آخر یہ سب کس طرح ہوا۔
گھوش اور اس کے ساتھی اتنے کمزور اور بودے بھی نہ تھے۔ ضرور
وہاں کے کسی مقامی آدمی کی وجہ سے ہوا ہے"...... راجیش نے کہا۔

"مقامی آدمی۔ وہاں کون ایسا مقامی تھا جس کا تعلق عمران کے
شاگرد اور اس عورت سے ہو سکتا ہے۔ وہ دونوں تو شاید زندگی میں
پہلی بار وہاں گئے ہوں گے"...... شاگل نے کہا۔

"چیف۔ اس کے باوجود کچھ نہ کچھ خلاف معمول ہوا ہے۔ میں
جلد ہی معلوم کر لوں گا اور پھر وہاں ان دونوں کو ہلاک کر دوں
گا"...... راجیش نے کہا۔

"تم اپنے آدمی وہاں بھیجو اور خود میرے پاس آؤ۔ میں خود
تمہارے ساتھ وہاں جاؤں گا۔ میں خود چیک کرنا چاہتا ہوں کہ کیا
ہوا ہے۔ اگر تو تمہارے آدمیوں کی نااہلی اور بزدلی کی وجہ سے ایسا
ہوا ہے تو پھر تم سمیت میں تمہارے پورے سیکشن کو زندہ دفن

کر دوں گا"...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے قندھاری انار
کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے عمران نے
پاکیشیا میں بیٹھے بیٹھے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا ہو اور پھر تین گھنٹوں
کی ہیلی کاپٹر کی تیز پرواز کے بعد وہ پرتاب پورہ پہنچ گئے۔ ہیلی کاپٹر
وہاں گاؤں سے ہٹ کر ایک احاطے کے باہر اتارا گیا تھا۔ وہاں ایک
بڑا ہیلی کاپٹر پہلے سے موجود تھا جس پر سیکرٹ سروس کے الفاظ بڑے
بڑے اور نمایاں حروف میں لکھے ہوئے تھے۔ شاگل جب اپنے ہیلی
کاپٹر سے نیچے اترا تو وہاں راجیش سیکشن کے آٹھ افراد موجود تھے۔ ان
سب نے بڑے مؤدبانہ انداز میں شاگل کو سلام کیا۔ شاگل سر ہلاتا
ہوا راجیش کے ساتھ احاطے کے اندر داخل ہو گیا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہاں تمہارے آدمی مارے گئے
ہیں"...... شاگل نے اپنے سے ایک قدم پیچھے چلتے ہوئے راجیش سے
پوچھا۔

"میرا ایک آدمی آج ہی یہاں باقی آدمیوں کے ساتھ کام کرنے
کے لئے پہنچا تو یہاں کی صورت حال دیکھ کر اس نے مجھے فون کر کے
تفصیل بتائی ہے"...... راجیش نے جواب دیا تو شاگل نے اثبات
میں سر ہلا دیا۔ ایک آدمی کی رہنمائی میں وہ ایک بڑے کمرے میں
پہنچے تو شاگل بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔ وہاں چار آدمیوں کی
لاشیں پڑی تھیں۔ ٹوٹی ہوئی کرسیاں، الجھی ہوئی رسیوں کے ساتھ

ساتھ وہاں ہر طرف خون ہی خون دکھائی دے رہا تھا۔ خون کے دھبوں کی رنگت بتا رہی تھی کہ انہیں بارہ تیرہ گھنٹے گزر چکے ہیں۔

"سر۔ سر۔ میرے آدمیوں کو دروازے سے اس وقت گولیاں ماری گئی ہیں جب ان کی ادھر پشت تھی اور وہ شاید ان دونوں سے لڑ رہے تھے"...... راجیش نے کہا۔

"کیسے یہ بات کی ہے تم نے"...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ادھر دیوار کے پاس کرسی گری ہوئی ہے اور رسیاں لٹک رہی ہیں۔ اس کے سامنے گھوش اس انداز میں پڑا ہوا ہے کہ گولیاں اس کی پشت پر ماری گئی ہیں اور ادھر دیوار کے ساتھ بہت سا خون پھیلا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میرے دو آدمی پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی بھی پشت پر گولیاں ماری گئی ہیں اور یہ چوتھا آدمی ادھر پڑا ہوا ہے۔ اس کے پہلو میں گولیاں ماری گئی ہیں اور فائرنگ اس دروازے سے کی گئی ہے"...... راجیش نے کہا۔

"ہاں۔ تم نے ٹھیک اندازہ لگایا ہے اور تمہارے اس اندازے نے تمہیں بھی اور تمہارے سیکشن کو بھی موت کے گھاٹ اترنے سے بچا لیا ہے ورنہ جو سیکرٹ سروس کے ممبران عمران کے شاگرد اور ایک عام سی عورت سے مار کھا سکتے ہیں انہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے"...... شاگل نے کہا تو راجیش کے چہرے پر اطمینان اور سکون کے تاثرات پھیلتے چلے گئے کیونکہ اسے شاگل کی فطرت کا

پوری طرح اندازہ تھا۔ وہ انہیں ہلاک نہ بھی کراتا تب بھی ان کا ایسا حشر کر سکتا تھا کہ وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل ہی نہ رہتے۔

"ان کی لاشیں دارالحکومت بھجوا دو لیکن کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ ان کی موت یہاں پرتاب پورہ میں ہوئی ہے ورنہ اگر پرائم منسٹر یا صدر صاحب تک یہ اطلاع پہنچ گئی تو معاملات سیکرٹ سروس کے خلاف چلے جائیں گے"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھتا ہوں سر"...... راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور ان دونوں کو یہاں تلاش کراؤ۔ اس پورے علاقے کی ایسی ناکہ بندی کراؤ کہ انسان تو انسان کوئی چڑیا کا بچہ بھی ادھر آئے تو پکڑا جا سکے"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ احاطے سے باہر آ گیا تھا۔

"ایسا ہی ہو گا چیف۔ اب میں خود یہاں رہوں گا"...... راجیش نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا"...... شاگل نے کہا اور اپنے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کا ہیلی کاپٹر فضا میں اٹھتا ہوا دارالحکومت کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ گو راجیش سیکشن کے چار افراد کی ہلاکت نے اسے خاصا ذہنی دھچکا پہنچایا تھا۔ خاص طور پر اس بات سے کہ ایسا عمران کے شاگرد اور ایک عام سی عورت کے ہاتھوں ہوا ہے لیکن بہرحال یہاں کی صورت حال

دیکھ کر اسے اطمینان ہو گیا تھا کہ انہیں روزی راسکل اور ٹائیگر کے کسی ساتھی نے دروازے سے فائرنگ کر کے ہلاک کیا ہے اس لئے ان چار افراد کی ہلاکت کے باوجود وہ خاصا اطمینان سا محسوس ہو رہا تھا اور اسے معلوم تھا کہ اب راجیش یہاں اپنی پوری صلاحیتیں استعمال کر کے ان دونوں کو ٹریس بھی کرے گا اور پھر انہیں ہلاک بھی کر دے گا۔ اسے تو دراصل انتظار عمران کا تھا لیکن عمران تھا کہ وہ ادھر کا رخ ہی نہ کر رہا تھا۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ اسے خیال آیا تھا کہ عمران اب اس سے خوفزدہ ہو چکا ہے اس لئے اب کافرستان خود آنے کی بجائے اس نے اپنے شاگرد کو بھیج دیا ہے اور ظاہر ہے اس خیال سے ہی شاگل کے دل میں پھلجھڑیاں سی چھوٹنے لگ گئی تھیں۔

s4sheikh@gmail.com

s4sheikh@gmail.com

"کیا بات ہے تم ضرورت سے زیادہ ہی پریشانی دکھائی دے رہے ہو"...... روزی راسکل نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا جو جنگل میں بنے ہوئے ایک چوبی کیبن کے اندر کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ بھاگوان انہیں یہاں چھوڑ کر خود جیپ لے کر واپس چلا گیا تھا۔ یہ جنگل دو پہاڑیوں پر مشتمل تھا اور جیپ پر نیچے وادی تک ہی آیا جا سکتا تھا۔ اس کے بعد انہیں پیدل اوپر چڑھنا پڑتا تھا۔ یہاں کیبن میں کھانے پینے کا تمام سامان الماریوں میں موجود تھا۔ چائے بنانے کا سامان بھی موجود تھا اور پانی کے دو تین کین بھی موجود تھے اور ویسے بھی پانی کا مسئلہ نہیں تھا کیونکہ کیبن کے قریب ہی میٹھے پانی کا چشمہ موجود تھا۔ ویسے یہ بڑا خوبصورت ماحول تھا اور یہاں دو چار روز فرصت اور اطمینان سے گزارے جا سکتے تھے اور بھاگوان بھی یہی کہہ کر گیا تھا کہ وہ تین چار روز بعد آئے گا تاکہ گاؤں میں اگر فوجی ان

ہلاکتوں کی وجہ سے پڑتال کریں یا چیکنگ کریں تو انہیں روزی راسکل اور ٹائیگر کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکے لیکن ٹائیگر کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے یہاں اس طرح بے کار بیٹھنے سے سخت کوفت سی محسوس ہو رہی تھی کیونکہ ایک لحاظ سے وہ یہاں قید ہو کر رہ گیا تھا۔

"تمہاری وجہ سے یہاں قید ہو کر رہنا پڑ رہا ہے۔ تمہیں کس حکیم نے کہا تھا کہ جب تک پوری طرح ٹھیک نہ ہو جاؤ ادھر کا رخ کرو"...... ٹائیگر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں باندھ کر تو نہیں رکھا ہوا۔ تمہارے پیروں میں زنجیر تو نہیں ڈال رکھی۔ چلے جاؤ۔ تم تو ٹھیک ہو۔ میری طرح زخمی بھی نہیں ہو"...... روزی راسکل نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم زخمی ہو اس لئے انسانی ہمدردی کی وجہ سے مجھے مجبوراً یہاں تمہاری دیکھ بھال کے لئے رکنا پڑ رہا ہے ورنہ عمران صاحب کو اطلاع مل گئی کہ میں تمہیں زخمی حالت میں چھوڑ کر چلا گیا تھا تو وہ مجھے واقعی گولی مار دیں گے"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو یہ انسانی ہمدردی اپنے استاد کے خوف کی وجہ سے ہے۔ اب تم چلے جاؤ۔ جاؤ۔ تم خوفزدہ ہو اور مجھے خوفزدہ ہو جانے والے مرد مرے سے مرد ہی نہیں لگتے۔ خرگوش لگتے ہیں"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"استاد سے خوفزدہ ہونا کوئی بری بات نہیں ہے۔ جس طرح اللہ کا خوف انسان کو سیدھے راستے پر چلاتا ہے اسی طرح استاد کا خوف بھی اسے اچھائی کی راہ سے ہٹنے سے بچاتا ہے اور ایک تو تمہاری اس احمقانہ نفسیات نے مجھے زچ کر رکھا ہے۔ کبھی تمہیں کوئی خرگوش لگتا ہے اور کبھی کوئی تمہیں شیر دکھائی دینے لگ جاتا ہے۔ تمہارے دماغ میں واقعی کوئی مینو فیکچرنگ ڈیفیکٹ ہے"...... ٹائیگر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور روزی راسکل بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم نے چونکہ اللہ تعالیٰ سے خوفزدہ ہونے والی اچھی مثال دی ہے اور پھر تمہیں غصہ بھی آیا ہے اس لئے تمہیں معاف کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال تمہاری یہاں واقعی ضرورت نہیں ہے۔ تم اگر چاہو تو جا سکتے ہو۔ میں اب ٹھیک ہوں۔ زیادہ سے زیادہ چند گھنٹوں بعد میں اس قابل ہو جاؤں گی کہ لیبارٹری میں داخل ہو کر وہاں سے فارمولا حاصل کر سکوں"...... روزی راسکل نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار اچھل پڑا۔

"لیبارٹری میں داخل ہو کر۔ کہاں ہے لیبارٹری"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہیں ہے۔ اسی لئے تو میں خاموشی سے چلی آئی ہوں۔ اس احمق بھاگوان نے مجھے خود ہی تفصیل سے بتایا تھا"...... روزی راسکل نے کہا۔

"اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو"...... ٹائیگر نے ایسے لہجے میں کہا

جیسے اسے روزی راسکل کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔ ویسے بھی وہ جانتا تھا کہ روزی راسکل جذباتی ہے اس لئے اس کا خیال تھا کہ وہ اپنی اہمیت جتانے کے لئے ایسا کہہ رہی ہے۔

"مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے اور پھر وہ بھی تمہارے سامنے۔ جھوٹ سے مجھے کیا فائدہ ملے گا"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے لیبارٹری۔ مجھے بتاؤ"...... ٹائیگر نے بے چین ہو کر کہا۔ اس کے چہرے پر شدت اشتیاق کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"سوری۔ تمہیں نہیں بتایا جا سکتا۔ تم اس قدر خود غرض آدمی ہو کہ اکیلے ہی وہ فارمولا لے کر واپس چلے جاؤ گے اور مڑ کر پیچھے دیکھنا بھی گوارا نہ کرو گے"...... روزی راسکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تمہیں معلوم ہے کہ وہ کون سا فارمولا ہے"...... ٹائیگر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا تو روزی راسکل بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ ہاں۔ یہ بات تو مجھے بھی معلوم نہیں ہے۔ ویری بیڈ۔ مجھے تو اس کا خیال ہی نہ آیا تھا۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ سپیشل خلائی میزائل کا فارمولا ہے اور بس"...... روزی راسکل نے پریشان سے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی پہلی بار اس بات کا احساس ہوا تھا کہ وہ یہاں تک تو پہنچ گئی ہے لیکن اسے یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اس نے کیا حاصل کرنا ہے۔

"تمہارا کیا خیال ہے فارمولا کس شکل میں ہو گا"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تمہاری طرح احمق نہیں ہوں۔ فارمولا فائل میں ہوتا ہے اور کس شکل میں ہوتا ہے"...... روزی راسکل نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ کسی اخبار یا رسالے میں چھپنے والا مضمون نہیں ہے کہ فائلوں میں رکھا جائے۔ یہ سائنسی فارمولا ہے۔ یہ کسی مائیکرو فلم میں ہو گا اور اگر تم اس مائیکرو فلم کو مائیکرو پروجیکٹر پر چیک کر لو تو بھی تمہیں اس کی سمجھ ہی نہیں آئے گی اور لیبارٹری میں ایک فارمولا تو نہیں پڑا ہوتا۔ سینکڑوں فارمولے ہوتے ہیں کیونکہ لیبارٹری میں کام ہی یہ ہوتا ہے کہ وہاں نئے سے نئے فارمولے ایجاد ہوتے رہتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو روزی راسکل نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ویری بیڈ۔ اب تو واپس جانا پڑے گا"...... روزی راسکل نے روہانسے سے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ مجھے بتاؤ کہاں ہے لیبارٹری"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"تم کیا کرو گے۔ تم تو مجھ سے بھی زیادہ احمق ہو"...... روزی راسکل نے کہا۔

"چلو تم نے کسی نہ کسی انداز میں اپنے آپ کو احمق تو تسلیم کر

ہی لیا۔ بہر حال تمہاری غلط فہمی دور کر دوں کہ میں سائنس دان بھی ہوں اس لئے صرف میں ہی فارمولا پہچان سکتا ہوں"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم سائنس دان ہو۔ اپنی شکل دیکھی ہے آئینے میں۔ سائنس دان تم جیسے ہوتے ہیں"...... روزی راسکل نے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کوئی ثبوت دے سکتے ہو"...... روزی راسکل نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ میں تمہیں بتا سکتا ہوں کہ جس فارمولے کی تلاش میں تم یہاں آئی ہو اس فارمولے کی بنیادی کوٹیشن کیا ہے"...... ٹائیگر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایسے ادق زبان کے الفاظ بڑی روانی سے بولنے شروع کر دیئے جیسے پانی بہہ رہا ہو۔

"ارے۔ ارے۔ بس ٹھیک ہے۔ مجھے یقین آگیا ہے لیکن پھر تم انڈر ورلڈ میں کیا کرتے پھر رہے ہو۔ یہ تو ان پڑھوں یا کم پڑھے لکھوں کی دنیا ہے"...... روزی راسکل نے اسے روکتے ہوئے کہا۔

"باس کے حکم کی تعمیل میں مجھے انڈر ورلڈ میں رہنا پڑتا ہے تاکہ اگر کوئی ایسی ٹپ مل جائے جس سے پاکیشیا کی ملکی سلامتی اور مفاد کا تحفظ کیا جائے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس لئے تم عورت بیزار اور مرد بیزار ہو۔ آج مجھے معلوم

ہوا ہے کہ تم انڈر ورلڈ میں رہنے کے باوجود کیوں وہاں کے لوگوں سے مختلف ہو۔ بہر حال اب مجھے تم سے شکایت نہیں ہو گی۔ تم تو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو۔ تمہاری تو قدر کرنی چاہئے"...... روزی راسکل اپنی ہی رو میں بہے چلی جا رہی تھی۔

"تم مجھے بتاؤ کہ لیبارٹری کہاں ہے"...... ٹائیگر نے بے چین ہوتے ہوئے کہا۔

"ابھی نہیں۔ جب میں ساتھ جانے کے قابل ہو جاؤں گی پھر بتاؤں گی"...... روزی راسکل نے کہا۔

"میں تمہیں کاندھے پر اٹھا کر لے جاؤں گا لیکن وقت مت ضائع کرو۔ کسی بھی لمحے وہاں فوج پہنچ سکتی ہے اور پھر ہمارے لئے مشن مکمل کرنا ناممکن ہو جائے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ایک شرط پر بتاتی ہوں کہ اصل فارمولا تم میرے حوالے کرو گے۔ میں خود اسے تمہارے استاد کے حوالے کروں گی"...... روزی راسکل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ وعدہ رہا"...... ٹائیگر نے اسی طرح بے چین لہجے میں کہا۔

"یہاں شمال کی طرف ایک پہاڑی ہے جس کی چوٹی کا رنگ اس کے نچلے حصے سے مختلف ہے اور اسے دو رنگی پہاڑی کہا جاتا ہے اور اس کے دامن میں لیبارٹری ہے۔ ہر ہفتے وہاں ایک بڑی جیپ سپلائی لے کر آتی ہے"...... روزی راسکل نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات

میں سر ہلایا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں دیکھتا ہوں"...... نائیگر نے کہا اور تیزی سے چلتا ہوا
سے باہر آ گیا۔

"اگر تم نے مجھ سے دھوکہ کیا تو زندہ زمین میں دفن کر دوں
تمہیں۔ میرا نام روزی راسکل ہے۔ روزی راسکل"...... اسے
عقب میں روزی راسکل کی آواز سنائی دی لیکن وہ سنی ان سنی
ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ اس جگہ پہنچا جہاں سے
دو رنگی پہاڑی صاف اور نمایاں نظر آ رہی تھی تو وہ یہ دیکھ کر
اختیار اچھل پڑا کہ واقعی نہ صرف ایسی پہاڑی موجود تھی بلکہ اس
دامن میں ایک چٹان کے ساتھ پہاڑی علاقے میں چلنے والا ایک
جیپ نما ٹرالر موجود تھا اور چٹانیں ہٹی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ اس
مطلب تھا کہ سپلائی آنے کا دن آج ہی ہے اور اس وقت لیبارٹری
کھلی ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ تیزی سے چٹانوں پر دوڑتا ہوا آگے بڑھتا
گیا۔ اسے یقیناً اس وقت روزی راسکل کے بارے میں سوچنے
خیال تک نہ آیا تھا۔ اسے خدشہ تھا کہ کہیں لیبارٹری کا دہانہ
ہو جائے کیونکہ نہ اس کے پاس اسلحہ تھا اور نہ ہی وہ ایسا
استعمال کرنا چاہتا تھا جس سے دھماکہ پیدا ہو کیونکہ اسے معلوم
کہ یہاں قریب ہی فوجی چھاؤنی اور ایئر فورس کا سپاٹ موجود ہے
لے دھماکہ ہوتے ہی فوج اور ایئر فورس یہاں پہنچ سکتی ہے لیکن
جبکہ لیبارٹری کا دہانہ کھلا ہوا ہے اور ارد گرد کوئی سیکورٹی نہیں

s4sheikh@gmail.com

وہ اپنی جیب میں موجود مشین پسٹل کی مدد سے بھی مشن مکمل کر سکتا ہے۔ یہ مشین پسٹل بھاگوان کا تھا جو اسے یہاں کے چوبی کیبن میں پڑا مل گیا تھا۔ اس میں میگزین بھی موجود تھا۔ شاید بھاگوان نے کسی اچانک خطرے سے نمٹنے کے لئے احتیاطاً اسے یہاں رکھا ہوا تھا۔ وہ چٹانوں کو پھلانگتا ہوا تیزی سے دو رنگی پہاڑی کے قریب پہنچتا جا رہا تھا اور جیسے جیسے وہ آگے بڑھ رہا تھا اس کا دل مسرت سے معمور ہوتا جا رہا تھا کیونکہ عمران صاحب کے آنے سے پہلے وہ خود مشن مکمل کر سکتا تھا اور یہ اس کے نزدیک اس کی زندگی کی سب سے بڑی کامیابی تھی۔

s4sheikh@gmail.com

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا جبکہ سلیمان خریداری کے لئے مارکیٹ گیا ہوا تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کون ہے"...... عمران نے حسب عادت دروازہ کھولنے سے پہلے اونچی آواز میں پوچھا۔

"روزی راسکل"...... باہر سے روزی راسکل کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"خوش آمدید۔ خوش آمدید"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ کھول دیا۔

"یہ آج تم نے کیسی گردان شروع کر دی ہے۔ یہ خوش آمدید کا کیا مطلب ہوا۔ میں تو پہلے بھی یہاں آتی جاتی رہتی ہوں"۔ روزی راسکل نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"تم نے فارسی زبان پڑھی ہوئی ہے"...... عمران نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

"فارسی۔ نہیں لیکن مجھے خوش آمدید کا مطلب معلوم ہے۔ یہ انہیں کہا جاتا ہے جو کبھی کبھار یا پہلی بار آئے ہوں"...... روزی راسکل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران اسے لئے ہوئے سٹنگ روم میں آگیا۔

"فارسی میں ایک فقرہ ہے جو ایسے موقعوں پر زیادہ بولا جاتا ہے لیکن میں نے اس لئے نہیں بولا تھا کہ میرا خیال تھا کہ تمہیں فارسی زبان آتی ہو گی اور ایسی صورت میں تم ناراض بھی ہو سکتی ہو"۔ عمران کی زبان پوری طرح رواں تھی۔

"کون سا فقرہ۔ کیا مطلب"...... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ فقرہ ہے اے آمدنت باعث آبادی ما۔ اردو میں تو آبادی کا معنی اور ہے جبکہ فارسی زبان میں آبادی کا مطلب خوش ہوتا ہے"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تو اس میں برا منانے والی کون سی بات ہے"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ تم نے شادی کارڈوں پر لکھا ہوا پڑھا ہو گا شادی خانہ آبادی۔ بس اس سے مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تم اس آبادی کو شادی خانہ آبادی میں شامل نہ کر لو"...... عمران نے جواب دیا تو روزی راسکل

بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم اور تمہارا شاگرد دونوں ہی احمق ہو۔ تم سے جو بھی شادی کرے گی وہ خانہ آبادی کی بجائے خانہ بربادی ہی کرے گی اور یہی حال تمہارے شاگرد کا ہے"...... روزی راسکل نے جواب دیا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہارا سودا اچھا ہے۔ لازماً ٹائیگر کا سلوک تم سے اچھا رہا ہوگا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اس کے سودے کی پابند نہیں ہوں۔ گردن پر انگوٹھا رکھ کر سودا ٹھیک بھی کر سکتی ہوں۔ ویسے وہ بے خود غرض اور کمظور۔ ساری محنت میں نے کی، کوشش میں نے کی، زخمی میں ہوئی اور آخری لمحے میں اکیلا ہی لیبارٹری سے فارمولا حاصل کرنے چل پڑا۔ یہ تو میں نے شک ہونے پر باہر جا کر دیکھا اور پھر میں بھی زخمی ہونے کے باوجود اس کے پیچھے لیبارٹری پہنچ گئی۔ تب تک وہ وہاں کے دس سائنس دانوں کو ہلاک کر چکا تھا۔ پھر میں نے اس کی گردن پر سوار ہو کر اس سے فارمولا حاصل کر لیا۔ ویسے ایک بات ہے۔ تم نے اس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ یہ تو مجھے اب پتہ چلا ہے کہ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور سائنس دان ہے اور تم نے اسے بدمعاش بنا رکھا ہے"...... روزی راسکل نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"تو کیا اس نے کوئی غلط کام کیا ہے انڈر ورلڈ میں"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"غلط کام۔ کیا مطلب"...... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی کہ کسی عورت کو دیکھ کر سیٹی بجائی ہو۔ یہ اور بات ہے کہ سیٹی نہ بجنے سے عورتیں اتنا ناراض ہو جاتی ہیں کہ انہیں بوڑھی سمجھ لیا گیا ہے یا انہیں کوئی اہمیت ہی نہیں دی جا رہی"...... عمران نے کہا تو روزی راسکل بے اختیار ہنس پڑی۔

"تمہیں عورتوں کے بارے میں ان ساری باتوں کا کہاں سے علم ہوتا ہے"...... روزی راسکل نے کہا۔

"تجربہ کار لوگوں نے ہم جیسے اناڑیوں کو سمجھانے کے لئے تمام گر لطیفوں کی شکل میں پیش کئے ہوئے ہیں۔ اب یہ سیٹی والی بات ہے تو اس کا بھی ایک لطیفہ ہے کہ ایک خاتون کار ڈرائیو کرتی سڑک پر جا رہی تھی کہ ٹریفک پولیس کے سپاہی نے اسے روکنے کے لئے سیٹی بجائی لیکن وہ خاتون نہ رکی تو سپاہی نے موٹر سائیکل پر اس کا تعاقب کیا اور اسے زبردستی روک کر غصے سے کہنے لگا کہ میں نے سیٹی بجائی تھی لیکن تم نے کار ہی نہیں روکی تو اس خاتون نے بڑے معصومیت بھرے لہجے میں جواب دیا کہ وہ اس طرح ہر سیٹی پر کار روک لیا کرے تو پھر وہ گھر زندگی بھر نہ پہنچ سکے گی"...... عمران نے تفصیل سے لطیفہ سناتے ہوئے کہا تو روزی راسکل ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"تم واقعی شیطان ہو۔ ایسے ایسے لطیفے خود ہی گھڑ لیتے ہو کہ

شیطان بھی پناہ مانگے"...... روزی راسکل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیکٹ کی جیب سے ایک سرخ رنگ کی ڈبیہ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔

"یہ کیا ہے۔ کیا کسی نئی کمپنی کی تیار کردہ لپ اسٹک ہے"۔ عمران نے ڈبیہ اٹھا کر اسے گھما کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ خصوصی خلائی میزائل کا وہ فارمولا ہے جو کافرستان نے ڈاگ جانسن کے ذریعے یورپی سائنس دان کو قتل کر کے اڑایا تھا۔ یہ میں واپس لے آئی ہوں۔ اب تم اسے اعلیٰ حکام تک پہنچا دو تاکہ یہ پاکیشیا کے کام آسکے"...... روزی راسکل نے کہا۔

"گڈ۔ ویری گڈ۔ میں تم جیسی محب وطن عملی خاتون کو سلام پیش کرتا ہوں۔ مجھے ٹائیگر نے پوری تفصیل فون پر بتا دی ہے۔ تم نے اس مشن میں اس بے جگری اور بہادری سے کام کیا ہے کہ ٹائیگر بھی جو اپنی تعریف کرنے میں بھی کنجوسی سے کام لیتا ہے تمہاری کھل کر تعریف کرتا رہا ہے"...... عمران نے کہا تو روزی راسکل کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

"ٹائیگر نے میری تعریف کی ہے۔ کیا یہ سچ ہے"...... روزی راسکل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہ صرف تعریف بلکہ اس نے تو پورا قصیدہ پڑھ دیا ہے۔ نجانے اس مشن میں تم نے اسے کیا گھول کر پلایا ہے کہ جب سے آیا ہے مسلسل تمہاری تعریفیں ہی کئے چلا جا رہا ہے"...... عمران نے ڈبیہ

کو جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ پھر تو وہ اچھا آدمی ہے۔ میں خواہ مخواہ اس کی طرف سے بدظن رہتی ہوں۔ میں ابھی اسے تلاش کر کے اس کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ یہ فارمولا تم تک پہنچ گیا۔ بس میرا یہی مشن تھا۔ گڈ بائی"۔ روزی راسکل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ واقعی تمہارا ہی مشن ہے۔ مطلب ہے روزی راسکل مشن"۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم استاد شاگرد دونوں ہی اچھے ہو۔ بس آج مجھے پتہ چل گیا ہے"...... روزی راسکل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ عمران مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے تھا اور پھر اس کے باہر جانے کے بعد اس نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کیا اور پھر وہ سٹنگ روم میں جانے کی بجائے سیدھا سپیشل روم کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اب اس فارمولے کو مائیکرو پروجیکٹر پر چیک کرنا چاہتا تھا۔ اس نے مائیکرو پروجیکٹر آن کیا۔ اس نے ڈبیہ سے مائیکرو فلم نکال کر اس میں ایڈجسٹ کی اور پھر پروجیکٹر کا بٹن آن کر دیا اور پھر پوری توجہ سے سکرین پر دیکھنے لگا۔ جب پوری فلم ختم ہو گئی تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر پروجیکٹر آف کر کے اس نے فلم نکال کر اسے ڈبیہ میں واپس رکھا اور ڈبیہ کو جیب میں ڈال کر وہ جیسے ہی سپیشل روم سے باہر آیا فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران سٹنگ روم کی طرف

بڑھ گیا جہاں فون سیٹ موجود تھا۔ سٹنگ روم میں پہنچ کر وہ کرسی پر بیٹھا اور پھر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"تمہاری روزی راسکل ابھی گئی ہے فارمولے کی مائیکرو فلم دے کر۔ تم نے فون تو کیا تھا لیکن تم خود ابھی تک نہیں آئے"۔ عمران نے کہا۔

"باس۔ وہ بضد تھی کہ وہ خود جا کر آپ کو فارمولے کی مائیکرو فلم دے گی اس لئے میں انتظار کرتا رہا۔ اب انتظار سے تنگ آکر میں نے فون کیا ہے۔ یہ تو اچھا ہوا کہ وہ اپنی ضد پوری کر کے واپس چلی گئی ہے۔ اب آپ اجازت دیں تو میں اصل فارمولا آپ کی خدمت میں پیش کر دوں"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ ایک لمحے کے لئے اس کی پیشانی پر شکنیں سی نمودار ہوئیں لیکن دوسرے لمحے اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔

s4sheikh@gmail.com

"ٹھیک ہے۔ آ جاؤ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد کال بیل بج اٹھی تو عمران اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"...... عمران نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"ٹائیگر ہوں باس"...... باہر سے ٹائیگر کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور عمران نے دروازہ کھول دیا۔ باہر ٹائیگر موجود تھا۔

"سلیمان مارکیٹ گیا ہوا ہے باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ اور وہ کئی گھنٹے خرچ کر کے اس وقت واپس آتا ہے جب ہوا پیچھے والے کا پسینہ آبشار نہیں بن جاتا"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ہاں۔ وہ اتنی محنت کیوں کرتا ہے۔ کتنی بچت ہو جاتی ہو گی"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مسئلہ بچت کی مقدار کا نہیں ہوتا۔ بچت ویسے ہی ایک اچھی عادت ہے اور پھر جب یہ بچت کسی رفاہی ادارے میں کسی ضرورت مند کے کام آتی ہے تو پھر اس کی اہمیت کا صحیح معنوں میں احساس ہوتا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

s4sheikh@gmail.com

"ہاں۔ یہ ہے سپیشل خلائی میزائل کا وہ فارمولا جو کافرستان نے اڑا لیا تھا"...... ٹائیگر نے بڑے فخریہ انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سرخ رنگ کی ایک بالکل ویسی ہی ڈبیہ نکالی جیسی پہلے روزی راسکل عمران کو دے گئی تھی۔

"تم نے فون پر تفصیل تو بتائی تھی کہ لیکن مختصر طور پر۔ اب ذرا تفصیل سے بتاؤ کہ تم دونوں لیبارٹری میں داخل ہوئے تو وہاں

کیا ہوا تھا"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ میں نے آپ کو فون پر بتایا تھا کہ روزی راسکل اور مجھے سردار راجہ جسونت کا بیٹا بھاگوان اس پہاڑی پر موجود اپنے جنگل کے کیبن میں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ روزی راسکل کی حالت یہ تھی کہ وہ آسانی سے حرکت بھی نہ کر سکتی تھی۔ البتہ اس نے یہ انکشاف کر دیا کہ لیبارٹری اس جنگل کے قریب ایک پہاڑی کے دامن میں ہے۔ یہ بات اسے بھاگوان نے بتائی تھی۔ مجھے جب اس بات کا علم ہوا تو میں نے فوری طور پر حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔ میں باہر آ کر اس پہاڑی کو چیک کرنے گیا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں ایک بڑا جیپ نما غار کھلا تھا اور چٹانوں کے ہٹنے سے راستہ بھی کھلا نظر آ رہا تھا۔ روزی راسکل نے مجھے بتایا تھا کہ بھاگوان کے مطابق ہفتے میں ایک بار بڑی جیپ سپلائی لے کر آتی ہے۔ چنانچہ میں سمجھ گیا کہ سپلائی کا دن آج ہے اور یہ موقع اچھا تھا۔ میری جیب میں مشین پسٹل موجود تھا اس لئے میں لیبارٹری کی طرف چل پڑا۔ ارد گرد کوئی آدمی بھی نہ تھا اس لئے میں لیبارٹری کے دہانے پر پہنچ گیا۔ اس کا راستہ واقعی کھلا ہوا تھا۔ چنانچہ میں اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ یہ ایک خاصی بڑی اور جدید انداز کی لیبارٹری تھی۔ اس وقت چونکہ تازہ سپلائی آئی تھی اس لئے دس کے قریب افراد ایک بڑے کمرے میں بڑی سی گول میز کے گرد بیٹھے شراب پینے اور باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ اس لیبارٹری کی ساخت ایک بڑے ہال نما کمرے

جیسی تھی جس میں مختلف پورشن بنے ہوئے تھے۔ ایک بڑے حصے میں مشینری نصب تھی۔ لیبارٹری ڈیسک تھے اور ان کے سامنے سٹول موجود تھے۔ ان دس افراد میں سے ایک کافی بوڑھا آدمی تھا۔ دو ادھیڑ عمر تھے جبکہ چار نوجوان تھے اور ان سب نے اپنے لباس پر سفید اوور آل پہنے ہوئے تھے جن سے میں سمجھ گیا کہ یہ لیبارٹری کے سائنس دان اور ان کے ساتھ کام کرنے والی ٹیم ہے جبکہ ایک آدمی کے جسم پر خاکی یونیفارم تھی اور اس کے کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی۔ وہ سیکورٹی گارڈ تھا۔ ایک لمبے قد اور موٹے جسم کا آدمی تھا۔ اس کے جسم پر ڈرائیور کی مخصوص یونیفارم تھی جبکہ اس کے ساتھ دوسرا آدمی بھی اسی یونیفارم میں تھا۔ وہ یقیناً ہیلپر ہوگا۔ یہ سارا جائزہ لینے کے بعد میں نے سب سے پہلا فائر اس سیکورٹی گارڈ پر کیا اور اس کے فوراً بعد میں نے ڈرائیور اور ہیلپر دونوں کو بھی گولیاں مار دیں۔ باقی سائنس دان چیختے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے تو میں نے انہیں دھمکیاں دے کر ایک طرف اکٹھا کر دیا اور پھر گارڈ کی مشین گن اٹھائی ہی تھی کہ روزی راسکل وہاں پہنچ گئی۔ میں نے مشین گن اس کی طرف اچھال دی تاکہ وہ سائیڈ سے انہیں کور کر سکے اور باہر کا خیال بھی رکھ سکے۔ ایک نوجوان سائنس دان نے ڈاج دینے کی کوشش کی۔ اس نے روزی راسکل سے مشین گن چھیننے کی کوشش کی لیکن روزی راسکل شدید زخمی ہونے کے باوجود تیزی سے ایک طرف ہٹی اور اس کے ساتھ ہی اس نے نہ صرف اس

نوجوان پر بلکہ دوسرے تین نوجوانوں پر بھی مشین گن کا فائر کھول دیا۔ وہ شاید باقی سائنس دانوں کو بھی ہلاک کر دیتی لیکن میں نے اسے سختی سے روک دیا۔ اس بوڑھے سائنس دان کا نام ڈاکٹر شرما تھا اور وہ اس لیبارٹری کا انچارج تھا۔ میں اسے ساتھ لے کر لیبارٹری کے دوسرے حصے میں گیا اور پھر اس نے بڑی شرافت سے مجھے اس فارمولے کی مائیکرو فلم سیف سے نکال کر دے دی لیکن میں نے اس پر اعتماد نہیں کیا اور باقاعدہ اسے پروجیکٹ پر چیک کیا۔ جب میری تسلی ہو گئی تو میں نے وہ فلم جیب میں ڈالی۔ مجھے معلوم تھا کہ روزی راسکل ضد کرے گی کہ فارمولا اسے دیا جائے اور وہ چونکہ احمق اور ضدی ہے اس لئے میں نے اس طرح کا ایک دوسرا فارمولا سیف سے نکلوایا اور اسے پروجیکٹ پر چیک کیا تو وہ فضا سے فضا میں مار کرنے والے ایک عام سے میزائل کا فارمولا تھا۔ چنانچہ میں نے اسے ہاتھ میں رکھا اور پھر اس شرما اور اس کے دو ادھیڑ عمر ساتھیوں کو ہلاک کر دیا اور ان کے ساتھ ہی میری توقع کے عین مطابق روزی راسکل نے وہیں ضد کی کہ فارمولا اسے دیا جائے۔ وہ خود اسے آپ کے حوالے کرے گی۔ چنانچہ میں نے وہ دوسرا فارمولا یعنی فضا سے فضا میں مار کرنے والے میزائل کا فارمولا اسے دے دیا۔ چونکہ دونوں کی پیکنگ ایک جیسی تھی اور ایک ہی رنگ کی تھی اس لئے روزی راسکل مطمئن ہو گئی کہ اس کے پاس اصل فارمولا ہے۔ لیبارٹری سے باہر آنے کے بعد ہم دونوں اس جیپ نما ٹرالر میں

پرتاب پورہ گاؤں کی سائیڈ سے ہوتے ہوئے بڑی سڑک پر پہنچے اور پھر وہاں سے دارالحکومت اور پرتاب پورہ کے درمیان بڑے شہر راگولا پہنچے۔ جیپ کو میں نے وہیں چھوڑ دیا اور بس کے ذریعے دارالحکومت پہنچ گئے۔ دارالحکومت میں ہم نے مین مارکیٹ سے نئے لباس اور ماسک میک اپ باکس حاصل کئے۔ اس طرح نئے میک اپ اور نئے لباسوں کے ساتھ وہاں کی انڈر ورلڈ سے میں نے بھاری رقم دے کر فوری طور پر کاغذات تیار کرائے اور خاموشی سے پاکیشیا پہنچ گئے۔ میں فوری آپ کے پاس آنا چاہتا تھا لیکن روزی راسکل نے ضد کی کہ پہلے وہ اکیلی جا کر آپ کو اصل فارمولا دے گی پھر میں جاؤں۔ اس پر ایسی ضد اور دھن سوار تھی کہ وہ پاگل پن کی حد تک پہنچ گئی تو میں خاموش ہو گیا۔ البتہ میں نے آپ کو فون کر کے مختصر طور پر ساری بات بتا دی۔ پھر میں روزی راسکل کی واپسی کا انتظار کرتا رہا۔ جب وہ کافی دیر تک واپس نہ آئی تو میں نے آپ کو دوبارہ فون کیا اور یہاں آنے کے لئے اٹھا ہی تھا کہ روزی راسکل واپس پہنچ گئی۔ اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے شاید زندگی میں پہلی بار میرا شکریہ ادا کیا تھا کہ میں نے فون پر آپ سے اس کی کارکردگی کی تعریف کی ہے"...... ٹائیگر نے پوری تفصیل سے سارے واقعات بتاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا تم نے جھوٹ بولا تھا۔ اس کی کارکردگی ایسی نہیں تھی جیسی تم نے بتائی ہے"...... عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں باس۔ جو کچھ میں نے بتایا ہے وہ واقعی حقیقت ہے۔ اس مشن میں روزی راسکل نے واقعی انتہائی بے جگری اور بہادری سے کام کیا ہے اور اگر وہ اس بھاگوان سے لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل نہ کر لیتی تو شاید یہ مشن اتنی آسانی سے مکمل ہی نہ ہو سکتا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم مرد ہو کر ایک عورت کی تعریف کر رہے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو ویسے ہی روزی راسکل کی تعریف نہ کرتا لیکن یہ بہرحال سچ ہے۔ یہ مشن روزی راسکل کا ہی رہا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ۔ تم نے یہ کہہ کر میرا دل خوش کر دیا ہے۔ دوسروں کی کارکردگی کی تعریف کرنے والا ہی اصل بہادر ہوتا ہے۔ بہرحال آؤ تمہارا یہ فارمولا چیک کر لیں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ وہ روزی راسکل جو فارمولا دے گئی ہے وہ آپ نے چیک کیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اسے چیک کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ تم نے پہلے ہی فون پر بتا دیا تھا کہ وہ عام سے میزائل کا فارمولا ہے۔ البتہ میں نے روزی راسکل کے جانے کے بعد اس مائیکرو فلم کو ویلڈنگ مشین میں ڈال کر واش کر دیا ہے تاکہ واش شدہ مائیکرو فلم کو کوڑے میں پھینکا جا سکے۔ اب اصل فارمولا چاہے وہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو کوڑے پر تو نہیں پھینکا جا سکتا"...... عمران نے سپیشل روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر سپیشل روم میں پہنچ کر عمران نے مائیکرو پروجیکٹر آن کیا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی فلم اس نے پروجیکٹر میں ایڈجسٹ کی اور اس کا بٹن آن کر دیا۔ دوسرے لمحے پروجیکٹر کی سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی اس پر الفاظ ابھرنے لگے اور یہ الفاظ دیکھ کر عمران اور ٹائیگر دونوں ہی بے اختیار اچھل پڑے۔

"یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب باس۔ یہ۔ یہ تو وہ فضا سے فضا میں مار کرنے والے عام سے میزائل کا فارمولا ہے"...... ٹائیگر نے حیرت کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں سکرین پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹ جاتا ہے۔

"ہاں۔ یہ وہی ہے جو بقول تمہارے روزی راسکل کے پاس ہونا چاہئے تھا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور پروجیکٹر آف کر کے اس نے اسے پروجیکٹر سے باہر نکالا اور پھر ساتھ ہی موجود ویلڈنگ مشین میں ڈال کر اس نے بٹن آن کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب مکمل فلم کے ڈیلیٹ ہونے کے الفاظ سکرین پر آ گئے تو اس نے مشین آف کی اور واش شدہ فلم نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دی۔

"یہ لو۔ اسے جا کر خود اپنے ہاتھوں سے کچرے کے ڈرم میں پھینک دینا"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور اٹھ کر

کھڑا ہو گیا۔ ٹائیگر کا رنگ سفید پڑ گیا تھا اور اس کا چہرہ جیسے پتھرا سا گیا تھا۔

"بب۔ بب۔ باس۔ میں نے خود چیک کیا تھا۔ وہ اصل فارمولا تھا۔ مم۔ مم۔ یہ کیا ہو گیا"...... ٹائیگر نے عمران کے پیچھے سپیشل روم سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"اب بھی تم نے خود ہی چیک کیا ہے"...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور سلیمان ہاتھوں میں شاپر اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے سلام کیا اور کچن کی طرف بڑھنے لگا تھا کہ ٹائیگر کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں۔ کیا صاحب نے مارا ہے"...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن ٹائیگر نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

"تمہاری حالت ٹھیک نہیں ہے۔ تم صاحب کے پاس بیٹھو میں تمہارے لئے چائے لے آتا ہوں"...... سلیمان نے ہمدردانہ لہجے میں کہا جبکہ عمران جو سٹنگ روم کی طرف مڑ گیا تھا اس کی اس ہمدردی پر مسکرا دیا۔

"بب۔ بب۔ باس۔ آپ یقین کریں میں نے خود چیک کیا تھا"...... ٹائیگر نے وہی جملہ دوہرایا۔ اس کی حالت واقعی خاصی خراب ہو رہی تھی۔ وہ اگر ابھی تک شاک کی وجہ سے بے ہوش نہ ہوا تھا تو یہ اس کی مضبوط قوت ارادی تھی۔ اسی لمحے سلیمان اندر

داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کی پیالی تھی۔ اس نے وہ پیالی ٹائیگر کے سامنے رکھ دی۔

"ارے۔ میرے لئے چائے نہیں لائے"...... عمران نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"حالت خراب ٹائیگر کی ہے۔ آپ کی حالت تو پہلے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ لگتا ہے کہ آپ نے کوئی کارنامہ سرانجام دیا ہے"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کارنامہ میں نے نہیں ٹائیگر نے سرانجام دیا ہے اور اب اس کارنامے کا جب نتیجہ سامنے آیا ہے تو ٹائیگر صاحب بھیڑ بن گئے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا ہوا ہے ٹائیگر۔ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے"...... سلیمان نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر مشفقانہ لہجے میں کہا اور عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس دیا۔

"میں بتاتا ہوں۔ یہ کیا بتائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے روزی راسکل اور ٹائیگر کے لیبارٹری میں جانے، وہاں سے فارمولا حاصل کرنے اور روزی راسکل کو بہلانے کے لئے عام سا فارمولا دینے اور اصل فارمولا اپنے پاس رکھنے کا بتا کر یہ بھی بتا دیا کہ ٹائیگر چونکہ پہلے ہی فون پر ساری تفصیل بتا چکا تھا اس لئے روزی راسکل جب اپنی طرف سے اصل فارمولا لے کر آئی تو عمران نے اس کی حوصلہ افزائی کر کے اسے

واپس بھیج دیا اور اس کا فارمولا ڈیلیٹنگ مشین میں ڈال کر واش کر دیا اور اب جب ٹائیگر کا لایا ہوا فارمولا چیک کیا گیا تو یہ دوسرا فارمولا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ اصل فارمولا وہ تھا جو روزی راسکل لے کر آئی تھی جسے ٹائیگر کے خون کی وجہ سے میں نے بے کار سمجھ کر ڈیلیٹ کر دیا تھا جبکہ ٹائیگر کا کہنا ہے کہ اس نے اپنی جیب میں اصل فارمولا ڈالا تھا اور روزی راسکل کو دوسرا عام سا فارمولا دیا تھا۔ بہر حال جو بھی تھا اب دونوں فارمولے ہی ضائع ہو گئے ہیں اور پورا مشن ہی بے کار ہو گیا ہے حالانکہ یہ بات درست ہے کہ اس بار ٹائیگر اور روزی راسکل دونوں نے اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر اور بے پناہ جدوجہد کر کے مشن مکمل کیا تھا"...... عمران نے خود ہی ساری تفصیل سلیمان کو بتا دی۔ ٹائیگر اس دوران خاموش بیٹھا رہا اس نے چائے کے کپ کو ہاتھ تک نہ لگایا تھا۔

"تو آپ نے وہ پہلے والا فارمولا چیک کئے بغیر ڈیلیٹ کر دیا تھا"...... سلیمان نے کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ ٹائیگر نے مجھے بتایا تھا کہ روزی راسکل جو فارمولا لا رہی ہے وہ اصل نہیں ہے۔ اصل فارمولا اس کے پاس ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ ڈیلیٹ شدہ فلم کہاں ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"اسے تم نے کیا کرنا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"صاحب۔ استاد کا یہ کام نہیں ہوتا کہ اپنے شاگردوں کو اس طرح ذہنی شاک پہنچائے اس لئے آپ ٹائیگر کو بتا دیں کہ جو فلم روزی راسکل لے کر آئی تھی وہ اصل تھی اور آپ نے اسے چیک کر کے محفوظ کر لیا ہے"...... سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور واپس مڑنے لگا۔ سلیمان کی بات سن کر ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"نہیں۔ اس کے پاس عام فلم تھی۔ میں نے خود چیک کر کے اسے دی تھی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اب جو فلم تمہارے پاس سے برآمد ہوئی ہے وہی عام سی فلم ہے نا"...... سلیمان نے کہا۔

"ہاں۔ یہ وہی ہے جو میں نے روزی راسکل کو دی تھی"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تو پھر تم خود ہی سمجھ جاؤ کہ جو فلم تم نے اپنے پاس رکھی تھی وہ روزی راسکل کے پاس پہنچ گئی۔ روزی راسکل کے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ وہ تمہاری جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ فلم نکال لے اور اپنے والی فلم تمہاری جیب میں پہنچا دے"...... سلیمان نے کہا۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا ان دونوں کے درمیان ہونے والی باتیں سن رہا تھا۔

"اول تو ایسا ممکن ہی نہیں ہے اور اگر ایسا ہو گیا ہے تو پھر وہ فلم بھی تو ڈیلیٹ ہو چکی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ ڈیلیٹ نہیں ہوئی۔ صاحب کے پاس محفوظ ہے"۔ سلیمان

نے حتمی لہجے میں کہا تو ٹائیگر چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم نے اتنا بڑا دعویٰ کیسے کر دیا"...... عمران نے حیرت سے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ آپ کوئی چیز چیک کئے بغیر ڈیلیٹ کر ہی نہیں سکتے۔ یہ آپ کی فطرت کے خلاف ہے"...... سلیمان نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیا۔ کیا۔ باس وہ فلم محفوظ ہے"...... ٹائیگر نے رک رک کر اور امید بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ سلیمان درست کہہ رہا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اسے چیک کئے بغیر صرف تمہارے کہنے پر ڈیلیٹ کر دیتا۔ اس سے تمہیں یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کی فطرت کو سمجھو۔ پھر بہت سی غلط فہمیاں خود بخود ختم ہو جاتی ہیں"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

"میں سلیمان کا مشکور ہوں۔ اس نے مجھے واقعی ایسا سبق دیا ہے جو میں ساری زندگی نہ بھولوں گا"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور سامنے رکھی چائے کی پیالی اٹھا کر منہ سے لگا لی۔

"تمہیں تو ایک سبق ملا ہے۔ مجھے روزانہ اسباق ملتے رہتے ہیں لیکن چائے پھر بھی نہیں ملتی"...... عمران نے کہا اور اسی لمحے سلیمان چائے کی پیالی اٹھائے دوبارہ اندر داخل ہوا۔

"تمہارا بے حد شکریہ سلیمان۔ تم نے واقعی مجھ پر مہربانی کی

ہے"...... ٹائیگر نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ ویسے تمہیں اصل فارمولے سے اس قدر غافل نہیں ہونا چاہئے تھا کہ روزی راسکل نے اسے تمہاری جیب سے نکال کر دوسرا ڈال دیا اور تمہیں آخر تک اس کا احساس ہی نہیں ہو سکا۔ صاحب نے تمہیں درست طور پر شاک دیا ہے تاکہ آئندہ تم ہوشیار رہو"...... سلیمان نے چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھ کر ٹائیگر سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"واقعی مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے"۔ ٹائیگر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"خواتین کا معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ لوگوں کے دل غائب ہو جاتے ہیں اور انہیں پتہ بھی نہیں چلتا۔ تم ایک فارمولے کی بات کر رہے ہو۔ ویسے روزی راسکل نے اصل مشن مکمل کرنے کے لئے تو جو کیا سو کیا یہ فارمولا تبدیل کرنے والا کارنامہ سرانجام دے کر اس نے میرے دل میں اپنی کارکردگی کی قدر بڑھا لی ہے۔ وہ بے حد ہوشیار اور سمجھ دار ہے۔ وہ اس وقت ہی سمجھ گئی تھی جب تم نے اسے لیبارٹری میں ڈاج دیا لیکن وہ وقت کی نزاکت کے باعث خاموش رہی اور جب اس کا داؤ لگا اس نے کھیل اپنے حق میں کر لیا"۔ عمران نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

شاگل اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کو چیک کرنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس سے ملٹری سیکرٹری صاحب کی کال ہے باس"۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... شاگل نے کہا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد پریذیڈنٹ کے ملٹری سیکرٹری کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس۔ شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس بول رہا ہوں"۔ شاگل نے اپنی عادت کے مطابق پورا عہدہ بھی نام کے ساتھ بتاتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر اور جناب پرائم منسٹر صاحب نے خصوصی میٹنگ پریذیڈنٹ ہاؤس میں کال کی ہے۔ آپ دس منٹ کے اندر پہنچ

جائیں"...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"صدر صاحب نہ خود کام کرتے ہیں اور نہ کسی اور کو کرنے دیتے ہیں۔ ہر وقت میٹنگ۔ ہر وقت میٹنگ۔ نجانے کیا شوق ہوتا ہے ان بڑے لوگوں کو میٹنگز کرنے کا"...... شاگل نے اٹھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے پریذیڈنٹ ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ خود عقبی سیٹ پر اکڑا ہوا بیٹھا تھا جبکہ باوردی ڈرائیور سرکاری کار کو چلا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پریذیڈنٹ ہاؤس کے سپیشل میٹنگ روم میں داخل ہوا تو وہاں موجود افراد کو دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ ان میں سے ایک کوئی کرنل تھا جبکہ دوسرا ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل اجیت تھا۔ شاگل نے کرنل اجیت سے مصافحہ کیا پھر وہ دوسرے کرنل کی طرف بڑھا۔

"میرا نام کرنل سنگھ داس ہے۔ میں پرتاب پورہ چھاؤنی کا انچارج ہوں"...... دوسرے کرنل نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔ مصافحہ کر کے وہ کرسی پر تو بیٹھ گیا لیکن کرنل سنگھ داس کے منہ سے پرتاب پورہ کا نام اور اس کے کرنل اجیت اور کرنل سنگھ داس کے لٹکے ہوئے چہرے دیکھ کر اس کی چھٹی حس نے باقاعدہ سائرن بجانا شروع کر دیا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ ان سے کوئی بات پوچھتا اندرونی دروازہ کھلا اور صدر صاحب اور ان کے پیچھے پرائم

منسٹر صاحب اندر داخل ہوئے تو شاگل سمیت دونوں کرنل ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ دونوں کرنلز نے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا جبکہ شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں سلام کیا۔

"بیٹھیے"...... صدر نے خود کرسی پر بیٹھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا اور شاگل اور دونوں کرنلز مؤدبانہ انداز میں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ صدر کے بیٹھنے کے بعد وزیراعظم بھی کرسی پر بیٹھ گئے تھے لیکن صدر کی طرح ان کا چہرہ بھی ستا ہوا تھا۔

"کرنل سکھ داس۔ آپ نے رپورٹ دی ہے کہ پرتاب پورہ پہاڑی میں واقع لیبارٹری کے اندر سائنس دانوں سمیت ان کے عملے کے سب افراد کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں اور تمام مشینری کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے"...... صدر نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔ اسے تو معلوم ہی نہ تھا کہ ایسا ہوا ہے۔

"یس سر"...... کرنل سکھ داس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ بیٹھ کر بات کریں"...... صدر نے کہا۔

"تھینک یو سر"...... کرنل سکھ داس نے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

s4sheikh@gmail.com

"سر۔ مجھے اطلاع ملی کہ پہاڑیوں کے اندر جہاں ایک خفیہ لیبارٹری تھی وہاں سے فائرنگ کی آوازیں ہماری چھاؤنی کی حساس مشینوں نے مارک کی ہیں۔ اس لیبارٹری کو خفیہ رکھنے کے لئے ہمیں ان پہاڑیوں پر جانے سے روک دیا گیا تھا۔ چنانچہ جب مجھے

اطلاع ملی کہ ان پہاڑیوں میں اسلحے کے دھماکے مارک کئے گئے ہیں تو میں چند سپاہیوں کو ساتھ لے کر ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچا تو لیبارٹری کا دہانہ کھلا ہوا تھا۔ ہم اندر گئے تو وہاں دس افراد کی لاشیں پڑی تھیں مشینری تباہ کر دی گئی تھی اور وہاں کوئی زندہ آدمی موجود نہ تھا۔ ہم نے ارد گرد کی پہاڑیوں کو چیک کیا لیکن وہاں کوئی آدمی بھی موجود نہ تھا۔ پھر ہم نے اعلیٰ کمان کو اطلاع دی"...... کرنل سکھ داس نے

s4sheikh@gmail.com

تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس لیبارٹری کو تو صرف اندر سے ہی کھولا جا سکتا ہے۔ باہر سے تو کسی صورت اسے نہیں کھولا جا سکتا۔ پھر اس کا دہانہ کیسے کھل گیا اور کیوں کھل گیا"...... وزیراعظم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر۔ ہفتے میں ایک بار جیپ ٹرالر میں لیبارٹری کے لئے سپلائی راگولا شہر سے لائی جاتی ہے۔ اس جیپ ٹرالر کا ڈرائیور ٹرانسمیٹر پر لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر شرما سے بات کرتا تھا اور مخصوص کوڈ دوہراتا تھا تو ڈاکٹر شرما اندر سے لیبارٹری کا دہانہ کھول دیتے تھے اور سپلائی وصول کر کے سپلائی لے آنے والوں کے باہر جانے کے بعد لیبارٹری کا دہانہ بند کر دیتے تھے۔ اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ ہی نہیں ہے لیبارٹری کے کھلنے کا"...... کرنل سکھ داس نے کہا۔ وہ چونکہ کافی طویل عرصے سے پرتاب پورہ چھاؤنی کا انچارج تھا اس لئے اسے اس بارے میں تمام تفصیل کا علم تھا۔

"پھر وہ دہانہ کیسے کھل گیا اور پاکیشیائی ایجنٹ وہاں کیسے پہنچ

گئے "...... صدر نے غصیلے لہجے میں کہا اور شاگل پاکیشیائی ایجنٹوں کے الفاظ سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ اب تک اس کی پوزیشن ایسی تھی جیسے وہ کوئی غیر متعلق بات سن رہا ہو لیکن اب پاکیشیائی ایجنٹوں کے الفاظ سامنے آنے پر اس کے چہرے پر پہلی بار دلچسپی کے تاثرات ابھرے تھے۔

"جناب۔ مجھے تو اس بارے میں کوئی اطلاع نہیں ہے"..... کرنل سکھ داس نے کہا۔

"چیف شاگل۔ آپ بتائیں کہ جب آپ کی ایجنسی کو عمران کے شاگرد ونا تھیگر اور انڈر ورلڈ کی عورت روزی راسکل کو ٹریس کر کے ہلاک کرنے اور عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹریس کرنے اور ہلاک کرنے کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی تو آپ نے کیا کیا۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ کس طرح پرتاپ پورہ کی لیبارٹری تک پہنچ گئے اور وہاں سے فارمولا بھی لے گئے۔ لیبارٹری بھی تباہ کر دی گئی اور سائنس دانوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا"..... صدر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ یہ کوئی اور سلسلہ ہے ورنہ جس لیبارٹری کے بارے میں مجھے علم ہی نہ تھا آپ کو بھی علم نہ تھا اس کے بارے میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو کیسے معلوم ہو سکتا تھا"..... شاگل نے کہا۔

"یہ بات درست ہے کہ مجھے بھی اس لیبارٹری کے حدود اربعہ کا علم نہیں ہے۔ صرف ملٹری انٹیلی جنس کے چیف اور پرائم منسٹر صاحب کو علم تھا لیکن ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ کے ایک شعبے کے

انچارج راجیش نے وہاں باقاعدہ ہیڈ کوارٹر بنایا تھا اس لئے لازماً راجیش نے انہیں وہاں چیک کیا ہو گا اور آپ کو رپورٹ دی ہو گی"..... صدر نے کہا۔

"یس سر۔ راجیش انہیں پرتاپ پورہ میں چیک کرتا رہا لیکن یہ لیبارٹری تو پرتاپ پورہ سے دور پہاڑیوں میں کہیں تھی۔ وہ وہاں تک کیسے پہنچ گئے"..... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل سکھ داس۔ آپ نے لیبارٹری تباہ کرنے والے ایجنٹوں کے خلاف تحقیقات کرائی ہیں"..... صدر نے کرنل سکھ داس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ چونکہ ان تمام پہاڑیوں پر فوج کی چیکنگ جاری رہتی ہے اس لئے اس کی انکوائری بھی ہماری ڈیوٹی میں شامل تھی۔ ہم نے اس کمپنی سے رابطہ کیا جو لیبارٹری میں سپلائی کرتی ہے۔ اس کا ریکارڈ ہمارے سیکورٹی سیکشن میں موجود تھا۔ وہاں سے اطلاع ملی کہ حسب پروگرام اس روز سپلائی لیبارٹری میں پہنچائی گئی لیکن ڈرائیور اور ہیلپر کی لاشیں لیبارٹری کے اندر سے ملی ہیں جبکہ خالی جیپ ٹرالر راگولا شہر کے قریب کھڑا ہوا ملا ہے۔ وہاں سے جو معلومات مل سکی ہیں ان کے مطابق اس جیپ ٹرالر سے ایک مقامی مرد اور ایک مقامی عورت اترے تھے۔ عورت زخمی لگ رہی تھی کیونکہ وہ چلنے میں تکلیف محسوس کر رہی تھی۔ یہ جوڑا ایک رکشہ میں بیٹھ کر مین مارکیٹ گیا۔ اس کے بعد یہ دونوں غائب ہو گئے اور پھر ان کا پتہ

نہیں چل سکا"...... کرنل سکھ داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میرا خدشہ درست تھا۔ اس بار عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس نے سرے سے کام ہی نہیں کیا اور عمران کا شاگرد ٹائیگر اور وہ عام سی عورت روزی راسکل کافرستان کے تمام حفاظتی اقدامات کو شکست دیتے ہوئے نہ صرف وہ فارمولا لے اڑے ہیں بلکہ ہمارے انتہائی قابل سائنس دان بھی ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ اب ہماری یہ حالت ہو گئی ہے کہ سیکرٹ سروس تو سیکرٹ سروس اب ان کے شاگرد بھی ہماری ایجنسیوں کو شکست دے کر دندناتے ہوئے واپس چلے جاتے ہیں۔ ہم نے بڑے زعم میں ڈیفنس سیل بنایا تھا کیا حشر ہوا ہے اس کا۔ کرنل جگدیش، عمران کے شاگرد کے ہاتھوں مارا گیا۔ یہ رہ گئی ہے ہماری اوقات"۔ صدر صاحب جیسے جیسے بات کرتے گئے ان کے غصے میں بھی ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا چلا گیا اور آخر میں تو وہ اپنے منصب کو بھول کر ایک عام آدمی کی طرح چیخنے لگ گئے تھے۔ یوں محسوس ہونے لگ گیا تھا جیسے ان کا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا ہو۔

"جناب صدر۔ آپ اپنے آپ کو سنبھالیں۔ حالات ہر بار ایک جیسے نہیں رہتے۔ ہمارے ایجنٹ بھی کامیابیاں حاصل کرتے رہتے ہیں اور ناکامیاں بھی درپیش آتی رہتی ہیں۔ ہمیں اب آئندہ کے بارے میں سوچنا ہو گا"...... پرائم منسٹر نے بڑے مدبرانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں پرائم منسٹر صاحب۔ ہماری ایجنسیاں یہ سب سفید ہاتھی ہیں۔ عوام انہیں پال پوس رہے ہیں لیکن یہ سوائے نمائشی طور پر سونڈ ہلانے کے اور کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ کیا کر لیا کرنل جگدیش نے۔ کیا کر لیا ہے چیف شاگل نے۔ کیا پیش بندی کر سکے ہیں کرنل سکھ داس۔ ایک شاگرد نما فرد واحد دندناتے ہوئے انداز میں کافرستان میں داخل ہوتا ہے۔ ایک انڈر ورلڈ میں کام کرنے والی عام سی عورت یہاں اغوا کر کے لائی جاتی ہے اور پھر ہماری فوج، ہماری ایجنسیاں، ہمارے اعلیٰ حکام سب منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں اور وہ جو چاہتے ہیں کر کے واپس چلے جاتے ہیں اور ہم سب بیٹھے میٹنگز کرتے اور آئندہ کے لائحہ عمل سوچتے رہ جاتے ہیں۔ نہیں پرائم منسٹر صاحب۔ ایسا اب نہیں چلے گا۔ اب ہمیں سب کچھ نئے انداز میں سیٹ کرنا ہو گا۔ پہلے سے موجود تمام ایجنسیاں توڑ کر انہیں نئے انداز میں سیٹ کرنا ہو گا۔ چیف شاگل اب بوڑھے ہو چکے ہیں۔ اب انہیں ریٹائر کر کے نیا خون سامنے لانا ہو گا ورنہ اب تو شاگرد سے ہم نے مار کھائی ہے پھر ان ایجنٹوں کے مالی، باورچی اور ڈرائیورز کافرستان میں مشن مکمل کر کے چلے جائیں گے اور ہم بیٹھے میٹنگز ہی کرتے رہ جائیں گے۔ پرائم منسٹر صاحب۔ آپ ایک ہفتے کے اندر تمام ایجنسیوں اور ان کے ہیڈ کوارٹرز کو نئے انداز میں سیٹ کرنے کے بارے میں ایک جامع رپورٹ مجھے پیش کریں۔ اٹ از مائی آرڈر اور میٹنگ برخاست کی جاتی ہے"...... صدر نے پہلے کی طرح چیختے

ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھے اور تیز تیز قدم اٹھاتے اپنے مخصوص دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد شاگل کار میں سوار واپس اپنے آفس جا رہا تھا لیکن اب صورت حال پہلے کی نسبت مکمل طور پر تبدیل ہو چکی تھی۔ پہلے جب شاگل میٹنگ کے لئے جا رہا تھا تو وہ اپنی عادت کے مطابق اکڑا ہوا بیٹھا تھا لیکن اب واپسی کے وقت وہ اس طرح سکڑا ہوا بیٹھا تھا جیسے غبارے سے ہوا نکل جانے کے بعد غبارے کی حالت ہوتی ہے۔

"جب بھی کوئی مسئلہ بنتا ہے ہم پر ہی حکومت کا نزلہ گرتا ہے۔ میں نے لیبارٹری کے بارے میں پوچھا تو بتایا نہیں اور اب بیٹھے چیخ رہے ہیں۔ نانسنس"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اس طرح چونک پڑا جیسے اچانک اسے کوئی اہم خیال آ گیا ہو۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اب میرا کچھ نہیں بگڑے گا۔ ویری گڈ۔ جب مجھے معلوم ہی نہ تھا کہ لیبارٹری کہاں ہے تو میں اس کی حفاظت کیسے کر سکتا تھا۔ گڈ شو۔ ابھی تو صدر صاحب غصے میں ہیں اور جب غصہ اترے گا تو وہ میری بات ماننے پر مجبور ہو جائیں گے ویری گڈ"...... شاگل نے اچانک مسرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اب اس کا جسم پہلے کی طرح اکڑتا جا رہا تھا اور آنکھوں میں چمک ابھرتی چلی آ رہی تھی۔ بالکل ایسے ہی جیسے غبارے میں ہوا بھرنے سے وہ پھولتا چلا جاتا ہے۔

روزی راسکل اپنے کلب کے آفس میں بیٹھی بظاہر تو سامنے رکھی ہوئی فائل پر نظریں جمائے ہوئے تھی لیکن دراصل اس کا ذہن ٹائیگر، عمران اور فارمولے کی طرف تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ٹائیگر اس سے سخت ناراض ہو گا کیونکہ ٹائیگر اپنے طور پر اصل فارمولا لے کر اپنے استاد کو دینے گیا تھا لیکن اصل فارمولا تو روزی راسکل پہلے ہی عمران کو دے آئی تھی اور اسے یقین تھا کہ عمران دونوں فارمولوں کو چیک کر کے خود ہی اس نتیجے پر پہنچ جائے گا کہ ٹائیگر کے مقابلے میں روزی راسکل زیادہ عقل مند اور ہوشیار ہے اور وہ ٹائیگر کو خوب ڈانٹے گا اور ٹائیگر شرمندہ ہو کر یہاں آئے گا تو میں اس کا جی بھر کر مذاق اڑاؤں گی۔ بس وہ یہی سوچ سوچ کر خود بخود بیٹھی مسکرا رہی تھی کہ اچانک آفس کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور روزی راسکل نے چونک کر سر اٹھایا اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر ایک بار

پھر چونک پڑی کہ دروازے میں ٹائیگر بڑے جارحانہ انداز میں کھڑا اسے گھور رہا تھا۔

"تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا۔ میرے ساتھ۔ ٹائیگر کے ساتھ کیوں"...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے قندھاری انار کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے تھے۔

s4sheikh@gmail.com

"میں نے دھوکہ کیا۔ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ دھوکہ تم نے کیا۔ تمہارا کیا خیال تھا کہ روزی راسکل دودھ پیتی بچی ہے جو تمہارے دھوکے میں آجائے گی اور تم جعلی فارمولا اٹھا کر مجھے دے دو گے میں اسے اصل سمجھ کر خوش ہو جاؤں گی۔ تم نے مجھے بے وقوف سمجھ رکھا ہے۔ میں بے وقوف نہیں ہوں۔ سمجھے۔ میرا نام روزی راسکل ہے، روزی راسکل۔ اور تمہاری تو میں رگ رگ سے واقف ہوں۔ میں نے دیکھ لیا تھا کہ تم نے مجھے جب فارمولا دیا تھا تو تمہارے چہرے پر کیسے تاثرات تھے۔ میں تمہارا چہرہ دیکھ کر ہی سمجھ گئی تھی کہ تم مجھے دھوکہ دے رہے ہو۔ اب بولو۔ کیا ہوا ہے اب غصے میں خود ہی چیخ رہے ہو۔ کیوں۔ اب پتہ چلا کہ جو دوسروں کے لئے گڑھا کھودتے ہیں وہ خود اس میں گرتے ہیں"...... روزی راسکل نے یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے چیخ چیخ کر بولنا شروع کیا تو وہ مسلسل بولتی ہی چلی گئی۔

"میں نے اس فارمولے کی اہمیت کے پیش نظر اسے اپنے پاس

رکھا تھا۔ لیکن تم نے مجھے عمران صاحب کے سامنے شرمندہ کرا دیا۔ میں نے بڑے دعوے کے ساتھ انہیں فارمولا دیا لیکن جب انہوں نے وہ فارمولا چیک کیا تو وہ دوسرا عام سا فارمولا تھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میری کیا حالت ہوئی۔ یہ تو اللہ بھلا کرے سلیمان کا جس نے اندازہ لگا لیا کہ عمران صاحب اس لئے مطمئن ہیں کہ وہ تمہارا دیا ہوا فارمولا چیک کر کے اسے محفوظ کر چکے ہیں ورنہ میں تو یہی سمجھا تھا کہ اصل فارمولا کہیں ضائع ہو گیا ہے۔ تمہاری اس حرکت نے تمہیں میری نظروں میں گرا دیا ہے اس لئے آئندہ کبھی میرے سامنے بھی نہ آنا ورنہ گولی مار کر تمہاری لاش کسی گٹر میں پھینک دوں گا۔ ہاں۔ یہ میری طرف سے لاسٹ وارننگ ہے تمہیں"...... ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور غائب ہو گیا۔

"تم۔ تم مجھے دھمکیاں دے رہے ہو۔ مجھے۔ اور وہ بھی میرے ہی آفس میں"...... روزی راسکل نے یکلخت حلق پھاڑ کر چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ میز کی سائیڈ سے نکل کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگی تھی کہ ایک آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا۔ وہ روزی راسکل سے ٹکراتے ٹکراتے بچا تھا۔

"یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ آپ کی کیا حالت ہو رہی ہے"...... اس آدمی نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں روزی راسکل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ روزی راسکل کا چہرہ واقعی کسی کٹکھنی بلی جیسا ہو رہا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ دونوں مٹھیاں بھینچی ہوئی تھیں اور

جسم اس طرح لرز رہا تھا جیسے اسے جاڑے کا تیز بخار چڑھ آیا ہو۔

"تم۔ تم یہاں کیوں آئے ہو۔ بولو۔ کیوں آئے ہو بغیر اجازت کیا یہ سڑک ہے۔ پارک ہے جو تم منہ اٹھائے اندر آ گئے ہو"۔ روزی راسکل آنے والے پر الٹ پڑی۔

"سوری میڈم۔ چونکہ دروازہ کھلا تھا اس لئے میں سمجھا کہ آپ اندر موجود نہیں ہیں۔ میں تو آپ کو آپ کی عدم موجودگی میں کلب کے حساب کتاب کے بارے میں بریف کرنے آیا تھا"...... آنے والے نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ کلب کا مینجر راشد کمال تھا۔

"چلے جاؤ۔ یہ وقت ہے حساب کتاب کا۔ جاؤ"...... روزی راسکل نے اسی طرح غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو راشد کمال تیزی سے مڑا اور اس طرح دوڑتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا جیسے ایک لمحے کی دیر سے اس پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ روزی راسکل نے اس کے جانے کے بعد بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔ اب اتنی بات تو وہ بھی سمجھتی تھی کہ اس دوران ٹائیگر کلب سے بھی جا چکا ہو گا اس لئے اب اس کے پیچھے بھاگنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن جو رویہ ٹائیگر نے اس کے ساتھ رکھا تھا اس پر آنے والا غصہ روزی راسکل سے کسی طور بھی سنبھالا ہی نہ جا رہا تھا۔ وہ وہیں پڑے ہوئے صوفے پر ہی ڈھیر ہو گئی۔ پھر آہستہ آہستہ اس کا بلڈ پریشر نارمل ہوتا چلا گیا۔

"مجھے اس کے استاد سے بات کرنا ہو گی۔ اب اس ٹائیگر کی زندگی تو بہرحال ختم ہی ہو گی۔ اب اسے ہر صورت میں میرے ہاتھوں مرنا ہو گا اور بعد میں اس کا استاد روئے گا اس لئے پہلے ہی اسے بتا دوں کہ اس کے شاگرد کے ساتھ کیا ہونے والا ہے"...... روزی راسکل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر اس نے آفس کا دروازہ بند کیا اور مڑ کر واپس میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے عمران کی انتہائی خوشگوار اور چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہی انداز اپنے شاگرد کو بھی سکھا دو تو کیا حرج ہے۔ وہ تو اس طرح بھونکتا ہے جس طرح پاگل کتا"...... روزی راسکل نے باقاعدہ پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"ہوش میں رہ کر میرے ساتھ بات کیا کرو روزی"...... دوسری طرف سے عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور نجانے اس کے انداز میں کیا تاثر تھا کہ روزی راسکل کو یوں محسوس ہوا جیسے سردی کی تیز لہر اس کے پورے جسم میں دوڑتی چلی گئی ہو۔ کرسی پر موجود اس کا جسم بے اختیار سمٹ سا گیا تھا۔

"وہ۔ وہ۔ مم۔ میرا مطلب تھا کہ اسے سمجھایا کرو کہ دوسروں سے بات کس طرح کی جاتی ہے۔ وہ میرے آفس آیا اور اس نے مجھے

دھمکیاں دیں اور پھر چیختا چلایا کہ میں نے اصل فارمولا تمہیں کیوں دے دیا۔ پھر اس نے مجھے دھمکی دی کہ وہ مجھے گولی مار کر میری لاش گٹر میں ڈال دے گا۔ یہ طریقہ ہوتا ہے دوسروں سے بات کرنے کا۔ میں نے ملک کی خاطر اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کی۔ میں نے کسی سے کوئی معاوضہ لینے کی غرض سے نہیں صرف پاکیشیا کے مفاد کے لئے وہ فارمولا حاصل کیا لیکن اس کے جواب میں مجھے دھمکیاں دی جائیں۔ مجھے برا بھلا کہا جائے۔ یہ کہاں کی شرافت ہے"...... روزی راسکل نے جملے اٹک اٹک کر اور پھر رواں بولتے ہوئے کہا۔ البتہ آخر میں اس کے لہجے میں ایک بار پھر غصہ جھلکنے لگا تھا۔

"اگر اس نے ایسا کیا ہے تو اس نے زیادتی کی ہے۔ اسے تم سے معافی مانگنا ہو گی۔ تمہارے پیر پکڑنے ہوں گے لیکن تمہیں بھی بتا دوں کہ دوسروں کے ساتھ بات کرتے ہوئے حدود مت کراس کیا کرو۔ آئندہ اگر تم نے میرے سامنے دوبارہ اس قدر گھٹیا انداز میں بات کی تو دوسرا سانس نہ لے سکو گی۔ بہرحال میں اسے کال کر کے تمہارے پاس بھجواتا ہوں۔ وہ تم سے معافی مانگے گا ورنہ اسے ایسی بھیانک سزا دی جائے گی جس کا شاید تصور بھی تم اور وہ نہ کر سکو"۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو روزی راسکل چند لمحوں تک لمبے لمبے سانس لیتی رہی۔

"دونوں استاد شاگرد ہی ایک جیسے ہیں"...... روزی راسکل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کرسی کی اونچی پشت سے سر لگا کر اس نے بے

اختیار آنکھیں بند کر لیں۔ اسی طرح اسے سکون ملنے لگا تو وہ کافی دیر تک اسی حالت میں رہی پھر اچانک فون کی گھنٹی بجنے پر اس نے آنکھیں کھولیں اور سیدھی ہو کر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... روزی راسکل نے اس بار سکون بھرے لہجے میں کہا اب وہ اپنے آپ پر مکمل طور پر قابو پا چکی تھی۔

"میں تمہارے آفس آ رہا ہوں عمران صاحب کے ساتھ"۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی سپاٹ آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو روزی راسکل نے بے اختیار ایک لمبا سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"یہ دونوں اکٹھے کیوں آ رہے ہیں"...... روزی راسکل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن جب کافی دیر تک سوچنے کے باوجود اس کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئی تو اس نے اس انداز میں کندھے اچکائے جیسے اس نے فیصلہ کر لیا ہو کہ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس کم ان"...... روزی راسکل نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ٹائیگر تھا لیکن ٹائیگر کا چہرہ سپاٹ اور پتھریلا ہو رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے جبراً یہاں لایا گیا ہو۔ روزی راسکل بے اختیار اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"بیٹھئے۔ آپ کیا پینا پسند کریں گے"...... سلام اور اس کے جواب کے بعد روزی راسکل نے بڑے مہذب لہجے میں کہا۔ نجانے

کیا بات تھی کہ عمران کو دیکھ کر اس کا لہجہ خود بخود مہذب ہو گیا تھا۔

"یہ ٹائیگر تمہارے سامنے موجود ہے۔ یہ تم پر چیختا چلایا۔ غصے کا اظہار کیا اور مار دینے کی دھمکیاں دیں۔ ایسا ہی ہے نا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اور اگر یہ فوری واپس نہ چلا جاتا تو"...... روزی راسکل کو ایک بار پھر غصہ آنے لگ گیا تھا۔

"اس نے کسی خاتون پر اس انداز میں غصے کا اظہار کر کے انتہائی غیر مہذب پن کا مظاہرہ کیا ہے اور میں کم از کم اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ خواتین کے ساتھ بات کرنے کے آداب ہوتے ہیں۔ غصہ جتنا بھی ہو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ انسان اخلاقیات کے آداب و اصول ہی بھول جائے اس لئے میں اسے ساتھ لے آیا ہوں۔ میں واپس جا رہا ہوں۔ میں نے اسے حکم دے دیا ہے کہ یہ تم سے معافی مانگے۔ اگر تم اسے معاف کر دو گی تو میں بھی اسے معاف کر دوں گا ورنہ یہ دوسرا سانس نہ لے سکے گا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر تیزی سے مڑا اور آفس کا دروازہ کھول کر کمرے سے باہر چلا گیا جبکہ ٹائیگر ہونٹ بھینچے اور سر جھکائے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"تم بھی جا سکتے ہو۔ کسی معافی وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ بس اتنا ہی کافی ہے"...... روزی راسکل نے ٹائیگر کو دیکھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

"آئی ایم سوری روزی۔ آئی ایم ریئلی سوری۔ جس طرح مجھے عمران صاحب کے سامنے شرمندگی اٹھانا پڑی ہے وہ میرے لئے ناقابل برداشت تھی اس لئے مجھے غصہ آ گیا لیکن واقعی ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ آئی ایم سوری"...... ٹائیگر نے کہا اور ایک جھٹکے سے اس طرح اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور واپس مڑا جیسے اسٹیج پر کوئی کردار اپنا ڈائیلاگ مکمل کر کے تیزی سے واپس گرین روم جانے کی کوشش میں ہوتا ہے۔

"ٹھہرو۔ رک جاؤ۔ اگر میں تمہاری معذرت قبول نہ کروں تو"۔ روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کرو یا نہ کرو۔ مجھے اس سے مطلب نہیں۔ مجھے تو باس نے کہا تھا کہ جا کر تم سے معافی مانگوں اور میں نے باس کے حکم کی تعمیل کر دی ہے۔ بس۔ اس سے زیادہ تمہاری ویسے بھی کوئی اہمیت نہیں ہے"...... ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر واپس مڑا۔

"سنو۔ مجھے بکریوں، بھیڑوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم ٹائیگر کی بجائے بکری بن چکے ہو اس لئے آئندہ میرے سامنے مت آنا۔ جاؤ"...... روزی راسکل نے کہا۔

"تم۔ تم اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہو۔ باس نے نجانے تمہیں کیوں لفٹ دے رکھی ہے ورنہ تم جیسی عورتیں تو میری جوتیاں صاف کرنا اپنے لئے اعزاز سمجھتی ہیں"...... ٹائیگر نے بھی یکلخت اس طرح پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا جیسے انتہائی تیزی سے چلتا ہوا ٹائر

اچانک برسٹ ہو جاتا ہے۔

"میں جوتی کی نوک پر رکھتی ہوں تمہیں اور تمہارے باس کو۔ جاؤ نکل جاؤ میرے کلب سے۔ جاؤ"...... روزی راسکل نے غصے کی شدت سے کانپتے ہوئے حلق پھاڑ کر کہا۔

"واہ۔ واہ۔ کیا خوبصورت فیملی ڈرامہ ہے۔ واقعی لڑتے ہوئے میاں بیوی ایسے ہی ڈائیلاگ بولتے ہوں گے"...... اچانک عمران نے اندر آتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"بب۔ بب۔ باس آپ"...... ٹائیگر نے سہم کر کہا۔

"تم نہیں باہر موجود تھے۔ کیوں"...... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں صرف چیک کرنا چاہتا تھا کہ اگر تم دونوں کی شادی کر دی جائے تو تمہارا مستقبل کیا ہو گا اور جو مستقبل مجھے نظر آیا ہے وہ اتنا تابناک ہے کہ اب تمہاری شادی جلد از جلد ہو جانی چاہئے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری باس۔ آپ بے شک مجھے گولی مار دیں لیکن میں روزی راسکل سے شادی نہیں کر سکتا۔ یہ اس قابل ہی نہیں ہے کہ اس سے شادی کی جا سکے"...... ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ تمہاری یہ جرأت۔ کبھی اپنی شکل دیکھی ہے۔ لکڑ بھگڑ بھی تم سے خوبصورت ہو گا۔ کون مرا جا رہا ہے تم سے شادی کے لئے۔ تم سے تو کوئی چڑیل بھی شادی نہیں کرے

گی"...... روزی راسکل نے بھناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"او ٹائیگر۔ بس اب رشتہ پکا ہو گیا ہے۔ اگر تم رضامند ہو جاتے تو پھر شاید یہ شادی نہ ہو سکتی۔ او کے روزی راسکل۔ تم فکر نہ کرو جلد ہی ٹائیگر کی بارات لے کر آؤں گا اور دل والے دلہنیا لے کر ہی جائیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو روزی راسکل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ البتہ اس کے چہرے پر ہلکی سی شرم کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"مگر باس"...... ٹائیگر نے احتجاجاً کچھ کہنا چاہا۔

"نا ہنجار۔ بڑوں کے سامنے سر اٹھا کر بات کرتے ہو۔ جب تک تمہیں ہنٹر والی نہیں ملے گی تم کبھی نہ سدھر سکو گے"۔ عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر باہر کی طرف گھسیٹتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے اس طرح فریادی نظروں سے روزی راسکل کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ تم ہی انکار کر دو لیکن روزی راسکل نے مسکراتے ہوئے منہ پھیر لیا اور ٹائیگر نے اس طرح سر جھکا لیا جیسے دنیا کا سب سے بے بس و لاچار آدمی ہو اور عمران اس کی یہ حالت دیکھ کر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تم نے اس پر شاوٹ کیا ہے اس لئے اب سزا تو بھگتنا ہی پڑے گی"...... عمران نے آفس سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں نے سوری کر لی ہے"...... ٹائیگر نے بے بس سے لہجے میں کہا۔

"اس سوری کے نتیجے میں تو روزی راسکل مان گئی ہے۔ تم نے دیکھا نہیں کہ وہ کس طرح دلہنوں کی طرح شرما رہی تھی ورنہ روزی راسکل اس انداز میں شرمائے"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اس طرح ایک طویل سانس لیا جیسے اب مجبوری ہو اور باقی کوئی راستہ نہ رہ گیا ہو۔

"ارے۔ ارے۔ ابھی سے طویل سانس لینے کی فوری ضرورت نہیں ہے۔ ابھی تو چیف کی شادی نہیں ہوئی۔ چیف کے بعد میرا نمبر آئے گا تب پھر ٹائیگر کا نمبر آئے گا"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر نے ایک بار پھر طویل سانس لیا لیکن اس بار یہ طویل سانس اطمینان بھرا تھا۔

ختم شد

s4sheikh@gmail.com
mazharkaleem.ma@gmail.com